

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی جانے والی اولیں سیرت پاک ﷺ

خورشید ناظر

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی جانے والی اولیں سیرتِ پاک ﷺ

خورشید ناظر

منظوم سیرت نگاری "بلغ العلیٰ بکمالہٖ"، منظوم شرح "للّٰہ الاسماء الحسنیٰ"،
حضرت محمد ﷺ کے پاک ناموں کی منفرد منظوم شرح "حسنت جمیع خصالہٖ"،
وللّٰہ الحمد (حمدیہ کلام جس کے کسی لفظ پر کوئی نقطہ نہیں)، توضیح اسماء الحسنیٰ، توضیح اسمائے محمد ﷺ
اور ہلاک و محورِ عالم محمد (نعتیہ کلام جس کے کسی لفظ پر کوئی نقطہ نہیں)

مرتب: ڈاکٹر نعیم نبی
موبائل نمبر ۰۳۰۱-۷۷۹۷۷۲۳

اردو مجلس ...... بہاول پور

نام کتاب	کشف الدجیٰ بجمالہٖ
شاعر	خورشید ناظر
مرتب	ڈاکٹر نعیم نبی
کمپوزنگ	ریاض حسین بھٹہ
سالِ اشاعت	۲۰۲۱ء
ناشر	اردو مجلس۔ بہاول پور
طباعت	پرنٹ ایکسپریس پرنٹرز، رحیم یار خاں

انتساب

میرے آقا ﷺ ! میں اپنے ذہن ودل کو ہر وقت آپ ﷺ کی رحمتِ بے بہا کے زیرِ سایہ محسوس کرتا ہوں اور تصور میں مسلسل مواجہہ شریف کی مہکتی فضاؤں میں دست بستہ وسرنگوں موجود رہتا ہوں۔

میں اپنی محبت و عقیدت بھری اس کوشش ''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' کو آپ ﷺ کے اُس کمالِ لازوال اور جمالِ بے مثال کے نام کرتا ہوں جس سے عالمین سے سبھی اندھیرے چھٹ گئے، قبول فرمایئے۔

خورشید ناظر

کوائف

نام	خورشید احمد
قلمی نام	خورشید ناظر
والد کا نام	غلام نبی
تاریخِ پیدائش	۲ جنوری ۱۹۴۴ء
مقامِ پیدائش	بہاول پور
تعلیم	بی کام
تصانیف	۱۔ کلامِ فرید اور مغرب کے تنقیدی رویے (تنقید) (صد سالہ خواجہ فرید ایوارڈ یافتہ) ۲۔ پانچ درسی کتب ۳۔ ہر قدم روشنی (سفرنامۂ حج) ۴۔ خواجہ فرید کی کافیوں میں قوافی کا فنی جائزہ (تنقید) ۵۔ بلغ العلیٰ بکمالہٖ (منظوم سیرت پاک) ۶۔ منظوم شرح اسماء الحسنیٰ ۷۔ حسنت جمیع خصالہٖ (حضرت محمد ﷺ کے پاک ناموں کی منظوم شرح) ۸۔ وللہ الحمد (غیر منقوط حمدیہ کلام) ۹۔ توشیح اسماء الحسنیٰ ۱۰۔ ہر قدم روشنی (اشاعت دوم معہ اضافہ احوال عمرات) ۱۱۔ توشیح اسمائے محمد ﷺ ۱۲۔ ملاک محور عالم محمد ﷺ (غیر منقوط نعتیہ کلام)
زیرِ ترتیب کتب	نعتیہ مجموعہ، غیر منقوط توشیح اسمائے اللہ و محمد ﷺ اور شعری مجموعہ

شائع شدہ نگارشات	ا۔ ملک کے مختلف ادبی جرائد و اخبارات میں تنقیدی مضامین، تخلیقات نظم و نثر
	۲۔ اخباری کالم
	۳۔ بحیثیت مرتب اعلیٰ "حروف" چار شمارے
	۴۔ مشترکہ شعری مجموعہ "کرنیں"
سماجی خدمات	ا۔ ممبر میونسپل کارپوریشن بہاول پور (۱۹۸۸ـ۱۹۹۲)
	۲۔ ممبر تعلیمی مشاورتی بورڈ ضلع بہاول پور
	۳۔ ممبر پرائس کنٹرول کمیٹی ضلع بہاول پور
	۴۔ ممبر کنزیومر کونسل ضلع بہاول پور
	۵۔ ممبر رائٹرز ویلفیئر فنڈ، حکومت پنجاب، بہاول پور ڈویژن
ایوارڈ	۱) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی طرف سے صد سالہ خواجہ فرید ایوارڈ
	۲) ستارہ بہاول پور ایوارڈ (شانِ بہاول پور ایوارڈ ۲۰۱۷ء) منجانب: حکومتِ پنجاب، بہاول پور ڈویژن بہاول پور
پتا	۳۴۴۔سی سیٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور
موبائل	۰۳۴۴ـ۷۰۷۳۴۴۴

فہرست

آغازِ تبلیغِ اسلام ...... مخصوص لوگوں کو دعوتِ دین اور اُن کا قبولِ اسلام ...... قرابت داروں کو دعوتِ اسلام اور اُن کا شدید ردِّ عمل ...... مخالفت میں شدت اور آپ ﷺ کی استقامت

بند — ۴ **صفحہ ۵۸**

دشمن فضا میں آغازِ عبادت اور اوّلیں تصادم ...... کفارِ مکہ کی ضرر رسانیاں اور تشدد ...... دین کی راہ میں شہادتیں ...... اہلِ ایماں کو پسِ منظر چلے جانے کی ہدایت ...... فریضۂ تبلیغِ دیں کی تن تنہا انجام دہی ...... پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ ...... کفارِ مکہ کے وفد کی حبشہ آمد اور ناکامی ...... کفارِ مکہ کی حضرت ابو طالب سے ملاقات اور دھمکی ...... آپ ﷺ کا راہِ خدا پر چلنے کے اٹل فیصلے کا کھلا اظہار ...... کفارِ مکہ کی آپ ﷺ کو راہِ خدا سے ہٹانے کے لیے سازشیں اور آپ ﷺ کا اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کے فیصلے کا دوٹوک اظہار ...... حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام ...... آپ ﷺ سے کفارِ مکہ کی گستاخیاں ...... کفارِ مکہ کے مظالم اور اہلِ ایماں کی استقامت ...... کفارِ مکہ کی طرف سے بائیکاٹ اور بنو ہاشم کی شعبِ ابی طالب میں آمد ...... شعبِ ابی طالب میں مصائب کے تین سال ...... بائیکاٹ کے عہد نامہ کو دیمک کا چاٹنا اور بائیکاٹ کا خاتمہ

بند — ۵ **صفحہ ۷۵**

کفارِ مکہ کے وفد کی حضرتِ ابو طالب سے ملاقات اور محمد ﷺ سے سمجھوتہ کروانے کی درخواست ...... سرورِ عالم ﷺ کی کفارِ مکہ کو تجویز ...... وفد کی ناکامی اور واپسی ...... حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات ...... حضرت سودہؓ سے آپ ﷺ کا عقد ...... سفرِ معراج ...... ابولہب کی اپنے قبیلے کو دعوت اور آپ ﷺ کو قبیلہ بدر کرنے کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

میری کوئی بھی کتاب جب طباعت کے مراحل میں داخل ہوتی ہے تو ذہن اور دل ایک نئی کتاب کی تحریر و اشاعت کے بارے میں سوچنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ''ملاک وِمحورِ عالم محمد ﷺ'' کی طباعت کے مراحل کے دوران بھی ذہن اور دل نے اپنا پرانا عمل دہرانا شروع کر دیا۔ ہمیشہ یوں ہوتا ہے کہ ذہن اور دل منصوبہ سازی کا عمل طے کر رہے ہوتے ہیں کہ اچانک کہیں سے ایک بالکل نئی سوچ روشن ہو کر سامنے آ جاتی ہے جو میرے ذہن اور دل کے منصوبے سے بالکل الگ ہوتی ہے۔ میں فوری طور پر اس سوچ کے ہاتھوں مغلوب ہو جاتا ہوں اور مجھے اس پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔ میں اس سوچ کو مقتدر ترین ذوات کے حکم کا درجہ دے کر لفظوں کے سانچے میں ڈھالنے میں ایک پاکیزہ سی راحت محسوس کرتا ہوں اور پھر یوں ہوتا ہے کہ وہ سوچ دیکھتے ہی دیکھتے ایک نئی کتاب کی شکل میں منظرِ عام پر آنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ میں کوشش کے باوجود اس سوچ کو کوئی اور نام نہیں دے سکا اور اسے ایک پاکیزہ حکم کا درجہ دے کر اس کے نتیجے میں اچانک ذہن میں اُبھرنے والے خاکے پر راحت افزا انداز میں آگے بڑھنے لگتا ہوں۔ میں اپنی اس کیفیت کو

یوں بھی بیان کر سکتا ہوں کہ میں اپنی گردن کو ایک نظر نہ آنے والے طوق میں اس طرح جکڑا ہوا محسوس کر کے خوش ہو رہا ہوتا ہوں کہ جب تک میں اس حکم کی تعمیل و تکمیل نہ کر لوں، میں کسی اور طرف نہ تو دیکھ سکتا ہوں اور نہ ہی اس سے الگ کوئی کام کر سکتا ہوں۔ میں نے جب بھی اپنی اس کیفیت کا کہیں اظہار کیا ہے تو میری کتابوں کے موضوعات کو دیکھتے ہوئے ہر اک نے اسے اللہ کا کرم اور رسولِ عظیم ﷺ کی رحمت قرار دیا ہے۔ اس صورتِ حال میں مجھے شکرانے کے نوافل ہی ادا کرنے چاہئیں اور میں ہمیشہ یہی کرتا ہوں۔ میں شکرانے کے نوافل ادا کرنے کے بعد اللہ کریم اور رسولِ رحیم ﷺ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس طوقِ غلامی سے کبھی آزاد نہ ہونے دیں اور اپنی اس لاجواب محبت کا تادمِ آخر اسیر رکھیں۔

میری کتاب ''ملاک و محورِ عالم محمد ﷺ'' (غیر منقوط نعتیہ مجموعہ) کے بعد بھی مجھے وہی حالات درپیش رہے جن کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ ذہن و دل کا مشترکہ منصوبہ تھا کہ میری غیر مطبوعہ حمدیہ و نعتیہ شاعری پر مشتمل ایک مجموعہ شائع کیا جائے۔ اس منصوبے میں یہ بات بھی شامل ہوگئی کہ سیرتِ پاک میں سے کچھ منتخب واقعات کے پس منظر میں ایک آزاد نظم کہہ کر اُسے اس مجموعے میں شامل کیا جائے۔ میں نے ذہن ہی ذہن میں اس نظم کے لیے ابھی ابتدائی سطور کہی تھیں کہ حسبِ سابق ایک نئی سوچ روشن ہوگئی اور دل و دماغ ایک حکم کی خوشبو سے مہک اُٹھے۔ حکم یہ تھا کہ رواں دواں انداز میں ایک طویل آزاد نظم کہی جائے جس میں آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ پاک کہلوانے کے خاص خاص تقاضے پورے کیے گئے ہوں۔

عجیب بات کہ میں نے اُسی وقت اپنے نہایت محترم دوست سید محمد نسیم جعفری صاحب کو ٹیلیفون کیا اور کسی بھی رسمی بات سے پہلے پوچھا کہ کورونا کے ان دنوں میں مجھے کیا کام کرنا چاہیئے۔ جعفری صاحب محترم نے ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر جواب دیا۔ ''سیرتِ

پاک ﷺ‘‘ پر کام کرنا چاہیے۔ جعفری صاحب حب اللہ اور حب رسول ﷺ کے مہکتے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے اس کی کئی حسین منازل طے کر چکے تھے اور ہمارا مکالمہ اکثر و بیشتر اسی لاجواب سفر ہی سے متعلق ہوتا تھا۔ میں نے اُن کے اس مشورے کو مذکورہ بالا حکم کی تائید کا درجہ دیا اور اس کو عملی شکل دینے کے لیے ہر طرح سے تیار ہو گیا۔ یہ لکھتے ہوئے میں غم اور صدمے کی انتہائی کیفیت سے ہم کنار ہوں کہ سید محمد نسیم جعفری صاحب اس مشورے کے کچھ دنوں بعد اپنے نانا حضور ﷺ کی رحمتوں کے سائے میں جنت الفردوس کی طرف سفر پر روانہ ہو گئے۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ جعفری صاحب مرحوم و مغفور مجھے اپنا اہم ترین دوست اور چھوٹا بھائی سمجھتے تھے۔ مرحوم کے فرزند عزیزی سعد جعفری صاحب کے بقول محترم جعفری صاحب مجھے اور ڈاکٹر شہاب فاطمی صاحب ڈائریکٹر بینو کینسر ہسپتال بہاول پور کو اتنا چاہتے تھے کہ اُن کی چاہت کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے صاحبزادگان (سید سعد جعفری صاحب اور سید بابر جعفری صاحب) سے تعزیت کرتے ہوئے میں نے اُن سے کہا تھا ’’میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ میں آپ سے تعزیت کروں یا پھر آپ مجھ سے تعزیت کریں۔‘‘ بہر حال جو موت سید محمد نسیم جعفری صاحب کا مقدر تھی، اُس میں ایک لمحے کی تاخیر ناممکن تھی اور وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مجھے یقین ہے کہ اُن کی روح بفضلِ خدا نہایت پُر سکون اور اُن کی آخری آرام گاہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کی صورت انھیں مکمل آسودگی مہیا کر رہی ہوگی۔ اللہ کریم اُن کے لواحقین اور متعلقین کو صبر اور اس صبر کا اجر عطا فرمائیں۔ آمین

یہ بات تو طے ہے کہ انسان کو اگر خدائے پاک کئی زندگیاں عطا فرمائے اور وہ اپنی ساری زندگیاں آپ ﷺ کی سیرتِ پاک ﷺ لکھنے میں صرف کر دے، تب بھی وہ سیرت پاک ﷺ کی تحریر کی ابتدا ہی کر پائے گا۔ اس لیے میں نے اس بات کے ادراک کے

باوجود تعمیلِ حکم کے پاکیزہ جذبے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خدا اور رسولِ خدا ﷺ کی محبت کو اپنا رہنما بنایا اور اس خوشبو بھرے سفر کا آغاز کر دیا۔ مجھے یہ لکھتے ہوئے کوئی حیرت نہیں ہو رہی کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ طویل آزاد نظمِ سیرت ﷺ اپنی روشنیوں اور خوشبوؤں کے ساتھ مکمل ہوگئی۔ مجھے ہزاروں سطور پر مشتمل اس کام کی اتنے کم عرصے میں مکمل ہونے پر حیرت اس لیے نہیں ہوئی کہ یہ انھی کے کرم اور رحمت کا نتیجہ ہے جن کا میں اس تحریر کے اولیں حصے میں ذکر کر چکا ہوں اور جن کی حقیقت کا میں کئی بار تجربہ کر چکا ہوں۔

نظمِ سیرتِ پاک ﷺ میرے مقصودِ نظر سے مکمل ہوگئی تو مجھے اس کمی نے اضطراب سے دوچار کرنا شروع کیا کہ اگر کوئی قاری سیرتِ پاک ﷺ کے کسی خاص حصے کو زیرِ مطالعہ لانا چاہے تو وہ اس قدر طویل نظم میں سے وہ حصہ کیسے تلاش کر پائے گا۔ یہ اضطراب بھی مختصر ترین ثابت ہوا اور ذہن اس روشنی سے چمک اُٹھا کہ اس نظم کو کئی مختصر و طویل بندوں کی شکل دے دی جائے اور ہر بند میں شامل واقعات کو کتاب کے اُس حصے میں شامل کر دیا جائے جہاں عام طور پر کتاب کی فہرستِ موضوعات، ابواب یا عنوانات شامل کی جاتی ہے۔ اللہ کریم اور رسولِ کبیر و شہیر ﷺ کی طرف سے عطا ہونے والے اس حل کے بعد مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے ہر قاری کے لیے اس کتاب کے مطالعے میں اب کوئی دقت باقی نہیں رہی اور وہ تھوڑی سی توجہ سے مطلوبہ موضوع تک پہنچ سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں حوالہ جات بھی موجود ہیں جن کے باعث اس کا قاری ان شاء اللہ کسی تشنگی سے دوچار نہیں ہوگا۔

نظمِ سیرت ﷺ کہنے کے ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ میرے ایک ایسے مہربان غریب خانے پر تشریف لائے جو ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔ انھوں نے حسبِ سابق مجھ سے یہ رسمی سا سوال پوچھا کہ میں آج کل کیا لکھ رہا ہوں۔ میں نے انھیں نئی کتاب کے

بارے میں سرسری طور پر بتایا تو بولے، آپ کا کیا خیال ہے کہ کچھ واقعات، مقامات اور کرداروں کی تفصیل کو بار بار لکھنے سے اُن کی تاثیر میں کمی واقع نہیں ہو جاتی، ہاں اگر ان میں کچھ تبدیلی پیدا کر دی جائے تو پھر بات اور ہے۔ میں نے حیرت سے اُن کی طرف دیکھ اور اُن کے سوال کے پہلے حصے کا جواب سوالات ہی میں دے دیا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ کو سیرتِ ﷺ پاک کی کتاب میں یہ پڑھ کر خوشی ہوگی کہ سرورِ عالم ﷺ لاہور میں پیدا ہوئے، غزوۂ اُحد کے بارے میں یہ لکھا جائے کہ آپ ﷺ نے یہاں رومی لشکر کا سامنا فرمایا اور مزید یہ کہ آپ ﷺ کو فرعون جیسے بادشاہ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ میں نے انھیں موقع دیے بغیر بتایا، آپ ﷺ کی ذاتِ عظیم سے متعلق کوئی اک بات ایسی نہیں ہے جسے لکھا نہ گیا ہو اور کسی قاری نے اُسے پڑھتے ہوئے کبھی تاثیر کی کمی کی شکایت کی ہو۔ اب تک اس موضوع پر ان گنت کتب تحریر ہو چکی ہیں اور تحریر ہوتی رہیں گی لیکن یہ طے ہے کہ اُن میں استعمال ہونے والے ہر لفظ کی خوشبو اور روشنی کے اثر سے آج تک کوئی صاف دل قاری باہر نہیں آ پایا۔ اسلام کی عبادات کا جائزہ لیں تو ان میں تکرار کا عمل عبادات میں استحکام پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

میں ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا کہ انھوں نے خود ہی اپنے نقطۂ نگاہ کو کمزور سمجھتے ہوئے فرمایا' میں نے خود سیرت ﷺ کی کئی کتابیں پڑھی ہیں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کتابوں کا تنوع آپ ﷺ کی عظیم ترین ہستی کا ہنوز احاطہ نہیں کر پایا۔ علاوہ ازیں یہ موضوع ایسا ہے کہ جس کا مطالعہ اپنے قاری کے لیے ترفع کے امکانات میں بے حد اضافہ کر دیتا ہے جس کے باعث اس کی دلچسپی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آپ کی یہ کتاب بھی آپ کی دیگر کتابوں کی طرح منفرد ہوگی۔ اور باتوں کو چھوڑیں، کیا یہ آپ کی محبتِ رسول ﷺ کا

ثبوت نہیں کہ آپ اتنی طویل نظم کہیں اور وہ بھی آزاد   میری نظر سے اس طرح کی کتاب آج تک نہیں گزری۔ میں اسے ایک مشکل صنفِ ادب سمجھتا ہوں۔ میں کچھ اور باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن خیال آیا کہ جب وہ یہ کتاب پڑھیں گے تو انھیں احساس ہوگا کہ نبیِٔ ارحام و اکرام ﷺ پر لکھی جانے والی ہر کتاب 'لکھی نہیں' لکھوائی جاتی ہے۔

میں نے یہ واقعہ یہاں اس لیے درج کرنا ضروری سمجھا کہ شاید کچھ اور دوستوں کے ذہن میں اس طرح کے سوالات اُبھریں لیکن یاد رہنا چاہئے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کی اعلیٰ ترین مثبت جہتوں کا شمار ناممکن ہے اور اس پاکیزہ موضوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب آپ ﷺ کی بے شمار جہات میں سے کچھ نئی جہات کے اظہار کے ساتھ کم از کم اظہار کے ایک نئے انداز سے تو اپنے قاری کو ضرور متاثر کرتی ہے۔ ہر نئی کتاب کو پڑھتے ہوئے یہ اہم ترین حقیقت لازماً پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ آپ ﷺ ہی کی ذات وہ اقدس و عالی ذات ہے جسے بعد از خدا کا درجہ حاصل ہے۔

''کشف الدجیٰ بجمالہ'' سیرت خاتم النبیین ﷺ پر کہی گئی ایک طویل نظم ہے۔ اصنافِ ادب اور خصوصیاتِ ادب کا ادراک رکھنے والے ہر قاری کو اس میں جابجا ترفع سے ہمکنار کرنے والا مواد تحسین پر آمادہ کرے گا۔ میرے خیال میں ایسی کتابوں کو پڑھتے ہوئے ان کے قاری کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ عظیم و کریم سے متعلق محاسنِ روشن ترین کا جمال، آپ ﷺ کے کردار کا کمال اور جہدِ لازوال کا بیان اُس کے دل کو چھو لے۔ مجھے یقین ہے کہ جب قاری کو اُس کی جائز خواہش کے مطابق روشنی اور خوشبو میسر آتی ہے تو اُس کے ذہن میں دیگر خوش گوار اور اکثر اوقات چونکا دینے والی خصوصیات اُسے غیر محسوس طریقے سے اپنی جانب متوجہ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں

ان کتابوں کا مصنف یا شاعر خود کو اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہوا محسوس کرنے لگتا ہے۔ میرا اب تک کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ پاکیزہ موضوعات پر قلم اُٹھانے والا کوئی بھی شخص اُسی لمحے خود کو کامیابی سے ہمکنار محسوس کرنے لگتا ہے جب وہ کام کا آغاز کرتا ہے کیونکہ ان کاموں کی تکمیل اور کامیابی میں اصل کردار اُسی کرم اور رحمت کا ہوتا ہے جس کا ذکر میں اپنی ہر کتاب میں کرتا آیا ہوں۔

نثری نظم اور آزاد نظم کے بارے میں وہ لوگ جو اصناف ادب کا سرسری علم رکھتے ہیں، ان دونوں اصناف کے لیے اپنے جذبات کا عجیب انداز میں اظہار کرتے ہیں۔ آزاد نظم کے بارے میں عمومی رائے یہی ہے کہ یہ بے ترتیب سی سطروں اور طویل و مختصر مصرعوں سے مکمل کی جانے والی ایسی تحریر ہے جو شاعری کی مستحکم روایات سے بغاوت کے زیرِ اثر وجود میں آتی ہے بلکہ آزاد نظم کے خاص مہربانوں کا تو یہ خیال ہے کہ جب کوئی شاعر اعلیٰ روایات کی حامل اصناف شاعری میں اپنی ناکامی کا اپنی ہی ذات کے سامنے اعتراف کر لیتا ہے تو وہ آزاد نظم کے میدان میں بے جہت دوڑ کر اپنے اس عمل کو اپنے لیے کامیابی گردانے لگتا ہے۔ یہ اور اسی طرح کی کئی اور باتوں کے ذریعے اس صنفِ ادب سے بیگانگی کا اظہار کیا جاتا رہا لیکن بہت سے نامور اور مستند شعراء کی کہی ہوئی لائقِ لحاظ آزاد نظموں کی تعداد نے خود کو ادب کے سنجیدہ قارئین سے ایک صنفِ شاعری کے طور پر نہ صرف منوایا ہے بلکہ اپنے لیے مضبوط اور ناقابلِ تردید جواز بھی مہیا کیا ہے۔

نعت میں وسعتِ اظہار، ترفع میں یکتائی اور ہیئت و رائج اصناف کی محتاجی سے بالاتر ہونے کی بے مثال خصوصیت نے آزاد نظم کو اس پاکیزہ میدان میں اپنے جوہر دکھانے کا موقعہ فراہم کیا ہے۔ آزاد نظم کی شکل میں بہت سے شعراء کی عمدہ نعوت ہمیں اس صنفِ ادب کی وقعت سے روشناس کراتی ہیں۔ میرے محدود علم کے مطابق میری کہی ہوئی نظم

سیرت ﷺ اس صنفِ شاعری میں کہی گئی طویل ترین نظم ہے جس کا مطالعہ کرتے ہوئے کوئی بھی قاری کسی اجنبیت سے دوچار نہیں ہوگا اور اُسے موضوع سیرت ﷺ کے تسلسل میں کسی بحران کا شکار ہونے کا کہیں بھی احساس نہیں ہوگا۔ اس نظم میں بہت سی جگہوں پر قوانی اپنے پورے حسن کے ساتھ خود بخود جلوہ گر ہو گئے ہیں اور سوائے ایک آدھ جگہ، قوافی کے اس ظہور میں بطور شاعر میں نے کوئی تگ و دو نہیں کی۔ اس نظم کی خواند کے دوران مجھے کئی مقامات پر ایسی سطور بھی نظر آئیں جو آپس میں نہ صرف ہم قافیہ و ہم ردیف ہیں بلکہ یہ ہم وزن مصرعوں کی شکل میں اس نظم سیرت کی تاثیر میں اضافہ کر رہی ہیں۔

میں نے کچھ شعراء کے یہاں آزاد نظم کی ہیئت میں کہی گئی پوری نظم از اوّل تا آخر یک ہی بحر میں طے شدہ ارکان کے مطابق مکمل ہوتی ہوئی نہیں دیکھی۔ میں اس فنی بحث میں پڑے بغیر اپنے قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی اس طویل نظم سیرت پاک ﷺ میں بحرِ ہزج کے حسن اور روانی کو بروئے کار لا کر اس کی اوّلیں سطر کو ''مفاعیلن'' سے شروع کر کے آخری سطر تک اسے ہی بروئے کار لایا ہوں جس سے اس نظم کے مطالعے میں اس کا ہر قاری اس کی روانی کے باعث یقیناً خوشی محسوس کرے گا۔ اس نظم کی زبان عام طور پر سادہ اور عام فہم رہی ہے لیکن اس امکان کو رد نہیں کرنا چاہئے کہ کہیں کچھ الفاظ اس رویے سے ہٹ کر سامنے آ سکتے ہیں کیونکہ اس موضوع میں ایسے الفاظ سے گریز ممکن نہیں تھا۔

میرے اکثر قارئین جانتے ہیں کہ میں ''بلغ العلےٰ بکمالہٖ'' کے نام سے مثنوی کی ہیئت میں ساڑھے سات ہزار (۷۵۰۰) سے زیادہ اشعار پر مشتمل ایک سیرت پاک پہلے بھی لکھ چکا ہوں جسے چھپن ابواب اور چار سو چھیالیس ذیلی عنوانات کے ذریعے مکمل کیا گیا ہے۔ ابواب کے نام اور ذیلی عنوانات بھی سیرت پاک ﷺ کے لیے کہے گئے اشعار کے ہم

وزن مصارع کی شکل میں کتاب کے حسن میں اضافہ کررہے ہیں جن کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان سیکڑوں عنوانات کا اختتام "تا ہے، تے ہیں، تی ہے اور تی ہیں " پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عرب عام طور پر ایک دوسرے کو اصل نام کی بجائے کنیت سے پکارتے ہیں، اس لیے وہاں کے اکثر کرداروں کے اصل نام سے لوگ بے خبر رہتے ہیں۔ میں نے کوشش کر کے موضوعِ سیرت ﷺ سے متعلق تقریباً سبھی کرداروں کے اصل ناموں کو اپنی تحریر کردہ سیرتِ پاک ﷺ کی دونوں کتابوں میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں نے یہاں اپنی پہلی کتاب کا ذکر کرنا اس لیے مناسب سمجھا کہ زیرِ نظر کتاب کی تحریر کے دوران میری پہلی کتاب کے تجربے نے میری بے حد معاونت کی اور مجھے اس کتاب کی تکمیل میں کئی ایسے مراحل طے نہیں کرنے پڑے جو مجھے "بلغ العلٰے بکمالہٖ" کی تکمیل کے سلسلے میں طے کرنا پڑے تھے۔ یہ میرے پیارے اللہ اور پیارے رسول کریم ورحیم ﷺ کا ہی احسان ہے کہ انھوں نے مجھے یہ راہ سجھائی اور میری قسمت میں ایک اور ایسی کتاب چلی آئی جسے میں اپنے لیے باعث عزت وسعادت سمجھتا ہوں۔ یہ کتاب میرے لیے مزید راحت کا باعث ہے کہ یہ غالباً آزاد نظم کی ہیئت میں سیرتِ پاک ﷺ کی پہلی کتاب ہے۔ اللہ کریم اور میرے آقا ﷺ میری اس محبت اور محنت کو قبول فرمائیں اور مجھے معافی کا مستحق قرار دیتے ہوئے میری آنے والی زندگی کو آسان ترین اور موجودہ زندگی کے تاریک رستوں کو روشن کردیں۔ آمین

میں اپنی اس تحریر کے اوّلیں حصوں میں لکھ چکا ہوں کہ اس کتاب سے پہلے مثنوی کی ہیئت میں میری لکھی ہوئی سیرتِ پاک ﷺ "بلغ العلٰے بکمالہٖ" کے نام سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کے اسمائے پاک کی منظوم شرح "حسنت جمیع

خصالہٗ'' بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر ۲۰۱۶ء میں منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ میں نے اللہ پاک کے فضلِ خاص اور اپنے آقائے عظیم و کریم ﷺ کی خصوصی عطا کے باعث وجود میں آنے والی زیرِ نظر کتاب کا نام ''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' منتخب کیا ہے جسے میرے عالم فاضل دوستوں نے بے حد پسند کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کا ہر قاری بھی اس نام کو ضرور پسند کرے گا۔

رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک سیرت پر کام کرنے والے کئی سیرت نگار اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ انھوں نے ایک نہیں، دو دو کتب لکھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اپنے رسول ﷺ سے محبت و عقیدت کا یہ اظہار صرف اُردو نہیں، بلکہ کئی دیگر زبانوں میں بھی ہو چکا ہے۔ خوش نصیبوں کی اس مختصر فہرست میں آپ ﷺ کے در کا فقیر خورشید ناظر بھی انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس خوش نصیبی کے ساتھ آپ ﷺ نے اس اعزاز کی خیرات بھی جھولی میں ڈال دی ہے کہ میں آپ ﷺ کا وہ واحد حقیر غلام ہوں جس نے سیرتِ پاک ﷺ کی دو منظوم کتابیں لکھیں۔ میری تحریر کردہ دونوں کتب کئی لحاظ سے یقیناً منفرد ہیں۔ اپنی پہلی کتاب ''بلغ العلیٰ بکمالہٖ'' کی انفرادیت پر میں اس میں موجود ''پہلی بات'' کے عنوان میں شائع ہونے والی مفصل تحریر میں بات کر چکا ہوں جب کہ زیرِ نظر کتاب کی انفرادیت پر بھی اہلِ علم حضرت تائید فرمائیں گے کہ یہ سیرت ﷺ پر آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی جانے والی اولیں کتاب ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ صاحبانِ بصیرت اس کتاب کے کئی دیگر پہلوؤں کو بھی منفرد گردانیں گے۔

میری دیگر کئی کتب کی طرح اس کتاب میں میرے انتہائی محترم دوست پروفیسر محمد لطیف صاحب کا بھرپور تعاون جاری رہا۔ انھوں نے اس کتاب کی خواندگی میں میری مدد

کے ساتھ ساتھ اپنے بے لاگ تبصروں سے اس کے معیار کے ذیل میں میرے یقین کی تائید فرمائی۔ اللہ کریم ان کی آقائے نامدار ﷺ سے محبت میں لامحدود اضافہ اور مذکورہ معاونت پر اجرِ عظیم سے شرف یاب فرمائے۔ آمین

کچھ عرصہ قبل مجھے سیال کوٹ میں پروفیسر گلزار بخاری صاحب کے نعتیہ مجموعے ''کن فیکون'' کی تقریب رونمائی کی صدارت کے لیے مدعو کیا گیا جس میں وہاں کے شعراء اور اہلِ علم حضرات شریک ہوئے۔ اسی تقریب میں سیال کوٹ کی ایک سرکردہ اور اہم شخصیت جناب خضر حیات صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اہم صنعت کار ہونے کے علاوہ حبِ رسول ﷺ رکھنے والے نعت کے بہت اچھے شاعر ہیں۔ انھوں نے کچھ روز بعد مجھے ٹیلیفون کیا اور یہ تعارف برادرانہ تعلق میں تبدیل ہو گیا۔ میں نے جب زیرِ نظر سیرت پاک ﷺ لکھنے کا ارادہ باندھا تو اُن سے بھی بات ہوئی۔ وہ نہ صرف اس کام پر بے حد خوش ہوئے بلکہ گاہے گاہے اشتیاق کے ساتھ اس کام کے آگے بڑھنے اور اس میں شامل پاکیزہ مواد میں اپنی عالمانہ دلچسپی کا لائق لحاظ اظہار کرتے رہے۔ میں اُن کی اس خصوصی محبت کا معترف ہوں۔

میرے انتہائی محترم دوست سید نسیم جعفری صاحب مرحوم کے فرزند سید سعد جعفری صاحب اور میرے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر نعیم نبی صاحب نے حسبِ سابق مجھے اپنی معاونت سے میرے اس کام کو آسان بنانے میں ہر ممکن سہولت مہیا کی۔ اللہ پاک انھیں ان کی سعادت مندی کا اجر عطا فرمائیں۔ محترم ریاض حسین بھٹہ صاحب نے کمپوزنگ اور کتاب کی آرائش و زیبائش میں اپنی مشاقی کے جواہر دکھائے اور پروفیسر نذیر احمد صاحب (رحیم یار خاں) نے کتاب کے نام کی کتابت کر کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا۔ میں ان دونوں حضرات کی اپنے پیارے آقا ﷺ سے کمال درجہ محبت پر رشک کرتا ہوں۔ اللہ

انھیں دنیا اور آخرت کی ہر آسانی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' کی تکمیل کے سلسلے میں اپنے اُن مہربانوں کا شکرگزار ہوں جنھوں نے کسی بھی طرح میری مدد کی خصوصاً جناب پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد صاحب، پروفیسر محمد لطیف صاحب، پروفیسر ڈاکٹر انور صابر صاحب، پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر نعیم نبی صاحب جنھوں نے اپنے خیالات قلم بند کیے اور اس کتاب کے قارئین کے لیے وہ روشنی مہیا کی جسے بروئے کار لا کر وہ اس کتاب کی خصوصیات کے آئینہ میں مطالعہ کر سکیں گے۔ میں اپنے ان کرم فرماؤں کے لیے ہمیشہ دُعا گو رہوں گا۔

محترم قارئین! میں اپنی ہر کتاب کے بارے میں تاحدِ یقین کہہ سکتا ہوں کہ میں کبھی ایک حرف نہ لکھ پاتا اگر مجھے اللہ پاک کا کرم اور رسول کریم و عظیم ﷺ کی عطا اور میرے ماں باپ کی دُعا میسر نہ ہوتی۔ اے اللہ، اے میرے پیارے رسول ﷺ مجھے زندگی بھر اپنے کرم اور اپنی عطا سے سرفراز رکھیں۔ اے اللہ! میرے والدین کو اپنے فضلِ خاص کا مستحق سمجھتے ہوئے جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ اے میرے پیارے رسول ﷺ! میرے ماں باپ کو اپنی شفاعت سے سدا نوازتے رہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ پاک اُن کے لیے آخرت کی ہر آسانی اُن کا مقدر بنا دیں۔ (آمین)

میں اپنی اہلیہ زینب خورشید صاحبہ، اپنے بیٹوں ندیم نبی صاحب، نعیم نبی صاحب، فہیم نبی صاحب، اپنی بہوؤں سلمیٰ ندیم صاحبہ، شمشاد نعیم صاحبہ، اقراء فہیم صاحبہ، پسرِ خواندہ شکیل صاحب، اپنے پوتے وجاہت ندیم صاحب، اپنی پوتیوں فائقہ ندیم، عائشہ خورشید، عمیرہ خورشید اور سیرت خورشید کے لیے اُن کے اُس تعاون پر شکرگزار اور دُعا گو ہوں جو اُنھوں نے ہمیشہ اپنی فرماں برداری کی شکل میں میرے ساتھ روا رکھا۔ اللہ پاک انھیں زندگی کی ہر راحت، عزت اور سہولت سے ہمیشہ سرفراز رکھیں۔ آمین

محترم قارئین! میں اس لحاظ سے ایک خوش نصیب آدمی ہوں جسے آپ کی طرف سے مسلسل دُعاؤں کا تحفہ ملتا رہا ہے۔ جس میں میرے ملکی اور غیر ملکی سبھی قارئین شامل ہیں۔ میں آپ کی طرف سے اس مہربانی پر آپ کے لیے دُعا گو رہتا ہوں۔ آپ کی آراء میرے لیے بہت اہم ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے اس احسن عمل کو ہمیشہ جاری رکھیں گے۔

اللہ کریم آپ سب کو اپنے احسانات اور محبتِ رسول ﷺ سے نوازتے رہیں۔ آمین

خیر اندیش

خورشید ناظر

۳۳۴-سی سیٹلائٹ ٹاؤن، بہاول پور

موبائل: ۰۳۳۴-۷۰۷۳۳۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

تصور ہی تصور میں محمد ﷺ کا ہی جلوہ ہے
مرے دل میں اُنھی ﷺ کے پیار کا ہر دم اُجالا ہے
مری نظروں میں مکّہ ہے
مدینہ ہے
کرم ہے یہ محمد ﷺ کا
مُیسّر اُن ﷺ کی چاہت کا خزینہ ہے
عطا اُن ﷺ کی
سمندر ہے خیالوں کا
کرم ہے مجھ پر اُن ﷺ کا ہی
قلم میرا سفینہ ہے
عطا اُن ﷺ کی طرف سے مجھ کو لفظوں کا قرینہ ہے
تصوّر ہی تصوّر میں

مَیں مکّہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
عجب منظر ہے مکہ کا
ہر اِک جانب اندھیرا ہے
یہاں کی رات کالی اور کالا ہی سویرا ہے
یہاں کے لمحے لمحے کو مسلسل جَہل کی آندھی نے
اپنے خونی پنجے میں جکڑ کر
وحشی اور پُرہول غاروں میں دھکیلا ہے
جہاں ہے روشنی نہ سانس لینے کے لیے تازہ ہواؤں کے
گزر کا کوئی اِمکاں ہے
جہاں انسان حیواں ہے
اگر کوئی ہے انساں تو پریشاں ہے
حکومت ہے جہاں اوہام کی
تہذیب ویراں ہے
بظاہر شہر ہے آباد
لیکن سچ کا ہر امکان گھائل
اور مثبت سوچ سنساں ہے
اگرچہ دن ہے لیکن رات سے بڑھ کر اندھیرا ہے
اندھیرا ہے جہالت کا
تعصب اور وحشت کا
لڑائی، خون ریزی کا
بدی کی فوقیت کا اور بدکاری کی عادت کا

میں مکّہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
یہاں کا ہر قبیلہ خود کو ہی برتر سمجھتا ہے
قبائل چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوں ریزی کرتے ہیں
ذرا سی بات پر اپنے عدو کو مار دیتے ہیں
اَنا کی سولی پر چڑھ کر عموماً خود بھی مرتے ہیں
جو طاقت ور ہے، وہ انساں ہے
باقی جانور ہیں سب
یہاں کی زندگی کا ہے انوکھا ڈھب
یہاں کی عورتیں [1] جنگیں کراتی ہیں
وہی اس آگ کو اکثر بجھاتی ہیں
یہاں کے لوگ استبضاع [2] کو جائز سمجھتے ہیں
سگی دو بہنوں سے شادی رواکاموں میں شامل ہے
اگر والد کسی کا فوت ہو جائے
یا دے دے وہ طلاق اپنی کسی بیوی کو تو اس کے پسر کو یہ اجازت ہے
کہ ماں جو کہ ہے سوتیلی
بنا لے بے جھجک اپنی اُسے بیوی
نظر آتے ہیں ایسے گھر
کہ جھنڈے لہلہاتے رہتے ہیں جن پر
مکیں ہیں ان میں ایسی عورتیں جن کا
ہے بدکاری سدا دھندا
عجب مکّہ کے لوگوں کا چلن دیکھا

برائی کر کے یہ مسرور رہتے ہیں
برائی میں جو آگے ہو
اُسے ہی سورما یہ لوگ کہتے ہیں
ہے مکہ قتل گہ دراصل سب اچھے اصولوں کی
فضا اس کی نظر آتی ہے دشمن سارے سچائی کے پھولوں کی
یہاں کے لوگ اچھائی کو کمزوری سمجھتے ہیں
برائی کے سبھی کاموں کو شہ زوری سمجھتے ہیں
ذرا سی بات پر خوں ریزی ہے معمول کا قصہ
غلط کاری میں لیتے ہیں یہاں کے لوگ بڑھ چڑھ کر سدا حصہ
غلط ہے گر کوئی اک شخص تو پورا قبیلہ ہے غلط اُس کا
کسی اِک کی لڑائی میں
قبیلہ جان و دل سے اُس کا کھل کر ساتھ دیتا ہے
مخالف کے قبیلے کے سبھی افراد کو دشمن وہ کہتا ہے
لڑائی اُن قبیلوں کی کئی برسوں تلک چلتی ہی رہتی ہے
ہے بدکاری چلن اُن کا
ہے چوری بانکپن اُن کا
اگر پیدا ہو بیٹی تو اُسے یہ گاڑ کر زندہ
بڑے ہی فخر کا اظہار کرتے ہیں
قبیلے دشمنی کی آگ میں جلتے ہی رہتے ہیں
یہ اس رستے پہ برسوں تک یہاں چلتے ہی رہتے ہیں
ذرا سی بات پر ہی یہ بڑھا دیتے ہیں یوں جھگڑا

کہ جو پھر تھم نہیں پاتا

یہاں کے باسیوں نے دین کا حلیہ بگاڑا ہے
خدا کے گھر میں ہر سُو بت پرستی ہی کا چرچا ہے
یہاں کے لوگ ابراہیمؑ کے پیرو سدا سے تھے
مگر اس دین کو وہ یوں بھلا بیٹھے
کہ چھوڑا دینِ ابراہیمؑ کو اور ہر برائی کو بنایا دینِ نو کا لازمی حصہ
خرافاتِ زمانہ کو لگایا اپنے سینے سے
ہوں یوں، عمرو [۳] اک سردار و محسن تھا خزاعہ کا
گیا وہ شام تو اُس نے وہاں دیکھا
وہاں کے لوگ کرتے ہیں بتوں کی شوق سے پوجا
عبادت کا اُسے انداز یہ بھایا
وہاں سے وہ ہُبل بُت کو اُٹھا لایا
اُسے لا کر خدا کے گھر میں چاہت سے سجایا اور پوجا کی
اُسے سارے عرب والے دیانت دار کہتے تھے
اُسے سچا، اُسے ہر طور باکردار کہتے تھے
اُسی نے بت پرستی کی عرب والوں کو دی دعوت
عجب انداز میں کی بت پرستی کی بیاں عظمت
اُسی کے کہنے پر اہلِ عرب اِس سمت آ نکلے
ہوئے بند اُن پہ یوں اللہ کے رستے
مشلل میں منات و وادیٔ نخلہ میں عزیٰ کو
کرا کے نصب وہ دیگر بتوں کو بھی یہاں لایا

یغوث وودؔ کو اور نسر کو لایا تہامہ میں
بتوں کو لا کے رکھا صحنِ کعبہ میں
عرب میں دھوم تھی اب بت پرستی کی
بتوں کے نام سب نے اپنی ہستی کی
غضب تو یہ کہ اس کو دینِ ابراہیمؑ کا حصہ وہ کہتے تھے
وہ خود کو دینِ ابراہیمؑ کے پیرو کھرے، سچے ہی کہتے تھے
جہالت کو وہ دانائی سمجھتے تھے
بتوں سے مانگتے سب کچھ وہ رو رو کر
انھیں حاجت روا، مشکل کشا کہتے
انھیں سجدے وہ کرتے اور قربانی انھی کے نام سے کرتے
انھی کے نام پر جیتے
انھی کے نام پر مرتے
وہ قومِ نوحؑ کے مدفون سارے بت اُٹھا لائے
کیے تقسیم بُت لوگوں میں اور اُن سے کہا کہ ان کو لے جا کر
کرو روشن انھی کی روشنی سے سارے اپنے گھر
نتیجہ یہ کہ سارے میں رواں اب بت پرستی تھی
وہاں تھے کفر کے سائے جہاں رحمت برستی تھی
عجب اوہام نے مکہ کو گھیرا تھا
اندھیرا ہی اندھیرا تھا مگر اُن کے لیے یہ ہی سویرا تھا
فرشتوں، جنوں، پریوں اور درختوں، پتھروں کی رات دن پوجا وہ کرتے تھے
ملا رستے میں گر پتھر کوئی ڈھب کا

وہ کر دیتے اُسے سجدہ
بھروسا اپنے ہر اک کام میں ازلام [۴] پر کرتے
وصیلہ [۵]، سائبہ [۶]، حامی [۷]، بحیرہ [۸] سب مقدس تھے
وہ اُن کے بال کٹواتے تھے نہ اُن پر سفر کرتے
کئی قسموں کے تیروں سے وہ بازی کھیلتے اکثر
اسی کی جیت ہوتی، تیر جس کا ہو نشانے پر
نسب کے شبہہ پر تیروں سے لیتے فیصلا ایسے
کہ جیسا تیر ہو، اس کو کھرا سچا سدا کہتے
ہبل کے پاس اک سو اونٹ لے کر وہ چلے جاتے
پروہت اونٹ لے کر حل بتاتا تیر کو پڑھ کے
شگون و بدشگونی کو سمجھتے دین کا حصہ
بہت سی عورتوں کو وہ بہت منحوس کہتے تھے
ہمیشہ ان سے بچ کر ہی وہ رہتے تھے
انھوں نے حج سے کچھ بدعتوں کو جوڑ رکھا تھا
طواف اوّلیں کرتے حمس [۹] کے کپڑے سے سارے
جسے نہ ہو میسر یہ، اُسے کہتے
طواف کعبہ وہ بے جامہ ہی کر لے
زمیں پہ اس مقدس شہر میں ہر سُو اندھیرا تھا
علاوہ ان بُری رسموں کے
تاریکی نے اُن کی زندگی کو آ کے گھیرا تھا
مگر کچھ اچھی باتوں میں وہ دنیا بھر سے آگے تھے

سخاوت میں
وفائے عہد میں
مہماں نوازی میں وہ اعلیٰ تھے
بہر صورت وہ ان باتوں میں یکتا تھے

۲

تصور ہی تصور میں
مَیں مکہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
یہاں ہر سُو اندھیرا ہے
مگر کچھ لوگ ایسے ہیں
کہ جو ہیں روشنی کے ترجماں اور خیر کی زندہ علامت ہیں
یہ ہیں اولادِ ہاشم [۱۰]، کعب و عدنان و حزا، دیشان کے پوتے
وہی دیشان جو اولادِ اسماعیلؑ و ابراہیمؑ ہونے سے مشرف تھے
یقیناً یہ گھرانا انبیاء کا ہے
اسی میں سرورِ عالم ﷺ [۱۱] کا نامِ نامی شامل ہے
کہ جو ہیں جانِ رحمت، ساری دنیا کے ہیں جو والی
رسولوں کی حسیں مالا کے سب سے آخری موتی
یہ ﷺ عبداللہ کے ہیں بیٹے
وہی عبداللہ جو کہ ہیں پسر شیبہ کے، عبدالمطلب بھی نام ہے جن کا
انھی کا ہی گھرانا ہے ولی کعبے کا صدیوں سے

مسلسل تاجِ سرداری ہے پاس ان کے
سقایہ اور رفادہ کے مناصب ان کا ہیں حصہ
انھی سے روشنی کا ہے سدا منسوب ہر قصہ
ہے مکہ جو کہ تاریکی کا اب جنگل
یہ مکہ دینِ ابراہیمؑ سے روشن تھا صدیوں سے
مگر یہ عمرو (۱۳) کے باعث بتوں کا شہر کہلایا
یہاں پر بُت پرستی کا سیہ بادل ہے اب چھایا
مگر آبائے محمد ﷺ کے
رہے ہیں دینِ ابراہیمؑ کے پیرو کھرے سچے
خدائے برتر و بالا نے ان پر رحم فرمایا
انھی پر کیا، کرم اپنا زمانے بھر کو دِکھلایا
جہاں تاریکیوں کے قہر میں ڈوبا ہوا موسم
مسلسل سارے ذہنوں پر مسلط تھا
وہاں کے ذہنوں پر سب سے بڑا احسان فرمایا
یہ احساں تھا خدائے برتر و بالا کا جس نے اہلِ مکہ کو
عطا احمد ﷺ، محمد ﷺ، یاسر ﷺ، یٰسین ﷺ فرما کر
اندھیروں میں بھٹکتے اہلِ عالم کو
عجب رحمت سے روشن کر دیا ایسے
کہ وہ لبریز خوشیوں سے ہوئے پھر سے
ملی خوش بختی عبدالمطلب کو بے مثال ایسی
کرم کی اِک گھٹا برسائی عبداللہ کے گھر پر

کہ ویسی اس سے پہلے برسی تھی اور نہ ہی برسے گی
گھٹا وہ نور رو رحمت کی
کہ جس سے ذرہ ذرہ سارے عالم کا
سدا روشن دکھائی دے
عجب یکتائے عالم روشنی عبداللہ کے گھر میں ہے بجھوائی
خوشی یہ آمنہؓ کے حصے میں آئی
چھٹی تھی یہ صدی اور آٹھویں اس کی دہائی تھی
تھا پہلا سال اس کا جب خوشی عالم نے پائی تھی
مہینا سال کا چوتھا تھا اور دن تھا دوشنبہ کا (۱۳)
سویرا ہونے والا تھا کہ جب تاریکیوں میں ڈوبی دنیا کو
خدا نے اپنی رحمت کے
اجالے ہی اجالے سے نوازا تھا
یہ ایسی تھی گھڑی جس میں
انوکھے واقعے ہر سُو ہوئے تھے رونما ایسے
کہ جن سے ہو گیا واضح
کہ دنیا سے بدی کا اَبر جلدی چھٹنے والا ہے
سبھی آنکھوں سے
تاریکی کا پردہ ہٹنے والا ہے
ولادت کی خبر پا کر ہوئے شیبہ (۱۴) بہت شاداں
گئے کعبہ میں اور مانگی دُعائے خیر پوتے کے لیے دل سے
وہیں رکھا محمد ﷺ نام اور یہ نام ایسا تھا

عرب میں اس سے پہلے یہ کسی نے بھی نہ رکھا تھا
تھے عبدالمطلب خوش کہ وہ ﷺ عبداللہ کے بیٹے تھے
جو بیٹے کی ولادت سے بھی پہلے ہو چکے تھے اللہ کو پیارے
چلی آتی تھی اہلِ مکہ میں یہ رسم مدت سے
کہ بچے شیر خواری کے لیے جاتے مضافاتی قبائل میں
بنی سعد اِک قبیلہ اس حوالے سے بڑا ہی نام آور تھا
دلیری میں بیا اعلیٰ تھا
پلایا دودھ پہلے ثوبیہ[15] نے اور پھر اُن ﷺ کو
برائے شیر خواری دے دیا بی بی حلیمہؓ[16] کو
حلیمہؓ خیر و رحمت کا سمندر گھر میں لے آئیں
اسی باعث ہی بی بیؓ کا نصیبہ جاگ اُٹھا تھا
محمد ﷺ کے سبب اُنؓ کو خوشی کی چاندنی ہر سُو دکھائی دی
حلیمہؓ کا پسر عبداللہ[17] پہلے دودھ کو اکثر ترستا تھا
محمد ﷺ کے سبب اماںؓ کی چھاتی سے
ہوا یوں دودھ جاری کہ کمی کا کوئی امکاں نہ رہا باقی
حلیمہؓ کے گھرانے کی غریبی ہی میں کٹتی تھی
دنوں میں ہر طرح خوش حال وہ ٹھہرا
انیسہ[18]، شیما[19]، عبداللہ محمد ﷺ کو بڑا ہی پیار دیتے تھے
خصوصاً شیما اُن ﷺ پر جاں چھڑکتی تھی
ہمیشہ ساتھ رکھتی تھی
حلیمہؓ اور حارث[20] کے گھرانے نے

محمد ﷺ کو بڑے ہی پیار سے پالا
اُسے اُس کا صلہ اللہ نے یوں بخشا
کہ عسرت ختم کر کے اس کو خوش حالی عطا کر دی
قبیلے میں ہوئے کچھ واقعات ایسے
جو ہر صورت انوکھے تھے
یہیں پر اَبر اُن ﷺ پر سایہ کرتا تھا
فرشتوں نے یہیں پر چاک کر کے اُن ﷺ کے سینے کو
برائی کے ہر اک امکاں کو کر کے ختم یوں سینے کو سی ڈالا
کہ جیسے چاک وہ ہرگز ہوا نہ تھا
یہی وہ واقعہ تھا
خوف کھا کر جس سے لے آئیں حلیمہؓ آپ ﷺ کو مکہ
میسر تھا جہاں پر پیار امی کا
تھی شفقت آپ ﷺ کو برکہؓ(۲۱) کی بھی حاصل
جہاں ہر ایک اپنے کی محبت ہو گئی شامل
ہوئے چھ سال کے تو آمنہؓ لے آئیں یثرب میں
بہت سے رشتہ داروں کے یہاں گھر تھے
یہیں تھی آپ ﷺ کے والد کی بھی تُربت
مہینا بھر رہے یثرب میں تُربت کی زیارت کی
یہاں سے واپسی پر ابوا(۲۲) جب پہنچے
علالت کے سبب امیؓ کا وقتِ رخصت آ پہنچا
محمد ﷺ کو وہاں سے برکہؓ لے کے آ گئیں مکہ

محمد ﷺ کو لگایا آپ ﷺ کے دادا نے سینے سے
بنے وہ ابرِ شفقت اور اُن ﷺ پر کھل کے وہ برسے
مگر دو ہی برس میں یہ محبت بھی ہوئی رخصت
رہا نہ سر پہ جب سایہ، ابو طالب [۲۳] بڑھے آگے
چچا تھے جو محمد ﷺ کے
چچا نے اور چچی [۲۴] نے آپ ﷺ کو بے حد محبت دی
مثال ایسی محبت کی جہاں میں کم ہی ہے ملتی
محمد ﷺ نے گزارا اپنا بچپن مکہ میں حضرت ابو طالب کے سائے میں
چچیرے [۲۵] بھائی کے ہمراہ جاتے روز جنگل میں
چراتے بکریاں اور لے کے ریوڑ شام کو مکہ وہ لوٹ آتے
یہی حضرت ابو طالب کی روزی کا وسیلہ تھا
محمد ﷺ تھے ابھی بچے
ہوئے کچھ واقعات ایسے کہ جن سے ہو گئے حیرت زدہ سب باسی مکہ کے
روایت ابن عساکر [۲۶] نے یہ کی کہ قحط سالی تھی
بہت عرصے سے بارش ہی نہ برسی تھی
دعا کے واسطے کچھ لوگ بوطالب کے پاس آئے
ابو طالب محمد ﷺ کو لیے بیت اللہ میں آئے
محمد ﷺ نے ابو طالب کی انگلی تھام رکھی تھی
کہیں بادل نہیں تھا
آسماں تھا سر بسر خالی
محمد ﷺ کے وسیلے سے ذرا سی دیر میں بادل اُمنڈ آئے

بڑے ہی زور کی بارش ہوئی اور ہو گیا جل تھل
کہا ہر اک سے بوطالب نے کہ یہ فیض ہے میرے محمد ﷺ کا
ہوئے بارہ برس کے جب محمد ﷺ تو ابوطالب نے کاروبار کی خاطر
ارادہ شام جانے کا تھا جب باندھا
محمد ﷺ کو ہوا معلوم تو بولے
چچا! میں ساتھ جاؤں گا
کیا اصرار اتنا ہو گئے مغلوب بوطالب بھتیجے کی محبت سے
نواحِ بصرہ میں جب قافلہ پہنچا
وہاں پر ایک گرجا تھا
بحیرا [۲۷] جس میں رہتا تھا
کسی صورت وہ گرجے سے کبھی باہر نہ آتا تھا
بحیرا قافلے کو دیکھ کر باہر نکل آیا
ملا آ کر ابوطالب سے اور اُن سے گزارش کی
ہے تم میں یہ جو لڑکا، یہ بڑی ہی شان والا ہے
اندھیری ہے یہ دنیا اور یہ اس میں اجالا ہے
چلا آتا تھا جب یہ قافلہ تو میں نے دیکھا ہے
جہاں سے یہ گزرتا تھا
ہر اک شے سجدہ کرتی تھی
یہ چیزیں جز نبی سجدہ کسی کو بھی نہیں کرتیں
ابوطالب!
اسے لے کر نہ ہرگز شام تم جاؤ

یہودی اس کے دشمن ہیں
اسے واپس ہی لے جاؤ
ابو طالب سفر کو ختم کر کے آ گئے کے
ہوا یوں بھی
محمد ﷺ پندرہ برسوں کے تھے تو اک لڑائی نے
تباہی ایسی پھیلائی
کہ اہلِ مکہ کی قسمت میں رُسوائی چلی آئی
عکاظ (۲۸) اِک شخص آیا تھا کنانہ (۲۹) سے
ہوازن (۳۰) سے تھا عروہ، اس نے جاں اُس شخص کی لے لی
ہوازن والوں نے حملہ کیا آ کر کنانہ پر
وہ لے آئے حلیفوں کو
قریش اک عہد کے باعث کنانہ ہی کے ساتھی تھے
قبائل دس ہوئے یک جا
اکابر سب لڑائی میں ہوئے شامل
محمد ﷺ گرچہ چھوٹے تھے مگر وہ ﷺ یوں ہوئے شامل
جو دشمن کی طرف سے تیر آتے، وہ ﷺ اُٹھا لاتے
مگر اُن ﷺ کو بڑا دکھ تھا لڑائی کا
یہ حُرمت کے مہینے تھے
ہوئی غارت گری جن میں
لڑائی ختم ہوتے ہی، سبھی اشراف نے سوچا
لڑائی پھر نہ ہو ایسی

چنانچہ اک چچا کہ نامِ نامی تھا زبیر[۳۱] اُن کا
انہوں نے سب قبائل کو کیا یک جا
بنی ہاشم، بنی زہرہ نے مل کر سب قبائل سے
کیا عبداللہ تیمی[۳۲] کے مکاں پر فیصلہ آ کر
کسی پر ظلم گر ہوگا
ہو ظالم کوئی بھی
ہاتھ اُس کا سب کو روکنا ہوگا
محمد ﷺ نے جوانوں کو کیا یک جا
حرم میں آ کے زم زم سے سبھی نے مل کے دھویا سنگِ اسود کو
پیا ہر اک نے دھوون، عہد سب نے یہ کیا مل کے
کہ اب مظلوم کا ہی ساتھ وہ دیں گے
محمد ﷺ کی قیادت میں ہوئے سرگرم یہ سارے
ہوا یوں اک مسافر مکہ میں آیا
یہاں کے ایک تاجر نے بزورِ بازو اُس کی چھین لی بیٹی
بہت سے لوگوں کے آگے مسافر جا کے رویا بھی
مگر فریاد مکہ میں کسی نے نہ سنی اُس کی
محمد ﷺ کو ہوا معلوم تو وہ ساتھ لے کے سب جوانوں کو
گئے تاجر کے ڈیرے پر کہ جو تھا با اثر سارے ہی مکہ میں
جوانوں نے مسافر کو دلائی اُس کی بیٹی اور یہ ٹھانی
کہ مکہ میں نہیں یہ کام اب ہوگا
کوئی ظالم کسی مظلوم پر نہ ظلم ڈھائے گا

اسی دوران میں

حضرت محمد ﷺ نے سنا کہ ایک تاجر سے

لیا ابوجہل (۳۳) نے ساماں بہت سا اور کیا وعدہ

کہ کچھ دن میں وہ قیمت اُس کو دے دے گا

وہ تاجر بار بار آیا مگر بوجہل نے انکار کر کے اُس کو لوٹا یا

محمد ﷺ نے کہا بوجہل سے، قیمت ادا کر دو

زبیرؓ اُن ﷺ کے چچا تھے

لائے اُن کو ساتھ اور بوجہل پر ڈالا دباؤ جب

ادا کرنی پڑی تاجر کو وہ قیمت کہ جو اُس نے دبالی تھی

محمد ﷺ کے سبب مظلوم ہو کے مطمئن لوٹا

اسی کردار کے باعث

محمد ﷺ کی صداقت کا ہوا ہر سُو بہت چرچا

تھے جب چھوٹے

چرائیں بکریاں حضرت ابو طالب کی اور مکہ کے لوگوں کی

ملی جتنی بھی اجرت لوگوں سے لا کر چچا کو دی

بڑھی جب عمر تو رکھا تجارت میں قدم اپنا

کسی تاجر (۳۴) کا وہ سامان لے جاتے

اُسے وہ بیچتے جا کر

صداقت سے، حلاوت سے، دیانت سے

تجارت کے لیے سامان لے کر جو بھی وہ ﷺ جاتے

وہ ہاتھوں ہاتھ بک جاتا

توقع سے منافع بھی فزوں ملتا
وہ تاجر بھی صلۂ دل کھول کر دیتا
محمد ﷺ کو کمائی جتنی بھی ہوتی
ابو طالب کو دے دیتے
وہ تاجر اہلِ مکہ کو بتاتا آپ ﷺ کی باتیں
وہ کہتا کہ محمد ﷺ سا نہیں ہرگز کوئی بھی سارے مکہ میں
اگر پوچھے کوئی مجھ سے
نہیں ہے کوئی اُن ﷺ سا پوری دنیا میں
تھے مکہ میں بہت سے لوگ دولت مند، اکثر تھے تجارت سے ہی وابستہ
ہوا پچیسواں جب سال عمرِ نور افشاں کا
خدا نے کر دیا روشن ستارہ ہر طرح سے عمدہ امکاں کا
تھیں مکہ میں ہی اک خاتون بیوہ ایسی کہ دولت
فزوں سب سے جو رکھتی تھیں
تجارت ہی وہ کرتی تھیں
بڑے کردار کی مالک، بہت اعلیٰ نسب والی
بڑے ہی فضل والی، تمکنت والی
سنی شہرت محمد ﷺ کی تو باندی بھیج کر اُن ﷺ کو بُلا بھیجا
محمد ﷺ سے ملیں تو ہو گئیں وہؓ اُن ﷺ کی گرویدہ
کہا کہ آپ ﷺ سامانِ تجارت میرا لے جائیں
منافع میں سے دوں گی آپ ﷺ کو اُجرت
وہ اُجرت بہتریں ہو گی بہر صورت

چچا سے مشورہ کر کے
خدیجہؓ[۳۵] سے کہا تیار ہوں میں کام کرنے کو
لیا ساماں تجارت کا
روانہ جب ہوئے تو یہ کہا بی بی خدیجہؓ نے
خدیمہ، میسرہ بھی ساتھ جائیں گے
خدیمہ تھے بھتیجے، میسرہ اُنؓ کے ملازم تھے
یہ دونوں خاص بندے تھے خدیجہؓ کے
وہ پہنچے شام تو ساماں بکا ایسے
لگا یوں منتظر تھے شام والے آپ ﷺ کے جیسے
توقع سے بہت بڑھ کر منافع بھی ہوا حاصل
منافع کیوں نہ ملتا جب کرم اللہ کا تھا شامل
محمد ﷺ کی تجارت کا الگ انداز تھا سب سے
سبھی یہ مانتے کہ آپ ﷺ کا ہر اک کہا سچ ہے
لیا جو کچھ بجا ہے وہ، کسی کو جو دیا سچ ہے
کھری باتیں، کھرا سودا
کھرا بیچا، کھرا تولا
تجارت اس طرح سے کی
کہ ہر سُو آپ ﷺ کی سچائی کا ہونے لگا چرچا
خدیجہؓ کو سنایا میسرہ نے آ کے ہر قصہ
محمد ﷺ کی صداقت کا، امانت کا، دیانت کا
شرافت کا، تجارت کا، متانت کا

تدبر اور حکمت کا

منافع تھا زیادہ سو زیادہ ہی ملی اُجرت

تجارت کا رہا یہ سلسلہ جاری

بہت عزت محمد ﷺ کو عطا اللہ نے فرمائی

کوئی اِک شخص بھی ایسا نہیں تھا سارے مکہ میں

کہ جو قائل نہ ہو حضرت محمد ﷺ کی دیانت کا

کہ جو قائل نہ ہو صدق و صداقت کا

خدیجہؓ نے الگ کردار کا مالک اُنھیں ﷺ پایا

الگ اطوار کے مالک

الگ گفتار کے مالک بہر صورت محمد ﷺ تھے

خدیجہؓ نے یہ سوچا گر محمد ﷺ ہوں شریکِ زندگی اُنؓ کے

تو ہر دُکھ سے، پریشانی سے مل جائے گا چھٹکارا

خدیجہؓ کی سہیلی تھیں نفیسہ (۳۶) اُن کو بی بیؓ نے بلا بھیجا

یہ کارِ خیر بی بیؓ نے انھیں سونپا

محمد ﷺ سے ملیں آ کر نفیسہ اور یہ پوچھا

کہ شادی کے نہ کرنے کا سبب کیا ہے

محمد ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں مزدور ہوں، اپنے چچا کا آسرا بھی ہوں

وسائل آمدن کے کم ہیں

سو ہر اِک کی ذمہ داری پوری کر نہیں سکتا

نفیسہ نے کہا کہ گر کہیں، شادی خدیجہؓ سے کرا دوں میں

وہؓ ہیں تیار گر فرمائیں، اُنؓ سے بات کر لوں میں

محمد ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں چاہوں گا اُن سے بات خود کرنا
وہ اگلے روز خود جا کر ملے، پوچھا خدیجہؓ سے
کہا بی بیؓ نے، میں نے ہی تھا یہ پیغام بھجوایا
محمد ﷺ نے ابو طالب کو ساری بات بتلائی
کہا کہ آپ کی مطلوب ہے اس میں رضامندی
اسد سے تھیں خدیجہؓ آپ ﷺ ہاشم کے قبیلے سے
کیا طے رشتہ دونوں ہی قبائل کے بزرگوں نے
پڑھا خطبہ ابو طالب نے اور پھر ابنِ نوفل (۳۷) نے
دعا دی دونوں کو دونوں قبائل کے بزرگوں نے
دیا تب حکم اپنی باندیوں کو یہ خدیجہؓ نے
خوشی کا چاند چمکا ہے، بجاؤ دف تفاخر سے
گزارش یہ محمد ﷺ تک بھی پہنچائی
کہ اُن بیس اونٹوں میں سے جو ہیں میرے مہر میں شامل
کھلائیں لوگوں کو کھانا، حلال اک اونٹ کو کر کے
اجازت دی ابو طالب نے یہ حضرت محمد ﷺ کو
کہا بیٹا! خدیجہؓ ہی کے گھر کو اپنا گھر سمجھو
اُسے اِس کی ضرورت ہے
مری جانب سے بھی پوری اجازت ہے
تجارت کے سفر پر آپ ﷺ اس کے بعد بھی جاتے
جو اجرت آپ ﷺ کو ملتی
مدد اس سے ابو طالب کی فرماتے

خدیجہؓ سے عطا دو بیٹے اللہ نے تھے فرمائے
کہ قاسمؓ اور عبداللہؓ تھے نام اُنؓ کے
انھی قاسمؓ کی نسبت سے ابوالقاسم ﷺ وہ ﷺ کہلائے
ہوئے بچپن میں دونوں اللہ کو پیارے
ہوئی تھیں بیٹیاں بھی چار پیدا آپ ﷺ کی بطنِ خدیجہؓ سے
سوائے فاطمہؓ سب ہوگئیں اللہ کو پیاری
سو تینوں بیٹیوں کی آپ ﷺ نے فرقت کے دُکھ جھیلے
یہ ایسا دور تھا جس میں جہالت کا
ہمیشہ کی طرح مکہ میں اب تک دور دورہ تھا
اسی دوران میں سیلاب اک مکہ میں آیا تھا
دراڑیں پڑگئیں کعبہ میں
خطرہ تھا کہیں کعبہ نہ گر جائے
شعیبش یعنی جدہ سے ولید ابنِ مغیرہ ایک ماہر [۳۸] کو بلا لایا
کہا ماہر نے کعبہ کو گرا کر، کرلو تم تعمیر دوبارہ
نہیں اس کے بنا اس کے تحفظ کا کوئی چارہ
ہوئی تعمیر تو جس میں قبائل سب کے سب نے ہی لیا حصہ
مگر جب سنگِ اسود کے لگانے کا مقام آیا
تو ہر سردار کا اصرار تھا، یہ حق اُسی کا ہے
ہوئے تیار سب سردار اس پر لڑنے مرنے پر
مسلسل چار دن جھگڑا رہا جاری
اچانک مشورہ سب کو دیا یہ بوامیہ [۳۹] نے

کہ کل مسجد کے دروازے سے پہلے جو بھی آتا ہے
حَکَم اُس کو سبھی مانیں
ہوا جب اگلا دن تو سارے لوگوں نے
محمد ﷺ کو وہاں پایا
محمد ﷺ کہ جنھیں صادق، اَمیں سب لوگ کہتے تھے
یقیں تھا اُن کو، وہ ﷺ سچ کے سوا کچھ بھی نہیں کہتے
وہ ﷺ جو بھی کام کرتے ہیں
وہ کرتے ہیں صداقت سے
سبھی تھے مطمئن کہ اب جو ہوگا، ٹھیک ہی ہوگا
محمد ﷺ نے طلب چادر کی، اُس پر رکھ دیا پتھر
کہا سب سے اُٹھاؤ، سب چلو لے کر
مقامِ سنگِ اسود پر سبھی سردار لے آئے
محمد ﷺ نے اُٹھا کر سنگِ اسود کو وہاں رکھا
جہاں اُس کو لگانا تھا
ہوئے سردار سب راضی
ہر اک کے منہ سے بس یہ بات جاری تھی
محمد ﷺ سی فراست والا مکہ میں نہیں کوئی
سبھی اوصاف ایسے ہیں، نہیں اُن سے کوئی بڑھ کر
سراپا خیر ہیں اور سر بسر اخلاص کا پیکر
سدا سچے، معزز، نرم گو، رحم و کرم والے
نہیں بڑھ کر کوئی بھی پارسا اُن ﷺ سے

امانت میں

دیانت میں

ہر اک مثبت روّیے میں

عرب کیا، پوری دنیا میں نہیں اُن ﷺ کا کوئی ثانی

ہر اک نے بات یہ مانی

حسیں ایسے کہ اُن ﷺ سا نہ ہوا کوئی نہ پھر ہوگا

بدن سے اِک الگ خوشبو ہمیشہ آتی رہتی ہے

جو عنبر، مُشک سے بڑھ کر ہے، ساری دنیا کہتی ہے

سبھی اقدارِ اعلیٰ کو خدا نے کر دیا یک جا

محمد ﷺ اسم ٹھہرا ہے اسی انسانِ کامل ﷺ کا

۳

تصور ہی تصور میں، مَیں مکہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں

عجب منظر ہے مکہ کا

ہر اک مصروف ہے اپنی جہالت میں

بتوں کی پوجا کرنے میں

مدد مشکل میں اُن سے مانگنے، دن رات اُن کا دم ہی بھرنے میں

مگر ایسے بھی ہیں کچھ لوگ جو اُن سے

الگ انداز میں جیتے ہیں دنیا میں

مگر سب سے الگ انداز ہے حضرت محمد ﷺ کا

برائی سے سدا دُوری
وفائے عہد میں یکتا
نہ چوری، نہ کسی بدکار سے یاری
نہ دنگا، نہ لڑائی میں
نہ شامل نشہ کاری میں
کلام اُن ﷺ کا سراسر خیر اور اُن ﷺ کا عمل بھی خیر ہر صورت
گو اُمّی ہیں مگر ہر علم سے واقف
ہے اپنایا پرایا عیب اُن ﷺ میں دیکھ نہ پایا
بتوں سے ہے سدا دُوری
تلاشِ حق میں سرگرداں
پریشانی کسی کی ہو
اُسے اپنی سمجھتے ہیں پریشانی
مدد کا کوئی طالب ہو
مدد بے حد خوشی سے کرتے ہیں اُس کی
الگ انداز ہے اُن ﷺ کی عبادت کا
بُتوں کی پوجا سے کرتے ہیں وہ ﷺ نفرت
ہر اِک ہے معترف اُن ﷺ کی صداقت کا
دیانت کا، امانت کا
الگ ہے طرز، اُن ﷺ کی زندگی کا اور تجارت کا
وہ ﷺ دادا کی طرح غارِ حرا میں جانے کو اچھا سمجھتے ہیں
یہاں رہ کر تلاشِ حق کی کوشش وہ ﷺ کرتے ہیں

یہاں ماحول بہتر ہے

توجہ اور یکسوئی میسر ہے

جھمیلوں سے وہ دنیا کے الگ ہو کر

خدا کی ذات کے بارے میں ہی تھے سوچتے اکثر

عبادت میں مگن رہتے

خدا کی ذات کے آگے جھکاتے سر

ہے غار اِک سامنے میرے

حرا ہے نام اس کا اور یہ بے حد مقدس ہے

یہیں سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ نے

عطا ایسی نبوت کی کہ جس کو ہے میسر کُلی یکتائی

ہوا یوں ایک شب سرکار ﷺ محوِ استراحت تھے

وہاں اِک شخص نے آ کر جگایا اور کہا اُن ﷺ سے

پڑھیں "اقراُ"

کہا سرکار ﷺ نے "میں پڑھ نہیں سکتا"

یہ سن کر اُس نے اُن ﷺ کو بازوؤں میں لے کے یوں بھینچا

کہ جیسے وہ بدن سے اُن ﷺ کے سارا خوں نچوڑے گا

لگا سرکار ﷺ کو ایسے

کہ جیسے اُن ﷺ کے جسمِ پاک میں طاقت نہ ہو باقی

یہ ایسا واقعہ ہے جس کے بارے میں

یہ فرماتے تھے آقا ﷺ کہ گزشتہ کچھ مہینوں سے

مجھے محسوس اپنی ذات میں تبدیلی ہوتی تھی

نظر آتے تھے ایسے خواب کہ جن میں
تھے آثارِ نبوت ہر طرح واضح
مجھے اُس شخص نے پھر سے کہا کہ میں پڑھوں ''اقرأ''
کہا میں نے کہ اُمّی ہوں ''میں کچھ بھی پڑھ نہیں سکتا''
کہا یہ تین بار اُس نے
جواب اُس کو دیا میں نے وہی پہلا
پھر اُس کے بعد آیت یہ پڑھی اُس نے
''پڑھو نامِ خدا سے جس نے عالم کو کیا پیدا
کیا ہے جس نے
خوں کی پھٹکی سے انسان کو پیدا
پڑھو کہ رب تمہارا ہے کرم والا ''
یہ ایسا واقعہ تھا
خوف طاری ہو گیا مجھ پر
نقاہت ہو گئی مجھ پر مکمل طور پر طاری
میں اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے سے تقریباً ہوا عاری
رہا کچھ دیر کو مَیں غار میں پھر آ گیا باہر
نظر آنے لگا بدلا ہوا مجھ کو وہاں کا ایک اک منظر
میں مجنون اور شاعر سے ہمیشہ بچ کے چلتا ہوں
مگر محسوس اب یہ ہو رہا تھا، میں انھی سے ہوں
یہ سوچا گر انھی سے ہوں تو جینے سے یہ بہتر ہے کہ مر جاؤں
گیا تھا کچھ ہی آگے کہ عجب منظر نظر آیا

یہ منظر ایسا تھا کہ دیکھ کر میں خوب گھبرایا
مجھے آواز اک آئی
''محمد ﷺ! میں ہوں جبرائیلؑ، اللہ کے نبی ﷺ ہو تم''
ہُوا آواز میں، مَیں گم
اُٹھایا سر تو یہ دیکھا
اُفق میں پاؤں رکھ کر شان سے جبریل ٹھہرے تھے
جدھر دیکھا
یہی منظر نظر آیا
قدم بے انتہا بوجھل ہوئے میرے
مسلسل ایک ہی آواز آتی تھی
''محمد ﷺ! میں ہوں جبرائیلؑ، اللہ کے نبی ﷺ ہو تم''
بڑی مشکل سے گھر آیا
خدیجہؓ کو یہ سب احوال بتلایا
تسلی دی اُنھوںؓ نے اور کہا مجھ سے
کہ اللہ آپ ﷺ کو رُسوا کبھی ہونے نہیں دے گا
کہا یہ بھی کہ ہے سب کی بھلائی آپ ﷺ کا شیوہ
سدا مہماں نوازی آپ ﷺ کرتے ہیں
بُرے کاموں سے ڈرتے ہیں
اَمیں ہیں اور صادق بھی
بُرائی آپ ﷺ میں چشمِ فلک نے آج تک کوئی نہیں دیکھی
میں لیٹا اور ''خدیجہؓ سے کہا کہ ڈال دیں چادر

روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے فرمایا یہ آ کر
اُٹھیں، کپڑا لپیٹے جو پڑے[۴۰] ہیں
اُٹھ کے ساروں کو ہدایت کا
دِکھائیں آپ ﷺ رستہ، حکم ہے یہ میرے اللہ کا
یہ سُن کر میں اُٹھا، مجھ کو یقیں آیا
کہ اللہ کی یہ رحمت ہے
گماں ہرگز نہیں، یہ اِک حقیقت ہے
یہ سن تھا چھ سو دس اور آٹھواں اس کا مہینا تھا
یہ شب تھی قدر کی
تھا پیر کا دن اور روزے تھے یہاں جاری[۴۱]
تھی عمرِ پاک چالیس آپ ﷺ کی
اللہ نے اپنی خاص رحمت سے
نبوت آپ ﷺ کو بخشی
سنایا جب خدیجہؓ نے یہ سب احوال جا کر ابنِ نوفل[۴۲] کو
وہ چونکے اور بی بیؓ کو مبارک دی
کہا کہ ہیں محمد ﷺ سر بسر سچے
قسم سے، آپؓ کے شوہر ﷺ رسولِ رب ہیں جن کو
ملے ناموسِ اکبرؑ غار میں آ کے
وہی سب انبیاء کے پاس آتے ہیں
کتابوں میں ہے یہ مذکور کہ وہ ﷺ جو بتائیں گے
مخالف اُن ﷺ کی باتوں کو بڑی شدت سے ٹھکرا کر

وطن سے جانے پر مجبور کر دیں گے
وہ ﷺ اعلانِ نبوت جب کریں، اے کاش!
میری زندگی میں ہی کریں

یہ میرا وعدہ ہے
مدد اُن ﷺ کی کروں گا اور کھل کر ساتھ مَیں دوں گا
اِدھر آقائے عالم ﷺ کی یہ حالت تھی
وہ ﷺ رہتے منتظر ناموسِ اکبرؑ کے
انوکھی بے قراری تھی

حرا میں جا کے وہ ﷺ رہتے
کبھی خود سے وہ ﷺ یہ کہتے
جو میرے ساتھ بیتی، وہ گماں تھا یا حقیقت تھی
عجب ہی اُن ﷺ کی حالت تھی
انھیں ﷺ کچھ بھی ذرا اچھا نہ لگتا تھا
بہت سارے دنوں کے بعد اللہ نے
بڑے ہی لطف کا پیغام بھجوایا
"قسم اُس وقت کی،
سورج کی کرنیں جب ہوں روشن تر
قسم شب کی،
کہ جب چھائے اندھیرا اندرو باہر (۴۳) "
وحی کی جو کہ فترت میں گزارے دن
وہ اُن ﷺ کی تربیت کے دن تھے، فترت عارضی ہی تھی

وحی کا سلسلہ پھر سے ہوا جاری
کبھی جبریلؑ خود آتے
کبھی گھنٹی سی بج جاتی
کبھی خوابوں کی صورت میں
کبھی دل میں وحی خود ہی اُتر آتی
وسیلے سے کبھی یہ پھر وسیلے کے بنا، دونوں طریقوں سے
ہوئے فرمانِ ربی اِک تسلسل سے سدا جاری
محمد ﷺ نے یہ پائی روشنی ساری
اسی کے ساتھ پیغامِ عمل اللہ کی جانب سے مِلا اک دن
کہ لوگوں سے ملیں جا کر
بتائیں یہ انھیں کہ ایک ہے اللہ
اُسی کا راستہ ہے سربسر سچا
خلاف اس کے جو جائے گا
سزا وہ سخت پائے گا
بڑا دشوار ہے یہ کام اور ہیں مشکلیں حائل
بہت مشکل ہے اِک اللہ پر ایمان لانے پر
سبھی کفار کو کرنا مکمل طور پر قائل
یہ وہ آیات تھیں جن سے کھُلا کہ جب
نبوت ملتی ہے جس کو
سکوں سے اس کو رہنا ہی نہیں مطلب
ہدایت یہ مِلی لوگوں کو بتلائیں

کہ وہ توحید کا رستہ ہی اپنائیں
فواحش اور خبائث سے بچیں ہر دم
رسالت پر بھی وہ ایمان لے آئیں
چنانچہ آپ ﷺ نے تعمیل فرمائی
چلے اللہ کے رستے پر
کسی دشواری کو لائے نہ خاطر میں
ملا جو حکم
رکھا اُس کو سر آنکھوں پہ اور فوراً بڑھے آگے
بڑھے آگے وہ ﷺ یوں کہ پھر پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کبھی پیچھے
خدا نے فضل فرمایا
انھیں ﷺ تنہا نہیں چھوڑا
ملا جب حکم آقا ﷺ کو بنائے آپ ﷺ نے تبلیغِ دیں کے عمدہ منصوبے
رہی تبلیغِ دیں سہ سال تک مخفی
پھر اس کے بعد کچھ مخصوص لوگوں کو کیا قائل
یہاں تبلیغِ دیں کا کام کرنا تھا بہت مشکل
کہا بی بی خدیجہؓ سے کہ وہؓ ایمان لے آئیں
کہا جیسے ہی وہؓ ایمان لے آئیں
پھر اُنؓ کے بعد حضرت زیدؓ (۴۴) نے، حضرت علیؓ (۴۵) نے نور یہ پایا
تھے گہرے یار عبداللہؓ (۴۶)، وہؓ آئے دین کے رہ پر
مسلماں ہو گئے بوبکرؓ تو وہؓ بھی ہوئے تبلیغ میں شامل
ہوئے عثمانؓ (۴۷)، طلحہؓ (۴۸)، سعدؓ (۴۹)، بوسلمہؓ (۵۰) شریک اس میں

بلالؓ [۵۱] و بوعبیدہؓ [۵۲] کے علاوہ ہو گیا بن عوفؓ [۵۳] کا دل نور سے روشن
زبیرؓ [۵۴] و فاطمہؓ [۵۵]، حضرت خبابؓ [۵۶] اس راہ پر آئے
بڑھے عبداللہؓ [۵۷] بھی آگے
نصیب ان سب کے ہی جاگے
کرم فرما ہوا ان پر ہمارا رب
قدامہؓ [۵۸]، حضرتِ عثمانؓ بن مظعون بھی تشریف لے آئے
سعیدؓ [۵۹] و عامرؓ [۶۰] و عبداللہؓ بن مسعود، ارقم [۶۱] اور عبیدہؓ [۶۲] سب
خدا کی راہ پر خوش خوش چلے آئے
سبھی نے دین سے اذہان مہکائے
رواداری میں گرچہ اہلِ مکہ سب سے آگے تھے
کسی کا کیا ہے مذہب فکر وہ ہرگز نہ کرتے تھے
ہوا تبلیغ کا آغاز خاموشی سے مکہ میں
خبر اُن کو ہوئی تو سب نے یہ سوچا
اُمیہ [۶۳] اور قس [۶۴] جیسا ہی ہوگا سلسلہ اس کا
وہ سمجھے کہ محمد ﷺ بھی کریں گے چار دن باتیں
پھر اس کے بعد
اُن ﷺ کے بھی یہی دن اور یہی راتیں
مگر آقائے عالم ﷺ کو
ملا جب حکم کہ آگے بڑھیں اور دین پھیلائیں
عزیز و اقربا کو دین کے بارے میں بتلائیں
سُنا یہ حکم تو بھیجا علیؓ کو آپ ﷺ نے کہہ کر

قرابت داروں سے جا کر کہیں تشریف لے آئیں ضیافت میں
علاوہ اس کے اُن سے خاص باتیں مَیں نے کرنی ہیں
ہوا آغاز اس کا تو
بڑی حیرت ہوئی سارے عزیزوں کو
بڑے غصے میں بولا ابولہب(۶۵) فوراً
کرو پیدا نہ تم اُلجھن
بناؤ نہ عرب والوں کو تم دشمن
تمہارے واسطے پورے عرب سے لڑ نہیں سکتے
ہے بہتر یہ کہ رک جاؤ
کہا سب سے کہ مل کر اُس ﷺ کو سمجھاؤ
بجز حضرت ابو طالب، مخالف سب ہوئے اُن ﷺ کے
ابو طالب نے کھل کر یہ کہا سب سے
حفاظت میں کروں گا اپنے بیٹے کی
اکیلا ہے، یہ سمجھے نہ کبھی کوئی
کئی دن بعد آقا ﷺ نے
صفا پر چڑھ کے دی آواز یہ کہ ''صبح کا حملہ''(۶۶)
سنی آواز آقا ﷺ کی تو سن کر اہلِ مکہ ہو گئے یک جا
کہا سب سے یہ آقا ﷺ نے کہ مجھ کو جانتے ہو سب
کہوں گر میں تمھیں کہ تم پہ حملہ ہونے والا ہے
پہاڑی کے اُدھر دشمن کا لشکر آ کے اُترا ہے
سبھی نے یک زباں ہو کر کہا کہ آپ ﷺ سچے ہیں

محمد ﷺ! آپ ﷺ کا سچ ہی وتیرہ ہے
کہا اُن سے یہ آقا ﷺ نے
اگر میں سچ ہی کہتا ہوں تو لے آؤ سبھی ایمان اللہ پر
رسول اُس نے بنایا ہے مجھے کہ تم کو سمجھاؤں
میں سچ کا راستہ تم سب کو دِکھلاؤں
فقط اللہ ہی ہے لائق عبادت کے
سبھی میرے ہوا پنے اور اپنوں سے کبھی کوئی
نہیں کرتا غلط گوئی
اسی اللہ کے رَہ پہ چل کے تم جنت میں جاؤ گے
وگرنہ سب کے سب دوزخ ہی پاؤ گے
سُنیں جب آپ ﷺ کی باتیں، یکا یک بولہب چیخا
''تُو سارا دن ہی غارت ہو، یہی کہنے کو آیا تھا''
پھر اس کے بعد دشمن ہو گئے سارے
عجب باتوں سے پالا پڑ گیا آقائے عالم ﷺ کا
سبھی اُن ﷺ کا تمسخر ہی اڑانے پر اُتر آئے
ملا اک دن
ابوطالب سے آ کر عتبہ (۶۷) اور کھل کر شکایت کی
یہ دھمکی دی
محمد ﷺ نے اگر رستہ یہ نہ چھوڑا
تو انجام اس کا ہرگز نہ بھلا ہو گا
چچا نے اُس کے جاتے ہی محمد ﷺ کو بلا کر، جو کہا عتبہ نے، بتلایا

مگر آقائے عالم ﷺ نے چچا سے یہ کہا کُھل کر
مرے اِک ہاتھ پر سورج وہ رکھیں، چاند رکھیں دوسرے پر وہ
ہٹوں گا میں نہ ہرگز اِک قدم پیچھے
میں سچا ہوں
کسی صورت میں پیچھے ہٹ نہیں سکتا
خدا کا حکم ہے
یہ راستہ ہرگز نہ چھوڑوں گا
بنی نہ بات تو اُن کی طرف سے پیش کش آئی
محمد ﷺ چھوڑ دیں اللہ کا رستہ گر تو دیں گے وہ کہ جو چاہیں
کریں ہم پر سدا شاہی
ہوا انکار تو کفار دشمن ہو گئے سارے
پھر اس کے بعد کیا تھا
ظلم کے بہنے لگے دھارے

۴

تصور ہی تصور میں، مَیں مکہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
ہر اِک جانب عجب ماحول کا انداز بدلا ہے
جسے دیکھو
وہ دشمن آپ ﷺ ہی کا ہے
اندھیروں کے یہاں کے لوگ تھے عادی

مقدر بن چکا تھا اُن کا بربادی
دِکھائی راہِ روشن جب محمد ﷺ نے
لگی یہ راہ تو کفار کو سب سے بڑا خطرہ
انھیں اس خوف نے گھیرا
کہ اُن کی کالی صدیوں کی روایت پر
محمد ﷺ نے کیا ہے آ کے جو حملہ
وہ جس رستے پہ چلتے تھے
محمد ﷺ نے اگر اُس کو مٹا ڈالا تو اُن کے دین کا انجام کیا ہوگا
چنانچہ رات کو دن پر مسلط کرنے کے سارے ہوئے درپے
ہوئے اس بات پر یک جا
کسی صورت محمد ﷺ کو نہ چھوڑیں گے
مسلماں شہر سے کچھ دور واقع ایک گھاٹی میں
نمازیں جا کے پڑھتے تھے
وہاں مشرک گئے اور کر دیا حملہ
دلیری سے مسلمانوں نے حملہ کر دیا پسپا
پڑی تھی پاس اِک ہڈی
اٹھا کر سعدؓ (۶۸) نے مشرک کے سر پر زور سے ماری
پھٹا سر، خون میں تر اُس کو جب دیکھا
وہ بھاگے رکھ کے پاؤں سر پہ گھاٹی سے
پلٹ کر بھی انھوں نے پھر نہیں دیکھا
تصور ہی تصور میں نظر آیا ہے کہ اب اہلِ مکہ نے

بنایا ہے یہی شیوہ
کہ ڈھائیں ظلم وہ کھل کر محمد ﷺ کے غلاموں پر
غلاموں یعنی اُن ﷺ کے جاں نثاروں پر
تھے عمرو و بولہب (۶۹) اُن کے بڑے دشمن
اُمیہ (۷۰)، عقبہ (۷۱)، اخنس (۷۲)، اور عتبہ (۷۳) بھی کسی صورت
نہیں تھے کم مسلمانوں پہ کھل کر ظلم ڈھانے میں
نبی ﷺ کی بیٹیاں (۷۴) اروی (۷۵) کے بیٹوں (۷۶) سے بیاہی تھیں
تھی اروی بولہب کی یعنی عبدالعزیٰ کی بیوی
کہا یہ بولہب کے بیٹوں نے کہ اُن کو اب اچھا نہیں لگتا
کہ وہ داماد کہلائیں محمد ﷺ کے
طلاقیں دے کے دونوں بیٹیوں کو بدنصیبوں نے
محمد ﷺ کے یہاں بھجوادیا اُن کو
یہی اروی محمد ﷺ کے لیے دل میں کدورت خاص رکھتی تھی
یہ کہہ کر ہجو لوگوں کو تواتر سے سناتی تھی
بلا لیتی وہ بچوں کو
کراتی اُن سے پتھراؤ محمد ﷺ پر
ہوئے سرکار زخمی بارہا اس سے
ہمیشہ بولہب کھل کر ہی سب کا ساتھ دیتا تھا
مجنہ یا عکاز و ذوالمجاز ایسی جگہ جا کر
لگاتا تہمتیں حضرت محمد ﷺ پر
وہ کہتا کہ محمد ﷺ دین جو لایا ہے، جھوٹا ہے

ہوا یوں ایک دن کہ جب
محمد ﷺ تھے خدا کے گھر میں سجدے میں
چڑھا دی آپ ﷺ کے چہرے پہ آ کے اوجڑی بدبخت عقبہ (۷۷) نے
وہاں موجود کافی لوگ تھے، بوجہل سے لیکن وہ ڈرتے تھے
سو کوئی نہ بڑھا آگے
کسی عورت نے بتلایا یہ آ کے آقائے عالم ﷺ کی بیٹیؓ (۷۸) کو
وہؓ آئیں اور نکالا آپ ﷺ کا اُس اوجڑی سے سر
سرِ اقدس کو کر کے صاف لے آئیں نبی اکرم ﷺ کو واپس گھر
ہوا اک بار یوں بھی، آپ تھے مصروف اللہ کی عبادت میں
بڑی تیزی سے اِک مشرک بڑھا آگے
بڑی چادر لپیٹی آپ ﷺ کی گردن میں جب تھے آپ ﷺ سجدے میں
بہت مشکل سے آقا ﷺ نے چھڑایا خود کو مشرک سے
اسی کوشش میں خوں جاری ہوا آقا ﷺ کے چہرے سے
وہ ﷺ خاموشی سے اُٹھے اور اپنے گھر چلے آئے
اُمیہ (۷۹) گالیاں بکتا، جہاں ملتا
ولید ابنِ مغیرہ تہمتیں دھرتا
وہ کہتا، یہ ﷺ ہیں جادوگر
محمد ﷺ نے چلا رکھا ہے اِک چکر
یہی کچھ اور مشرک بھی کیا کرتے، کہا کرتے
محمد ﷺ کے علاوہ سب مسلماں ظلم کی چکی میں پستے تھے
صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے دسیوں ستم جھیلے

کہ جن کے ہر زباں پر ہیں کئی قصے
بڑی مشکل سے کٹتا تھا ہر اک کا پل
یقیں تھا اُنؓ کو اُنؓ کے صبر کا بالکل ملے گا پھل
بلالؓ(۸۰)، عثمانؓ(۸۱)، مصعبؓ(۸۲)، یاسرؓ و (۸۳) عمارؓ(۸۴) نے اکثر
اُٹھائے ظلم کے اپنے سروں پر بارہا پتھر
سمیہ بی بیؓ(۸۵) کو بوجہل نے تھا قتل کر ڈالا کھلے بندوں
شہیدہ اوّلیں ٹھہریں
خدیجہؓ بی بی کے فرزند تھے حارثؓ(۸۶)
کیا کفار نے کعبہ میں قتل اُنؓ کو
زنیرہؓ، نہدیہؓ، اُمِ عبیسؓ(۸۷)، فلیحؓ(۸۸) کو بھی اکثر
ستم کی آگ میں کفار نے جھونکا
مگر ایمان کا دامن کسی اِک نے بھی نہ چھوڑا
سہے اللہ کی خاطر ان گنت صدمے
مگر ہرگز ہٹے نہ آقائے عالم ﷺ کے رستے سے
نبی ﷺ اکرم کو اپنے پیروکاروں کی بڑی ہی فکر رہتی تھی
بلایا آپ ﷺ نے سب کو
کہا کہ سب پسِ پردہ چلے جائیں
نہ ہرگز سامنے آئیں
اکیلا میں ہی سرانجام دوں گا کام اللہ کے
کوئی الزام ہرگز اپنے سر نہ لے
یہ فرمایا کہ گھر ارقمؓ(۸۹) کا اب مرکز ہمارا ہے

وہاں پر دشمنوں کا کم ہی خطرہ ہے
کیا پھر فیصلہ کہ اہلِ ایماں کر کے ہجرت اب حبش جائیں
نجاشی (۹۰) کے یہاں جا کر اماں پائیں
چنانچہ راز داری سے مسلماں جن کی تھی تعداد سولہ ہی
تھیں شامل قافلے میں کچھ خواتیں بھی
رقیہؓ (۹۱) اور تھے عثمانؓ (۹۲) بھی شامل
چلے آئے حبش کہ جب بھی کفار تھے غافل
پتا اُن کو نہ چل پایا
پتا چلنے پہ ہر کافر تھا شرمندہ
شکست اپنی اسے کفار سب سمجھے
تشدد میں اضافہ کر دیا سب نے
تشدد کا سوا نیزے پہ سورج اب اُتر آیا
اسی دوران میں آقا ﷺ گئے کعبہ
مہینا تھا یہ روزوں کا
تلاوت آپ ﷺ نے فرمائی قرآں کی
تلاوت میں تھی ایسی دل کشی کہ سنتے میں کفار سب آئے
ہوئے وہ دم بخود ایسے
مقامِ سجدہ جب آیا
گرے سجدے میں وہ سارے
مگر احساس جب اُن کو ہوا کہ کیا وہ کر بیٹھے
اُٹھے تو کہتے اِک اِک سے وہ خفت سے

محمد ﷺ کی تلاوت میں بتوں کی شان میں الفاظ ایسے تھے
کہ ہم نے کر دیا سجدہ
وگرنہ یہ عمل ہرگز نہیں کرتے
ہوئے یک جا بڑے مشرک
تھے ان میں بولہب، بوجہل و بوسفیان (۹۳) کے جیسے
کیا یہ فیصلہ کہ ظلم کی اب انتہا کر دو
مسلمانوں کی پوری زندگی میں آگ ہی بھر دو
نبی اکرم ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کو
دیا یہ حکم کہ فوراً حبش جاؤ
بیاسی تھے مسلماں جو حبش پہنچے
بڑی مشکل تھی یہ ہجرت مگر اللہ کی قدرت
مسلمانوں کی اللہ نے حفاظت کی
ہر اک تدبیر جو کفار نے سوچی
ہوئی اُلٹی
اسی ہجرت میں جعفرؓ ابنِ بوطالب بھی شامل تھے
بڑی فہم و فراست والے تھے اور خوب عاقل تھے
ہوا معلوم جب کفار کو ہجرت کا، غصے سے ہوئے پاگل
اسی غصے میں طے سب نے کیا مل کر
نجاشی کی طرف اک وفد بھیجیں جو کہے اُس سے
نکالے وہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے فوراً
نجاشی سے کہے قسماً

عجب مذہب ہے ان کا یہ ہیں ہم سب کے کھلے دشمن
چنا عبداللہ (۹۴) کو اور عمرو (۹۵) کو تا کہ سفارت کے لیے جائیں
حبش جا کر لیاقت اور ذہانت اپنی دِکھلائیں
ملے درباریوں سے دونوں، تحفے بھی دیئے اُن کو
سنائے من گھڑت قصے، کہا کہ جیسے ممکن ہو
نجاشی سے کہیں، ان کو نکالیں ملک سے اپنے
بلایا وفد کو اور اہلِ ایماں کو نجاشی نے
سنیں دونوں کی سب باتیں
کہا کہ جو کہا جعفرؓ نے، ہر صورت وہ سچے ہیں
وہ آئے ہیں یہاں، دیکھا ہے مَیں نے بھی
بڑے ہی امن والے اور اچھے ہیں
رہیں یہ امن سے، واپس انھیں میں دے نہیں سکتا
جو تحفے آپ لائے ہیں، وہ تحفے لے نہیں سکتا
ندامت کا اُٹھا کر بوجھ دونوں آ گئے مکے
سُنی کفار نے تفصیل تو سارے بھڑک اُٹھے
کیا یہ فیصلہ کہ پانی سر سے ہو گیا اونچا
کہا سب نے، یہی ہے حل فقط اس کا
محمد ﷺ کا کریں ہم پاک اب قصہ
یہ منصوبہ بنا کر وہ ابو طالب کے گھر آئے
کہا اُن سے، بھتیجے کو مکمل طور پر روکیں
اگر یہ نہ ہوا تو پھر لڑائی ہی مقدر ہے

یہ سمجھو کہ قفا اب اُن ﷺ کے سر پہ ہے
ابوطالب! محمد ﷺ کو میسر آپ ہی کی سرپرستی ہے
اسی باعث
وہ جو چاہیں بلا خوف و خطر سب کر گزرتے ہیں
کسی کا خوف کھاتے، نہ ہی ڈرتے ہیں
چچا نے اُن کے جاتے پر محمد ﷺ کو بُلا بھیجا
کہا اُن ﷺ سے، مرے بیٹے!
کرو تم رحم خود پر اور مجھ پر بھی
نہ ڈالو مجھ پہ بوجھا تنا کہ میں جس کو نہ سہہ پاؤں
کہیں بے بس نہ ہو جاؤں
یہ سُن کر آپ ﷺ یہ سمجھے
مدد سے ہٹنے والے ہیں چچا پیچھے
چچا پر آپ ﷺ نے واضح یہ فرمایا
مرے ہاتھوں پہ چاہے چاند سورج لا کے وہ رکھ دیں
میں ہرگز رُک نہ پاؤں گا
خدا نے فرض جو سونپا، بہر صورت نبھاؤں گا
میں اپنے دین کی کشتی کو لے کر پار جاؤں گا
یہ دیں جب تک کہ غالب آ نہیں جاتا
میں لمحہ بھر کو غافل ہو نہیں سکتا
چچا نے جب سنیں باتیں بھتیجے ﷺ کی
انھیں ﷺ اشعار کی صورت میں فرمایا

سنو بیٹا! مرے ہوتے ہوئے تم کو کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا
تمھیں دُکھ دے کوئی میں سہہ نہیں سکتا
کھلے بندوں نبھاؤ فرض تم اپنا
تمھیں نقصاں کوئی پہنچا نہیں سکتا
تمہارے ساتھ ہوں، میں پیچھے ہرگز ہٹ نہیں سکتا
یہ باتیں جب قریشِ مکہ تک پہنچیں
وہ منصوبہ نیا لائے
ولید ابن مغیرہ کے پسر (۹۶) کو ساتھ لے آئے
ابوطالب کو دی تجویز جس کو وہ بہت اعلیٰ سمجھتے تھے
کہا اُن سے، محمد ﷺ کی جگہ لے لو عمارہ کو
اسے اپنا پسر سمجھو
محمد ﷺ کو ہمیں دے دو
محمد ﷺ کو کریں گے قتل اور فتنہ مٹا دیں گے
ابوطالب! نہیں اس سے کھرا سودا کہیں کوئی
تمھیں اس میں خسارے کا نظر امکاں نہ آئے گا
سنی یہ بات تو بولے ابوطالب
تمھاری ماں مرے، اس سے بُرا سودا کہاں ہوگا
تم اپنا بیٹا مجھ کو دے کے کہتے ہو، اسے پالو
مرے بیٹے کو لینا چاہتے ہو، قتل کرنے کو
کہا مطعم (۹۷) نے، بوطالب! تمہاری قوم نے تم سے
بڑے انصاف ہی کی بات آ کر کی

ارادہ تھا، کریں نہ منقسم ہم قوم کو اپنی
مگر تم نے ہماری بات نہ مانی
یہ فرمایا ابو طالب نے، مجھ کو تنہا رہنے دو
جو کرنا ہے، کرو، مجھ کو نہیں پروا
کسی صورت میں اپنے بیٹے کو تنہا نہ چھوڑوں گا
پھر اس کے بعد مشرک ٹھہرے آقا ﷺ کے کھلے دشمن
مگر خطروں سے بے پروا
لٹایا آپ ﷺ نے راہِ خدا میں اپنا تن، من، دھن
اسی دوران اللہ نے کرم یہ خاص فرمایا
عمرؓ (۹۸) کو اور حمزہؓ (۹۹) کو درِ اقدس پہ بھجوایا
خدا کے دین کو اُنؓ سے ملی طاقت
دعائے خاص پر حضرت عمرؓ اس راہ پر آئے
خدا نے اپنی رحمت کے کئی جلوے یوں دکھلائے
کھلے بندوں عبادت ہو گئی جاری
نئے اندیشے اب کفار پر ہونے لگے طاری
کہا جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے، ثابت ہوا وہ سچ
ہوئے کچھ واقعات ایسے، شہادت اس کی مل پائی
عتیبہ (۱۰۰) نے سرِ بازار آقا ﷺ سے کی گستاخی
سرِ بازار، کرتہ پھاڑ کر آقا ﷺ پہ تھوکا بھی
اُسی لمحے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
عتیبہ پر کوئی کتا مسلط کر خداوندا

عتبہ شام جانے کے لیے اِک قافلہ لے کر

مقامِ زرقا جب پہنچا

بسر کرنے کو شب یہ قافلہ اُترا

ہوئی جب رات تو اِک شیر آ پہنچا

کسی نے اِس علاقے میں کبھی نہ شیر دیکھا تھا

عتبہ چیخ اُٹھا کہ محمد ﷺ کے سبب ہی واقعہ سارا یہ پیش آیا

دِلاسا دے کے اُس کو درمیاں سب نے سُلا ڈالا

مگر کچھ وقت ہی گزرا کہ آیا شیر اور اُس پر کیا حملہ

گیا وہ جان سے، اِس کی خبر مکہ میں جب پہنچی

جو دشمن آپ ﷺ کے تھے، خوف اُن سب پر ہوا طاری

ہوا اِک اور بھی قصہ

کہا بوجہل نے سب سے محمد ﷺ کی مَیں جاں لوں گا

میں اپنا دیں بچاؤں گا

مری جاں شوق سے لے لیں بنو عبدِ مناف آ کر

مگر میں اب محمد ﷺ کو نہ چھوڑوں گا

حرم میں آپ ﷺ مصروفِ عبادت تھے

وہ پتھر لے کے اُن ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے

بڑھا آگے

قریب آیا تو پیچھے کی طرف بھاگا

وہ پھر پلٹا مگر آگے نہ آ پایا

وہ پتھر پھینکنے کے واسطے طاقت مسلسل آزماتا تھا

مگر پتھر کو ہاتھوں سے الگ وہ کر نہ پاتا تھا
بڑی مشکل سے اپنی جاں چھڑائی اُس نے پتھر سے
کہا کچھ لوگوں سے اُس نے
عجب قصہ کہ پتھر لے کے جب آگے بڑھا تھا میں
مرے رستے میں حائل اونٹ تھا ایسا
کہ میں نے اونٹ ویسا نہ عرب میں پہلے دیکھا تھا
عجب تھی کھوپڑی، گردن، عجب تھے دانت بھی اُس کے
لگا یوں کہ مجھے وہ مار ڈالے گا
میں بھاگ آیا، سبب یہ تھا
یہ سب کچھ دیکھ کر کفار قائم اپنی ضد پر تھے
ہوا یوں ایک دن آئے عبادت کے لیے آقا ﷺ
طواف کعبہ میں مصروف تھے کہ آئے کچھ کافر
گزرتے پاس سے اُن کے تو وہ بے ہودگی کرتے
ہوا جب تیسرا چکر
محمد ﷺ رُک گئے آکر

یہ فرمایا
تمہارے قتل کا اللہ سے ہوں میں حکم لے آیا
رہو تیار کہ تم سب کے مرنے کی گھڑی آئی
سنی یہ بات تو سب پر انوکھے خوف کا عالم ہوا طاری
ہوا یوں بھی کہ اک دن آپ ﷺ مصروف عبادت تھے
ہوئے کفار یک جا اور آکر کر دیا حملہ

لپیٹا آپ ﷺ کی گردن پہ یوں کپڑا
کہ اس سے بچ نکلنا نہ رہا ممکن
چھڑایا آپ ﷺ کو بوبکرؓ نے آ کر، یہ فرمایا
اک ایسے شخص کی ہو جان کے در پے کہ جو تم کو
خدا کا رَہ دکھاتا ہے
یہ سن کر چل پڑا ابو بکرؓ پر غار کا ٹولہ
انھیںؓ زخمی کیا اور دیر تک بے دردی سے پیٹا
مگر وہ روشنی جو آپ ﷺ نے مکہ میں پھیلائی
کسی صورت نہ بُجھ پائی
جو روشن آپ ﷺ نے اسلام کا تھا چاند فرمایا
رہا روشن
کسی صورت نہ گہنایا
ہوا یوں کہ قریشی ترجماں عتبہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا
عمرؓ، حمزہؓ مسلماں ہو گئے تو مشرکوں نے اب یہی سمجھا
کہ اُن کے دین کو لاحق ہے پہلے سے سوا خطرہ
سو عتبہ کو وہاں بھیجا
کہا عتبہ نے کرکے مشورہ میں سب سے آیا ہوں
محمد ﷺ! میں تمہارے واسطے پیغام لایا ہوں
بھتیجے! نہ کرو تقسیم ہم کو، ہے یہی بہتر
تکلف نہ کرو، جو مانگنا چاہو، کہو کھل کر
ضرورت ہے اگر شاہی کی، سب کے بادشہ ہو تم

تمنا ہے اگر دولت کی، جتنی چاہو حاضر ہے
ہمارے دین کو باطل سمجھنا چھوڑ دو فوراً
اسی سے ملتی جلتی باتیں کر کے چُپ ہوا عتبہ
سنائیں آپ ﷺ نے عتبہ کو کچھ آیات قرآں سے
سنیں آیات اور واپس چلا آیا
بتایا سب کو، میں جو سن کے آیا ہوں
صداقت ہی صداقت ہے
مری مانو تو اُس ﷺ کو حال پر اُس ﷺ کے ہی رہنے دو
اُسے جو کچھ بھی کہتا ہے، نہیں ٹوکو
کرے وہ کچھ بھی، اُس کو تم نہیں روکو
کسی کے ہاتھوں ہوتا ہے اگر وہ قتل، ہم کو کیا
اگر آ جائے طاقت میں، ہمارا کیا خسارہ ہے
بنے گر بادشہ، جو کچھ بھی ہے لیکن ہمارا ہے
سنیں عتبہ کی باتیں تو کہا سب نے
محمد ﷺ نے اسے بھی کر لیا ہے رام جادو سے
یہ وہ حالات تھے جن میں ابو طالب نے یہ سوچا
محمد ﷺ کو ہے لاحق جان کا خطرہ
بلا بھیجا قرابت داروں کو، آئیں وہ اُن کے گھر
وہ آئے تو کہا اُن سے
محمد ﷺ کے تحفظ کی ہے ذمہ داری ہم سب پر
قبیلے کے جوانوں نے تحفظ کی حمایت کی

سوائے بولہب، سب اس پہ تھے راضی
مخالف بھی نہیں خاموش بیٹھے تھے
ہوئے یک جا
کیا یہ فیصلہ سب نے
محمد ﷺ کے قبیلے سے تعلق کوئی نہ رکھے
قرابت اور تجارت اس قبیلے سے مکمل ختم کر ڈالی
یہاں تک کہ زباں بھی سانجھی نہ ہوگی
کوئی مقروض ہے اس کا تو لوٹائے نہ وہ قرضہ
لکھا اک عہد نامہ اور آویزاں کیا دیوارِ کعبہ پر
پڑھے تا کہ ہر اک یہ عہد نامہ اور عمل اس پر کرے کھل کر
یہ وہ حالات تھے جن میں ابو طالب
محمد ﷺ اور سبھی اپنوں کو لے کر شعب میں آئے
کیا یہ اس لیے دشمن کوئی آ کر نہ حملہ اُن ﷺ پہ کر پائے
یہاں وہ سختیاں جھیلیں کہ جن کا سُن کے انساں کا کلیجہ منہ کو آ جائے
رہے سب تین سال ایسے یہاں کہ ساری دُنیا سے
تعلق نہ رہا باقی
کیے فاقے، اُٹھائے دُکھ
کھلی آنکھوں ابو طالب نے کاٹی ہر گھڑی دُکھ کی
محمد ﷺ کو سُلاتے رات کو اُن ﷺ کے ہی بستر پر
مگر پھر ان ﷺ کو لے آتے اٹھا کر اور بستر پر
وہ ایسا اس لیے کرتے

کہ ان ﷺ کو قتل کرنے کی کوئی سازش نہ کر پائے
اِسی حالت میں دسواں سال آ پہنچا نبوّت کا
ہوا کفار کو احساس کہ یہ عہد نامہ ہے غلط ایسا
کہ اس میں ظلم ہی کا درج ہے قصہ
ہشام[۱۰۱] اور تھے زہیر[۱۰۲] اُن میں سے دو ایسے
بڑھے جو عہد نامے کے خلاف آگے
ہوا یوں کہ زہیر آئے طواف کعبہ کی خاطر
وہاں کفار تھے حاضر
سبھی سردار و بوطالب بھی بیٹھے تھے
کہا اُس نے کہ ہے یہ عہد نامہ سربسر جھوٹا
اسے اب پھاڑنا ہوگا
اٹھا بوجہل، بولا کس میں ہمت ہے کہ یہ کرلے
کہا زمعہ[۱۰۳] نے، اب یہ عہد نامہ ختم ہی ہوگا
اٹھا ابوالبختری[۱۰۴]، بولا کہ زمعہ نے کہا ہے جو
بجا ہے وہ
حمایت اس کی مطعم نے بھی کر ڈالی
ہشام اٹھا، کہا اُس نے، غلط بوجہل کہتا ہے
نہ جانے کون سی دنیا میں رہتا ہے
اٹھے سردار بوطالب، ہوئے گویا
نہیں ہے حق مجھے حاصل کوئی بھی بات کرنے کا
محمد ﷺ نے مگر جو کچھ کہا، حیران ہوں سن کر، وہ ﷺ ہے کہتا

قرابت شکنی اور ظلم و ستم کی ساری باتوں کو
لیا ہے چاٹ دیمک نے
وہاں کچھ بھی نہیں باقی سوائے نامِ اللہ کے
نہیں مجھ پر یقیں تو جس کا جی چاہے، وہ خود دیکھے
یہ سب کچھ دیکھ لے جا کے
اٹھو اور دیکھو جا کر سب صحیفے کو
محمد ﷺ کا کہا ذرہ برابر بھی غلط ہو تو
میں اُس کا ساتھ چھوڑوں گا
مرا جو اُس سے ناتا ہے، میں اُس ناتے کو توڑوں گا
اُٹھے سب، عہد نامے کی طرف آئے
سوائے نامِ اللہ کے، وہاں کچھ بھی نہ تھا باقی
لیا تھا چاٹ دیمک نے، وہاں مٹی ہی مٹی تھی
پکڑ کے بیٹھے سر مشرک، وہ اب بھی دل میں کہتے تھے
محمد ﷺ جادوگر ہے، اس نے کر ڈالا یہ جادو سے
مگر اللہ کی طاقت اور رحمت سے
محمد ﷺ اور سب کے سب اُسی دن آ گئے گھر

۵

تصور ہی تصور میں
میں مکہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں

جہاں ہر سُو اندھیرا ہے
وہاں اللہ نے اُمید کی کرنیں دِکھائی ہیں
رسول اللہ ﷺ نے آ کر شعب سے اب شہرِ مکہ میں
عمل تبلیغِ دیں کا کر دیا جاری
ہوئے اسلام کی جانب بہت سے لوگ راغب بھی
ہوئے کفار کے سردار پھر یک جا
ابوسفیان، عتبہ، شیبہ[۱۰۵]، بوجہل و امیہ اس میں شامل تھے
ملے آ کر ابوطالب سے گھر اُن کے
گزارش کی، محمد ﷺ سے کوئی سمجھوتا کروادیں
ہمارے دین کو وہ، ہم نہ اُن ﷺ کے دین کو چھیڑیں
چچا نے آپ ﷺ کو بلوا کے ہر تفصیل بتلائی
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
فقط اِک بات کے قائل ہوں ہم سارے
عرب کیا، پوری دنیا ہو ہمارے قدموں کے نیچے
فقط ہے بات اتنی سی
بتوں کو چھوڑ کر اک اللہ کو گردانیں اپنا رب
یہ سنتے ہی چلے آئے وہاں سے سب
کہا اِک دوسرے سے کہ محمد ﷺ تو
سبھی کی سن ہی لیتا ہے مگر کرتا وہی کچھ ہے
کہ اُس کے جی میں آئے جو
ابھی گزرے تھے کچھ ہی دن

ابوطالب کہ جو بیمار رہتے تھے
مرض بڑھنے لگا مکہ میں آ کر اُن کا تیزی سے
ہوئے رخصت ابوطالب
سہارا نہ رہا باقی
رسول اللہ ﷺ کے سر پر اک عجب دُکھ کی گھڑی آئی
ابھی یہ دکھ تھا تازہ کہ ملا صدمہ خدیجہؓ کی جدائی کا
نبوت کا یہ دسواں سال تھا جس کو
رسول اللہ ﷺ نے سالِ حزن گردانا
رسول اللہ ﷺ رہے مصروف تبلیغ و عبادت میں
چنانچہ بیٹیوں کو گھر میں تنہا رہنا پڑتا تھا
رسول اللہ ﷺ نے خولہؓ[۱۰۶] کے ذریعے سے
برائے عقدِ ثانی زمعہ[۱۰۷] کو رشتہ یہ بھجوایا
ہوئی تھیں بی بی سودہؓ بیوہ، پہلے جو کہ تھیں سکران[۱۰۸] کی بیوی
وہؓ خوش اخلاق تھیں، شہرت ملنساری میں رکھتی تھیں
ملی اُنؓ کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہونے کی عظمت
سنبھالا بیٹیوں کو، گھر کو اور کی آپ ﷺ کی خدمت
یہی وہ سال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے پائی منفرد عزت
چچا سے اور خدیجہؓ سے بچھڑنے کے سبب آقا ﷺ
بہت محسوس فرماتے سدا آلام کی شدت
بڑھا دی تھی سبھی کفار نے رفتار آقا ﷺ کو ستانے کی
ستم ڈھانے کی اور صبر و تحمل آزمانے کی

خدا نے رنج و غم کے اِن دنوں میں رحم فرمایا
بڑی چاہت سے ختم المُرسلیں ﷺ کو پاس بلوایا
سفرِ معراج کا تاریخِ انساں میں انوکھا واقعہ ٹھہرا
ہوا یوں وقتِ شب آقا ﷺ تھے جس کمرے میں، جبریلِ امیں آئے
حرم میں لا کے چاک اُن ﷺ کا کیا سینہ
نکالا دِل، اُسے زم زم سے دھو کر بھر دیا ابریق سے اُس کو
براق اُس وقت تھوڑے فاصلے پر جچ کے ٹھہرا تھا
وہاں جبریلؑ لے آئے
سوار اپنی سواری پر ہوئے آقا ﷺ
وہاں سے مسجدِ اقصیٰ کے باہر آپ ﷺ آ اُترے
گئے اندر
ملے سب انبیاء سے اور اُنؑ سب کی امامت کی
ہوا پھر آسمانوں کا سفر جاری
گئے سب آسمانوں پر
ملے اُن انبیاء سے جو
کھڑے تھے منتظر اُن میں تھے آدمؑ، یحییٰؑ و عیسیٰؑ
ملے یوسفؑ سے، ادریسؑ اور موسیٰؑ سے
ملے ہارونؑ سے، آخر میں ابراہیمؑ سے آ کر ملے آقا ﷺ
کہا ہر اک نبی نے مرحبا اور دی مبارک باد بھی اُن ﷺ کو
مقامِ منتہیٰ اب آپ ﷺ کو جبریلؑ لے آئے
مفصل آپ ﷺ کو اسرارِ سدرہ آ کے سمجھائے

پھر اس کے بعد دربارِ خدائے برتر و بالا میں آ پہنچے
سمٹ کے رہ گئے سب فاصلے اب تک جو باقی تھے
تھی دوری دو کمانوں کی
صریرِ خامۂ ربی سنائی دی
خدا نے صبر کی تلقین فرما کر بشارت دی
رہیں ثابت قدم، طے ہے
مکمل کامیابی آپ ﷺ کی ہوگی
ملے احکام بارہ جن کا پورا کرنا لازم ہے
عبادت اللہ کی، عزت کریں ماں باپ کی پوری
عزیزوں سے رویہ خوب ہو اور مستحق ہوں جو
کریں امداد اُن کی اور بچیں اسراف سے ہر دم
کریں نہ بخل، بچ کر ہی زناکاری سے رہنا ہے
کریں نہ قتل انساں کو، یتیموں کا نہ حق کھائیں
کریں ہرگز نہ بے ایمانی، نہ ہی مال کم تولیں
غرور اچھا نہیں، سو بول مغروری کا نہ بولیں
نمازیں پانچ لازم ہیں، حساب اُن کا کڑا ہوگا
جو غافل ہو نمازوں سے، وہ بدقسمت ہی ٹھہرے گا
عطائے خاص حاصل کر کے آئے آپ ﷺ جنت میں
کٹا یہ وقت راحت اور مسرت میں
یہاں سے ہو کے فارغ آپ ﷺ کو جبریلؑ دوزخ کی طرف لائے
انھیں داروغۂ دوزخ نے سب احوال بتلائے

یہاں سے آپ ﷺ کو جبریلؑ واپس لائے مکہ میں
عجب یہ کہ بہت مدت گزاری آپ ﷺ نے باہر
مگر بدلہ نہ تھا ہرگز یہاں کا ذرّہ بھر منظر
لگا یوں، ایک لمحہ بھی نہ گزرا ہو
گئے تھے جب تو کنڈی ہلتی چھوڑی تھی
وہ ویسے ہل رہی تھی اب
خدا نے وقت کو روکا
تحرک آپ ﷺ کو بخشا
گزارا آپ ﷺ نے عرصہ مگر لمحہ نہیں گزرا
ہوا دن، آپ ﷺ نے سب کچھ بتایا اُم ہانیؓ (۱۰۹) کو
وہؓ بولیں، آپ ﷺ نہ بتلائیں ہرگز یہ کسی کو بھی
یہاں پر کون ہے ایسا، جو ان باتوں کو سمجھے گا
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جو سچ ہے، کیوں نہ بتلاؤں
سمجھنا چاہے جو مجھ سے
اُسے میں کیوں نہ سمجھاؤں
سُنیں کفار نے باتیں
لگے گستاخیاں کرنے
سبھی کہتے، محمد ﷺ سے کوئی پوچھے
کہاں ممکن ہے یہ جو کچھ ہمیں بتلا رہے ہیں وہ ﷺ
جو منہ میں آتا ہے اُن ﷺ کے، کہے ہی جا رہے ہیں وہ ﷺ

ملے بوبکرؓ سے مشرک، کہا اُنؓ سے، سنا تم نے
تمہارا یار کہتا ہے، خدا سے مل کے آیا ہے
گیا ہے آسمانوں پر، گیا ہے مسجدِ اقصیٰ
وہ ہو آیا مگر اس کام میں لمحہ نہیں گزرا
کہا بوبکرؓ نے سب سے، محمد ﷺ گر یہ کہتے ہیں
مجھے معلوم ہے اُن ﷺ سے فرشتے ملنے آتے ہیں
تم اُن ﷺ کی شان کیا جانو
وہ سچے ہیں، نہیں معلوم تم کو کچھ بھی نادانو
کمربستہ ہوئے کافر، سبھی بولے
ہم اس سچے کو ثابت اب کریں گے، جھوٹ کہتا ہے
نبی اکرم ﷺ سے ملنے آگئے سارے
کہا، اقصیٰ ہے کیسی کچھ ہمیں تفصیل بتلاؤ
کرم اللہ نے فرمایا
رسول اللہ ﷺ کو اقصیٰ یوں دکھلائی
رسول اللہ ﷺ نے سب کو اُس کی ہر تفصیل بتلائی
دیے دیگر سوالوں کے جواب ایسے
رہے کفار اُن ﷺ کا چہرۂ اقدس ہی بس تکتے
ہوا مقصد نہ جب پورا تو بولے سارے جھنجھلا کر
محمد ﷺ عہدِ حاضر کا بڑا ہے سب سے جادوگر
ہوا نہ کارگر کفار کا جب کوئی منصوبہ
نکالا بولہب نے اِک نیا رستہ

بلایا ایک دن سارے قبیلے کو
کھلایا کھانا جب فارغ ہوئے سب تو
بھتیجے سے اچانک اُس نے یہ پوچھا
تمہارے دین کے تابع
مرے والد، مرے بھائی ابو طالب کا کیا ہو گا
رسول اللہ نے آیت پڑھ کے اُن سب کو یہ بتلایا
نہیں ایماں جو لائے گا، وہ دوزخ ہی میں جائے گا
سُنی آیت تو غصے میں سبھی چیخے
تمہارا یہ رویہ ہے بزرگوں سے
سبھی کو چُپ کرا کے بولہب نے آپ ﷺ سے پوچھا
محمد ﷺ! اگر نبی ﷺ ہو تم
تمہارے ہی بزرگوں کو تمہارا فائدہ ہے کیا
یہ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ میری شفاعت سے
جو سب سے کم ہے گہرا حصہ دوزخ کا
سبھی سن لو، انھیں اس حصے میں ہی رکھا جائے گا
ہوئے سب تیغ پا اور بولہب سے یک زباں ہو کر کہا سب نے
ہو تم سردار، لاگو ہو سزا اس کی محمد ﷺ پر
یہی تو چاہتا تھا بولہب، اُس نے کہا فوراً
قبیلے سے محمد ﷺ خود کو خارج آج سے سمجھے
تعلق اب نہیں کوئی بھی اُس کا اس قبیلے سے
ہوا یہ فیصلہ تو ہو گئے اب آپ ﷺ بے قیمت

کوئی گر قتل کر دے آپ ﷺ کو
قاتل پہ اب لاگو سزا نہ تھی
پکڑ لے کوئی بھی آ کر
غلامی ٹھہرے گی اب آپ ﷺ کی قسمت
یہ ایسا موڑ تھا حضرت ابو طالب کی یاد آئی
خدیجہؓ کی رفاقت یاد کر کے آنکھ بھر آئی
خدا نے اس گھڑی پیغام اپنے خاص بندے کو یہ بھجوایا
بڑھیں آگے
مصائب ختم ہونے کا ہے وقت آیا
چنانچہ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ نافذ کیا خود پر
کہ چاہے جان جائے، وہ ﷺ بڑھیں گے اب سدا آگے
کیا یہ فیصلہ
جنگل جہالت کا تنِ تنہا وہ ﷺ کاٹیں گے
سمندر نفرتوں کے رہ میں گر آئے
وہ اُن کو پار کر لیں گے
کوئی آتش فشاں گر دشمنی کا راہ میں آیا
اُسے ٹھنڈا ہی کر کے اب وہ ﷺ دم لیں گے
وہ مکہ کہ جہاں ہر سُو اندھیرا تھا
جہالت نے جسے صدیوں سے گھیرا تھا
جہاں کے رہنے والوں کا چلن یہ تھا
کہ وہ باطل کو سچ اور سچ کو باطل کھل کے کہتے تھے

جہاں سچ سے سدا وہ دُور رہتے تھے
ہر اک منفی رویے کے وہ عادی تھے
خدا کے گھر میں بت رکھ کر
بڑے ہی فخر سے پوجا وہ کرتے تھے
برائی کو نشانِ فخر کہتے وہ
بتوں کے آگے جھک کر ہی تھے رہتے وہ
نبی اکرم ﷺ اسی ماحول میں آئے
مگر وہ ﷺ روشنی لائے
اندھیروں کے گھنے جنگل میں روشن راستہ ہر اک کو دِکھلایا
بتوں کو کھل کے جھٹلایا
مسلمانوں کو راہِ صبر دِکھلائی
سدا تلقین اچھائی کی فرمائی
دیا وہ حوصلہ سب کو
کہ سب ایمان سے جاں کو بہت کمتر سمجھتے تھے
مہیا وہ قیادت کی
مثال اس کی زمانے میں نہیں ملتی
کرم، اخلاق، عظمت، نرم خوئی اور جمال ایسا
کہیں چشمِ فلک نے بھی نہ دیکھا تھا
کہا سب سے، یہ دنیا عارضی شے ہے
خدا ہر شے کا مالک ہے
اُسی کے پاس جانا ہے

کہا جو کچھ خدا نے، بس وہی ہے سچ
وہ جس سے خوش ہو، اُس رستے پہ جاتا ہے
خدا نے ہے یہ فرمایا
مصائب عارضی ہیں، دُکھ ہمیشہ رہ نہ پائے گا
انھی باتوں سے سب نے حوصلہ پایا
کہا جو، اُس پہ خود پہلے عمل کر کے بھی دِکھلایا
اثر اِس کا
ہوا یہ ربّ کے رَہ میں مسلماں جان دینے کو
سدا تیار رہتے تھے
چلے اُس راہ پر، چلنے کو آقا ﷺ جس پہ کہتے تھے
قبیلے سے ہوئے خارج تو دُکھ کی دھوپ میں آئے
مگر ہرگز نہ گھبرائے
خدائے برتر و بالا پہ ایماں تھا، یہی ہر اک سے فرمایا
خدا نہ چاہے، قتل اُن کو کوئی بھی کر نہیں سکتا
یہی فرماں ہے اللہ کا
بجا لانا ہے حکم اُس کا
یہ سوچا، کیوں نہ مکہ سے چلا جاؤں
خدا کا جا کے میں پیغام پہنچاؤں
ارادہ کر لیا طائف ہی جانے کا
جہاں کے لوگ ہیں خوش حال، کاروبار اچھا ہے
بھلا موسم ہے، سبزہ ہے

وہاں سردار ہیں جو، اُن سے رشتہ ہے
لیا ہمراہ حضرت زیدؓ کو اور آ گئے طائف
پیادہ پا تھے، رستے میں لگے دو دن
قبیلہ راہ میں جو آیا، کی تبلیغ آقا ﷺ نے
مگر نہ کامیابی کوئی مل پائی
ملے آ کر حبیب و عبد یا(۱۱۰) مسعود سے آقا ﷺ
تمسخر ہی اڑایا سب نے آقا ﷺ کا
کیے سب نے سوالات آپ ﷺ سے بنی جہالت پر
رہے دس دن
ملے کچھ اور سرداروں سے بھی جا کر
کیا انکار ہر اِک نے
کہا یہ بھی کہ طائف چھوڑ دیں فوراً
کہا اوباشوں سے کہ لو خبر ان ﷺ کی
نبی ﷺ ہیں، شان میں ہر بت کی کرتے ہیں یہ گستاخی
ہوئے اوباش طائف کے سبھی یک جا
مچایا شور سب نے
تالیاں پیٹیں، بہت سی گالیاں بھی دیں
یکا یک اُن ﷺ پہ برسانے لگے پتھر
یہ پتھر زید ﷺ نے اپنے بدن پہ روکے بڑھ بڑھ کر
تھی بارش پتھروں کی سو نبی اکرم ﷺ کو آئے زخم، خوں سے بھر گئے جوتے
مبارک سر پھٹا اور زخم پیروں پر کئی آئے

وہاں سے آ گئے اک باغ میں مالک تھے جس کے عتبہ و شیبہ (۹۱)
انھوں نے آپ ﷺ کو اور زیدؓ کو اس حال میں دیکھا
قرابت داری سے مجبور ہو کر اپنے نوکر سے
کہا کہ دو انھیں ﷺ انگور اور کہہ دو
یہ کھالیں تو یہاں سے وہ ﷺ چلے جائیں
ملازم نے دیے انگور لا کر اور کہا یہ میرے مالک نے ہیں بھجوائے
ہے عتبہ نام ان کا، آپ ﷺ سے رشتہ بتاتے ہیں
انھوں نے یہ کہا ہے کہ یہ کھا کر آپ ﷺ اُن کے باغ سے فوراً چلے جائیں
عداس اُس شخص کا تھا نام جو انگور لایا تھا
اٹھایا آپ ﷺ نے گچھا
پڑھی بسم اللہ اور پڑھ کر اُسے کھایا
سنی آواز بسم اللہ کے پڑھنے کی تو وہ بولا
پڑھا ہے آپ ﷺ نے جو کچھ، یہاں کے لوگ یہ ہرگز نہیں پڑھتے
نبی اکرم ﷺ نے شفقت سے یہ پوچھا، تم کہاں کے ہو؟
وہ بولا نینوئی سے ہوں
یہ سنتے ہی یہ فرمایا کہ یونسؑ بن متّی کی سرزمیں سے ہو
نبی میری طرح وہ بھی تھے اللہ کے
ہوا حیران وہ، قدموں میں آ بیٹھا
نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر دیا بوسہ
پریشاں عتبہ و شیبہ ہوئے یہ دیکھ کر منظر
کہا یہ ڈانٹ کر اُس کو کہ فوراً اس طرف آؤ

وہ آیا تو یہ پوچھا کہ کہا کیا دونوں نے اُس کو
وہ بولا کہ بڑے ہی مہرباں ہیں وہ ﷺ
مجھے چونکایا اُن ﷺ کی پیاری باتوں نے
وہ ﷺ بالکل مختلف ہیں، یہ کھلا اُن ﷺ ہی کی باتوں سے
وہ ﷺ نکلے باغ سے تو تھی طبیعت میں اُداسی سی
تھے رنجیدہ، بدن بھی اُن ﷺ کا تھا زخمی
بڑھے تھے کچھ قدم آگے
وہاں جبریلؑ آ پہنچے
گزارش کی پہاڑوں کا فرشتہ ساتھ ہے میرے
یہ فرمایا ہے اللہ نے
ستایا آپ ﷺ کو طائف میں جس جس نے
کہیں تو درمیاں رکھ کر پہاڑوں کے انھیں فوراً
مکمل پیس ڈالیں ہم
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
جہاں میں، مَیں ستم ڈھانے نہیں آیا
انھوں نے گر جہالت کی
انھی میں سے نئی اِک نسل آئے گی
خدائے برتر و بالا پہ جو ایمان لائے گی
بڑھے آگے، وہاں سے وادیٔ نخلہ میں آ پہنچے
جہاں کچھ جن آئے، آپ ﷺ پر ایمان وہ لائے
یہاں آئے تو غم میں کچھ کمی آئی

ملی قدرے توانائی

یہاں سے کچھ بڑھے آگے

رُکے کوہِ حرا کے داماں میں آ کے

دیا پیغام اخنس (۱۱۲) کو، پناہ دے وہ

وہ فوراً ہٹ گیا پیچھے

سہیل (۱۱۳) اِک شخص تھا، اس کو یہی پیغام بھجوایا

مگر وہ بھی نہیں مانا

پھر اس کے بعد مطعم (۱۱۴) کو یہی پیغام بھجوایا

ہوا تیار وہ

اُس نے کہا "ہے آپ ﷺ کا مکہ"

یہاں بے خوف آئیں کہ نہیں ہمت کسی میں، آپ ﷺ کو روکے

جو روکے آپ ﷺ کو، پہلے لڑے مجھ سے

کہا اُس نے سبھی سے کہ محمد ﷺ کو اماں دی ہے

اماں مطعم کے دینے پر ہوا نہ معترض کوئی

ملا بوجہل مطعم سے، کہا اُس سے

اَماں دی، یا کرو گے پیروی اُس ﷺ کی

کہا اُس نے، فقط میں نے اماں ہے دی

چنانچہ آپ ﷺ واپس آ گئے مکے

عبادت کی حرم میں، سنگِ اسود کو دیے بوسے

ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ موسم حج کا آیا

ہزاروں لوگ اطراف و جوانب سے برائے حج آ پہنچے

کیا طے آپ ﷺ نے، سارے قبائل سے ملا جائے
ہے ممکن کہ کوئی ایمان لے آئے
پڑاؤ میں ہی ہوں اُن سے ملاقاتیں
مفصل ہوں وہاں اُن سے سبھی باتیں
بنو عامر، فزارہ، کلب، غسان و عبس، عذرہ
سُلیم و حارث و مرّہ، محارب، نضر و عبداللہ
قبائل اور بھی آئے، ملاقاتیں ہوئیں سب سے
کوئی ایمان نہ لایا
بنو عامر کے لوگوں نے کہا اُن ﷺ سے
حکومت مل گئی گر آپ ﷺ کو تو بات ہو جائے
حکومت بعد میں ہم کو ملے گی جب جہاں میں آپ ﷺ نہ ہوں گے
کہا آقا ﷺ نے، ایسا ہو نہیں سکتا
حکومت دینا تو ہے کام اللہ کا
میں تم سے اس طرح کا وعدہ ہرگز کر نہیں سکتا
گئے یہ لوگ جب واپس
بزرگوں کو سنایا واقعہ سارا
بزرگوں میں سے اک بولے کہ کر لی تم نے بے عقلی
وہ ﷺ بالکل اک نبی ﷺ ہیں، بات ساری اُن ﷺ کی ہے سچی
ابھی گزرے تھے کچھ ہی دن، سویدؓ(۱۱۵) آئے جو شاعر تھے
نسب والے، بڑے ہی علم والے تھے
سنیں باتیں، سنیں آیات تو ایمان لے آئے

ایاسؓ[۱۱۶] آئے، ابوذرؓ[۱۱۷] آئے مکہ اور طفیلؓ[۱۱۸] آئے
سبھی ایمان لے آئے
ضماد ازدی یمن کے اک قبیلے کے جو عامل تھے
ملے آقا ﷺ سے مکہ میں
منور نورِ ایماں سے کیا دل اور یمن پہنچے
بتایا آپ ﷺ کے بارے میں کہ اللہ کے بندے ہیں
علی الاعلان کہتا ہوں، وہ سچے ہیں
اسی دوران میں چھ لوگ یثرب سے یہاں پہنچے
نبی اکرم ﷺ گئے اک رات بوبکرؓ ذکیؓ کے ساتھ ملنے کو
بنو شیباں، ذہل کے ڈیروں پر جا کر
ملے دونوں قبائل سے جنھوں نے غور کرنے کا کیا وعدہ
منیٰ آئے، جہاں یثرب کے اسعدؓ[۱۱۹] اور حضرت عوفؓ[۱۲۰] بیٹھے تھے
انھیں جب آپ ﷺ نے دی دین کی دعوت
انھیں ایمان لانے کی ملی عزت
نبوت کو ملے گزرے تھے گیارہ سال کہ ہر سُو
مہک اُٹھی خدا کے نام کی خوشبو
خدا کے نام کی تبلیغ میں کاٹا جو دکھ سارا
خدا نے آپ ﷺ کو اس کا ثمر بخشا
اندھیری رات میں یک دم چراغِ اُمید کا چمکا
انوکھا اگلے ہی سال اس میں موڑ آیا
تھا موسم حج کا، یثرب سے بارہ آدمی آئے

منیٰ کے راستے پر ایک گھاٹی میں وہ آ ٹھہرے
تھے اُن میں پانچ ایسے جو کہ پچھلے سال آئے تھے
وہی ان سات کو اس بار اپنے ساتھ لائے تھے
ابوالہیثمؓ (۱۲۱)، معاذؓ (۱۲۲) و ابنِ صامتؓ (۱۲۳) اور یزیدؓ (۱۲۴) آئے
عویمؓ (۱۲۵) و حضرتِ عباسؓ (۱۲۶) اور ذکوانؓ (۱۲۷) بھی ان سب میں شامل تھے
نبی اکرم ﷺ نے ان بارہ سے بیعت لی
یہی ہے بیعتِ اولیٰ
یہ بیعت تھی شکستِ فاش خطے میں برائی کی
بڑی تیزی سے اس کے بعد ہر سُو روشنی اللہ کے اسمِ پاک کی پھیلی
برائے تربیت مصعبؓ (۱۲۸) بھی اُن کے ہم سفر ٹھہرے

انہوں نے شہرِ یثرب میں
خدا کے نام کے گلشن نجانے کتنے مہکائے
بہت سے لوگ مصعبؓ کی وجہ سے دین میں آئے
اسیدؓ (۱۲۹) و سعدؓ (۱۳۰) نے اُنؓ کے سبب ہی روشنی پائی
خدا کے نام کی خوشبو ہر اک سو، ہر جگہ پھیلی

ہوا یوں تیرھواں سالِ نبوت تھا کہ یثرب سے
بہتر لوگ کے حج کی نیت سے آ پہنچے
ہوا طے، آپ ﷺ عقبہ ہی کی گھاٹی میں
انھی لوگوں سے ملنے وقتِ شب تشریف لائیں گے

اسی شب میں ڈھلا تاریک صدیوں کا سیہ چہرہ
جہالت کے گھنے جنگل کو اک اُمّی نے ایسے علم سے کاٹا

کہ ہر سُو علم کا گلشن مہک اُٹھا
ملی شیطاں کو رُسوائی
ملی کفر و جہالت کو وہ پسپائی
یقیں ہے وہ قیامت تک رہیں گے سرنگوں یوں ہی
اُجالے سے سبھی کی آنکھ چندھیائی
محمد ﷺ کے چچا عباسؓ بھی آقا ﷺ کے ساتھ آئے
ملے آ کر نبی اکرم ﷺ سبھی سے اور ہوئیں باتیں
جو جس کے جی میں تھا، اُس نے کہا کھل کر
چچا اس وقت تک ایماں نہ لائے تھے
بھتیجے کی حفاظت کی مگر تشویش تھی اُن کو
بنی اوس و بنی خزرج کے لوگوں سے مخاطب ہو کے وہ بولے
محمد ﷺ کی یہ خواہش ہے کہ یہ یثرب چلے جائیں
وہاں تبلیغ اپنے دین کی کر کے اسے تیزی سے پھیلائیں
یہاں ان ﷺ کی حفاظت ہم ہی کرتے ہیں
بڑی عزت ہے ان ﷺ کی، ہم سمجھتے ہیں
نبھاؤ گے اگر یہ فرض پوری ذمہ داری سے
تو لے جاؤ انھیں ﷺ لیکن کہو کھل کے
کہ میری باتوں کے واضح ہیں تم سب پر بھی نکتے
سبھی نے باری باری جان دے کر بھی تحفظ کا کیا وعدہ
پھر اس کے بعد آقا ﷺ نے بڑی تفصیل سے ہر بات بتلائی
ہر اک کی ذمہ داری کی وضاحت کی

لیا یہ عہد، جیسا وقت بھی آئے
کوئی ہرگز نہ گھبرائے
رسول اللہ نے اِک اِک کو بلا کر اُس سے بیعت لی
سبھی کو آپ ﷺ نے ایمان لانے پر
مبارک دے کے جنت کی بشارت دی
مقرر آپ ﷺ نے بارہ نقیب اُن میں سے فرمائے
تھے نو اُن میں سے خزرج سے
ہیں نامِ نامی اسعد بن زرارہؓ، سعدؓ[۱۳۱] وعبد اللہؓ[۱۳۲]
عبادہؓ[۱۳۳]، ابن عمروؓ و[۱۳۴] بن عبادہؓ[۱۳۵]، حضرتِ براءؓ[۱۳۶]
ملا رافعؓ[۱۳۷] ومنذرؓ[۱۳۸] کو بھی یہ رتبہ
رفاعہؓ[۱۳۹] اور اسیدؓ[۱۴۰] وسعدؓ[۱۴۱] تینوں اوس سے آئے
ہوا تاریخ سے ثابت
فرائض اپنے ان سب نے ادا خوبی سے فرمائے
قریشِ مکہ تک پہنچی خبر اس کی
بڑھی اُن کی پریشانی
بنی اوس و بنی خزرج جہاں ٹھہرے ہوئے تھے، اس جگہ پہنچے
ملے سب سے مگر سب نے قریشِ مکہ کو پوری تسلی دی
مگر دل میں سبھی کے جو کھٹک سی تھی
مسلسل وہ رہی باقی
پتا جب اُن کو چل پایا
رہا نہ فائدہ اس کا کہ جو یثرب سے آئے تھے

سفر کر کے، بہت آگے وہ جا پہنچے
مگر تھے سعدؓ[۱۳۲] اور منذرؓ[۱۳۳] ذرا پیچھے

فقط اِک سعدؓ ہی ہاتھ اُن کے آ پائے
جنھیں مکہ وہ لے آئے، سزا بھی دی

چھڑایا اُنؓ کو حارث[۱۳۴] اور مطعم نے یہی کہہ کر
ہمارے قافلے ان کی اماں ہی میں گزرتے ہیں
اگر انؓ کو نہ چھوڑا تو تجارت میں خسارے ہی خسارے ہیں

نظر آتی ہے مکہ میں ہر اِک جانب پریشانی
پریشاں اہلِ مکہ اس لیے ہیں کہ بہر صورت
شکست اُن کو نظر آتی ہے اب اپنی
یقیں ہے اُن کو دین اُن کا خسارے میں اب آئے گا
عرب میں دیں محمد ﷺ کا بڑی تیزی سے پھیلے گا
یقیں ہے اُن کو، یثرب کا سا گھر اُن سب نے پایا ہے
کڑکتی دھوپ میں اُن کو میسر اب یہ سایہ ہے
سمجھتے ہیں اسے خطرہ
کیا ہے طے انھیں یثرب کسی قیمت پہ بھی جانے نہیں دیں گے
انھیں روکیں گے ورنہ دکھ ہی پائیں گے

یہ وہ حالات ہیں جن میں
اجازت اہلِ ایماں کو عطا ہجرت کی یثرب کے لیے آقا ﷺ نے فرمائی
اسی میں بہتری دیں کی نظر آئی
مسلمانوں کو روکیں، کافروں نے زور مارا ہے

مسلمانوں نے کی ہے اس طرح ہجرت
رہی بے سود اہلِ مکہ کی طاقت
کیا اب فیصلہ کفار نے فوراً بلائیں ہر قبیلے کو
کریں وہ فیصلہ کہ جس میں شامل ہر قبیلہ ہو

۶

تصور ہی تصور میں مَیں مکہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
مری آنکھوں نے ماضی کی طرف دیکھا
نبوت کا برس تھا چودھواں جس میں
دی دعوت اہلِ مکہ نے قبائل کو کہ سب آئیں
کہا ندوہ [۱۴۵] میں آئیں، مل کے بیٹھیں اور سب سوچیں
حقیقت یہ ہے کہ اُلجھی ہے یہ گتھی
خسارہ آئے گا، فوراً یہ گتھی گر نہیں سلجھی
ہوئے ندوہ میں یک جا، ان میں تھا بوجہل ہی آگے
جبیر [۱۴۶] و بن عدی [۱۴۷]، حارث [۱۴۸] صخر [۱۴۹]، نوفل [۱۵۰]
حکیم [۱۵۱] و زمعہ [۱۵۲] اور بوالبختری [۱۵۳] آئے
تھے شیبہ [۱۵۴] اور عتبہ [۱۵۵] بھی
نضر [۱۵۶] نے آ کے شرکت کی
بنو جمح و بنو سہم و اسد آئے
سو سارے مرتبوں والے سروں کو جوڑ کر بیٹھے

ہر اک نے دل کی باتیں کیں
بہت سے مشورے آئے مگر ہر اک نے ٹھکرائے
دیا بوجہل نے اِک مشورہ آخر
ہوئے سب متفق جس پر
کہا اُس نے کہ جتنے بھی قبیلے ہیں
ہر اک سے اِک جواں لے لیں
یہ ایسے ہوں جواں کہ جو بہادر ہوں
سبھی ہتھیار لے کر قتل کر دیں یوں محمد ﷺ کو
کریں یکبارگی حملہ
کوئی ان میں سے ذرّہ بھر نہ پیچھے ہو
محمد ﷺ قتل ہوگا تو قبائل سب کے سب مجرم ہی ٹھہریں گے
محمد ﷺ کے قبیلے والے بدلہ لے نہ پائیں گے
چنانچہ خوں بہا اس کا قبیلہ ہم سے لے لے گا
محمد ﷺ سے عرب والوں کا پیچھا چھوٹ جائے گا
ہوئے بوجہل کی فہم و فراست کے سبھی قائل
یقیں تھا سب کو کر لیں گے مقاصد وہ سبھی حاصل
ہوئے جبریلؑ حاضر آپ ﷺ کی خدمت میں اور آ کر وہ بتلایا
سبھی کفار نے مل کر بنایا تھا جو منصوبہ
گزارش کی کہ امشب اس جگہ سے کوچ کر جائیں
نہیں اب دیر فرمائیں
یہ طے تھا پہلے سے کہ آپ ﷺ کو یثرب ہی جانا ہے

سفر کی پہلے سے تیاری جاری تھی
فقط تھا انتظار اب حکمِ اللہ کا
جو آ پہنچا
کڑکتی دھوپ میں بوبکرؓ کے گھر آ گئے آقا ﷺ
یہ فرمایا
بوقتِ شب روانہ ہونا ہے یثرب
خدا کا حکم ہے آیا
سنا صدیقؓ نے ہجرت کی بابت
نم ہوئیں آنکھیں
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تھمنے والی ہیں اب غم کی برساتیں
ہوا طے، رات جیسے ہی ڈھلے گی، چل پڑیں گے ہم
ادھر کفار منصوبے کو عملی جامہ پہنانے
لیے ہتھیار بعد از شام دروازے پہ آ پہنچے
لگا کر گھات یوں بیٹھے
نکل کر آپ ﷺ کے جانے کے روکے سب نے سب رستے
وہاں موجود تھا بوجہل، منصوبہ بیاں کر کے
مسلسل چہچہاتا تھا، عجب قصے سناتا تھا
مگر غافل بھلا بیٹھا خدائے برتر و بالا کی طاقت کو
وہ جاہل تھا، سمجھتا ہی نہیں تھا کچھ نبوت کو
وہ فرمودات آقا ﷺ کو بڑے ہی عُجب سے جھٹلا رہا تھا سامنے سب کے
وہ دعویٰ کر رہا تھا کہ محمد ﷺ بچ نہ پائے گا کسی صورت میں بھی اب کے

بھلا اللہ کے آگے تھی اُس غافل کی کیا طاقت
سو اُس نے اپنے بندے ﷺ کی حفاظت کی
ہوا نہ آپ ﷺ کا اِک بال بھی بیکا
لِٹایا آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر
ڈھلی جب رات، آقا ﷺ آ گئے باہر
زمیں سے سنگریزے اور تھوڑی سی اُٹھائی آپ ﷺ نے مٹی
وہ مٹی آپ ﷺ نے کفار پر پھینکی
خدا نے چھین لی کچھ لمحوں کو اُن سب کی بینائی
نبی اکرم ﷺ بڑھے آگے
تلاوت کرتے جاتے اور آگے بڑھتے جاتے تھے
کسی نے آپ ﷺ کو دیکھا نہ آواز آپ ﷺ کی کوئی بھی سُن پایا
لیا صدیقؓ کو گھر سے
پیادہ پا، وہ ﷺ غارِ ثور تک پہنچے
مخالف سمت میں تھا غار، یثرب کے
مگر اس سمت ہی میں آپ ﷺ آئے تھے
اسے منصوبہ کہتے ہیں، ذہانت اس کو کہتے ہیں
صفِ دشمن کو چیرا، دیکھ نہ پائے انھیں دشمن
نبوت اس کو کہتے ہیں
سویرا جب ہوا، باہر علیؓ آئے
انھیںؓ دیکھا تو دشمن سارے بھنّائے
وہ جھپٹے اُنؓ پہ، پکڑا اور کعبے کھینچ کر لائے

پتا نہ جب چلا تو دوڑے سب صدیقؓ کے گھر کو
دی دستک، اسمؓا آئیں گھر سے باہر تو
کہا بوجہل نے اُنؓ سے کہ باباؓ ہیں کہاں تیرے
نہیں معلوم، اسمؓا نے یہ فرمایا
سنا بوجہل نے جیسے ہی، تھپڑ زور سے مارا
پڑا جیسے ہی تھپڑ، کان سے اُنؓ کے گری بالی
ہوا کچھ کان بھی زخمی
سبھی کفار پاگل ہو رہے تھے، چیختے اور غل مچاتے تھے
کرو پیچھا محمد ﷺ کا
قرین مکہ ہی ہوگا
کیا اعلان اِک سو اونٹ کا کہ جو محمد ﷺ کو
پکڑ کے لائے گا، انعام پائے گا
سبھی بھاگے، علاقہ چھان ہی مارا
مگر او جھل رہے نظروں سے اُن کی چاند ﷺ اور تارہؓ
انھی کفار میں سے ایک ٹولا ثور آ پہنچا
مگر جالا جب اُس کے منہ پہ مکڑی کا بُنا دیکھا
پڑے تھے جس پہ کچھ انڈے، جنھیں دیکھا تو سب بولے
یہاں سے کوئی بھی ہرگز نہیں گزرا
گزرنے والوں کے پاؤں نظر آتے تھے اندر سے
گزارش آپ ﷺ سے بوبکرؓ نے کی کہ مری جاں تو ہے بے قیمت
مگر ہے آپ ﷺ سے وابستہ اُمت ساری کی قسمت

تسلی آپ ﷺ نے بوبکرؓ کو دی اور فرمایا
کسی صورت نہ گھبراؤ
خدائے پاک کی رحمت مسلسل دیکھتے جاؤ
ملاحظہ تو یارِ غارؓ نے اُس غار کو دیکھا
وہاں سوراخ تھے، چادر کو پھاڑا، کپڑے کو سوراخوں میں ٹھونس
گزارش آپ ﷺ سے کی، آپ ﷺ سو جائیں
رکھیں زانو پہ میرے سر
کھلی تب آنکھ جب آنسو گرا رخسار پر آ کر
کہا بوبکرؓ سے، آنسو یہ کیسا ہے
کہا صدیقؓ نے کہ سانپ نے ایڑی پہ کاٹا ہے
لعاب اپنا لگا کر آپ ﷺ نے اُنؓ کو تسلی دی
کرو تشویش نہ اس بارے میں کوئی
نشاں تک بھی رہے گا اس کا نہ باقی
بسر کیں تین راتیں غار میں بوبکرؓ و آقا ﷺ نے
رہے عبداللہ بن بوبکرؓ و عامر[۱۵۷] رات دن چوکس
بوقتِ شام عامرؓ بکریاں لے کر یہاں آتے
کہ جن کا دودھ دونوں یار پی لیتے
پسر بوبکرؓ کے مکہ میں رہتے، رات کو آتے
سبھی احوال بتلاتے
خبر جب یہ ملی کفار تھک کر چور ہو بیٹھے
وہ سب مایوس ہیں ہر ایک کوشش سے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
کہو عبداللہ [۱۵۸] سے انواق لے آئے
ہوئی جب رات عبداللہ لیے انواق آ پہنچا
وہاں عبداللہؓ، اسمٰؓ اور عامرؓ کو کھڑا پایا
خدا حافظ کہا، عبداللہؓ نے، اسمٰؓ نے، آقا چل پڑے یثرب
الگ اِک راستہ لیثی نے اپنایا
یمن کی راہ پر پہلے وہ آ پہنچا
جنوبی سمت جا کر وہ مڑا مغرب کی جانب دیر تک چل کر
قرینِ ساحلِ احمر وہ آ نکلا
وہاں سے آ گیا عسفان، رستہ کاٹ کر اُن کو امج لایا
خرار آیا
لقف سے مڑ کے ذوالغضوین آ نکلا
وہاں سے ذوسلم آیا جہاں سے رئم کی وادی سے ہو کر وہ قبا پہنچا
سفر میں کچھ انوکھے واقعے بھی سامنے آئے
ہوا یوں کہ لگی تھی دوڑ اک سو اونٹ کا انعام پانے کی
کہ جس کے واسطے تھی شرط آقا ﷺ کو پکڑ کر مکہ لانے کی
نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے
سُراقہ [۱۵۹] کو کسی نے آ کے بتلایا
کہ ساحل پر نظر آئے ہیں اُس کو لوگ کچھ ایسے
محمد ﷺ جن میں شامل ہیں، لگا ہے اُس کو حلیے سے
سُراقہ چپکے سے باہر نکل آیا

لیے ہتھیار، گھوڑے پر چڑھا اور اُس طرف دوڑا
تصور میں وہ اِک سو اونٹ جلدی پانے والا تھا
نکالا پانسے کا اِک تیر، بھانپا اپنی قسمت کو
غلط نکلا تو بولا کہ نتیجہ اس کا جو بھی ہو
بڑھا آگے
زمیں حالانکہ پکی تھی مگر اُس میں دھنسا گھوڑا
وہ گھوڑے سے گرا خود بھی
لگایا زور گھوڑے نے، سراقہ نے بھی کوشش کی
بڑی دقت سے گھوڑا تو نکل آیا
سراقہ نے مگر دیکھا
نکالی تھی جہاں سے ٹانگ گھوڑے نے
اُسی جا سے دھواں اُٹھا جو سوئے آسماں جاتے ہوئے پھیلا
مگر اُس نے کہا خود سے کہ دیکھوں تیر سے قسمت
ہے ممکن میرے حق ہی میں نکل آئے
نکالا تیر، بد قسمت نکل آیا، سو اُس کے ذہن میں آیا
نہیں انعام قسمت میں
اماں مانگوں محمد ﷺ سے
پکارا، اے محمد ﷺ! آپ ﷺ رُک جائیں
مخالف نہ مجھے سمجھیں
رُکے آقا ﷺ تو اُس نے اہلِ مکہ کا سبھی احوال بتلایا
گزارش کی، مرا سامان سب رکھ لیں

اگر ہو آپ ﷺ کا غضب

مجھے اپنی اماں لکھ دیں

اماں عامرؓ نے لکھ دی اُس کو فرمانِ محمد ﷺ پر

لیا سامان نہ اُس سے، چلا آیا وہ اپنے گھر

ہوا یوں کہ سفر میں ایک دن معبدؓ (۱۶۰) کے گھر کے پاس سے گزرے

وہاں خاتون اِک بیٹھی تھی، جن سے آپ ﷺ نے پوچھا

وہ ماں (۱۶۱) معبدؓ کی تھیں، جن کی سخاوت کا

ہر اِک سو تھا بڑا چرچا

میسر آپ ﷺ کر سکتی ہیں کچھ خوراک ہم سب کو؟

ہمیں آنا پڑا ہے گھر سے عجلت میں

نہیں خوراک کوئی ساتھ لا پائے

کہا خاتون نے، گھر میں نہیں کچھ بھی سوائے ایک بکری کے

کہ جو لاغر ہے اور چلنے سے قاصر ہے

کہا خاتون سے آقا ﷺ نے برتن آپ لے آئیں

پھر اللہ کی عنایت دیکھتی جائیں

نکالا دودھ آقا ﷺ نے، بھرا برتن

ہوئے جب سیر، باقی جو بچا خاتون کو سونپا

روانہ ہو چکے جب آپ ﷺ تو خاتون کا شوہر گھر آ پہنچا

سنایا اُم معبدؓ نے اُسے قصہ

وہ بولا، آپ ﷺ رحمت اور شفقت ہیں

وہی ہیں، جن کے اہلِ مکہ دشمن ہیں

مگر وہ ﷺ رحم کا دریا ہیں، سب کے واسطے راحت کا گلشن ہیں
بریدہؓ [۱۹۲] بھی تھے شامل اُن میں جو آقا ﷺ کے دشمن تھے
تلاش آقا ﷺ کو کرتے کرتے اُن ﷺ کے پاس آ پہنچے
ملے آ کر، ہوئیں باتیں
وہیں ایمان لے آئے
پھر اس کے بعد اس رستے سے ہرگز ہٹ نہیں پائے

ے

تصور ہی تصور میں قبا میرا ٹھکانہ ہے
عجب نقشہ یہاں کا میں نے دیکھا ہے
مسلماں اور یہودی سب قبا میں مل کے رہتے ہیں
انھیں معلوم ہے، آقا ﷺ قبا میں آنے والے ہیں
مسلماں سب کے سب مسرور ہیں اور منتظر ہیں بے قراری سے
نکلتا ہے یہاں دن تو سبھی چاہت کے پھولوں سے
سجاتے ہیں سبھی رستے
نبی ﷺ کی راہیں ہیں تکتے
کئی دن تک یہی چلتا رہا قصہ
یہاں جب راستے سہہ سہہ کے گرمی ہانپنے لگتے
تو، یوں ہی کی لو میں دل سبھی کے کانپنے لگتے
گھروں کو لوٹ آتے اور دعا کرتے

الٰہی اپنی رحمت سے ہماری جھولیاں بھر دے
نبی ﷺ تشریف لے آئیں
ہمیں چہرۂ انور آ کے دکھلائیں
دعائیں سن لے اے مولا
ہماری سونی دُنیا کو بسا دے رحم سے مولا
ہوا ہے آج بھی یوں کہ سبھی تھک کر چلے آئے
ذرا سی دیر میں آواز سُن پائے
صدا یہ تھی یہودی کی جو کہتا تھا
قباوالو! نبی ﷺ تشریف لے آئے
ہماری خوش نصیبی کی خبر لائے
نکل آؤ، سواری آنے والی ہے
گھٹا رحم و کرم کی چھانے والی ہے
نکل آئے سبھی باسی
تجسس اور خوشی ہر ایک چہرے پر نمایاں تھی
کھجوروں کے شجر کے نیچے قصوا رک گئی آ کے
سوار اُترے
ہوئے بوبکرؓ کچھ پیچھے
سرِ اقدس پہ سایہ کر دیا اپنے لبادے سے
ہوا معلوم سب کو کہ جو آگے ہیں، نبی ﷺ ہیں وہ ﷺ
حقیقت میں عوالم کی خوشی اور زندگی ہیں وہ ﷺ
نبی حبقوق (۱۶۳) نے دی تھی بشارت جو، ہوئی پوری

خوشی سب نے منائی اور خوشی سب کی بجا ہی تھی
انوکھی یہ خوشی اللہ نے اُن سب کو عطا کی تھی
بڑھے کلثومؓ[۱۶۴] آگے، آپ ﷺ کو لے آئے اپنے گھر
عمرؓ، سعدؓ[۱۶۵] و صہیبؓ[۱۶۶] آئے
وہیں مصعبؓ، اسیدؓ آئے ملے آ کر
مہک اُٹھا قبا حمد و ثنا سے اور دعاؤں سے
یہاں روزانہ کافی لوگ آ جاتے
دلوں کو اپنے مہکاتے
گزارش کی یہ ابنِ خیثمہؓ[۱۶۷] نے کہ جگہ کم ہے
کشادہ ہے مرا گھر، گر مناسب ہو
وہاں تشریف لے آئیں
چنانچہ آپ ﷺ سارا دن وہیں رہتے
مگر کلثومؓ کے گھر میں ہی شب باشی تھے فرماتے
ابھی تھا تیسرا دن آپ ﷺ کو آئے
کہا اُن سے جو حاضر تھے
قبا میں ایک مسجد ہو
زمیں دیکھی، خریدی اُس کے مالک سے
اُسی مسجد کی رکھی آپ ﷺ نے بنیاد تقویٰ پر
عمل آپ ﷺ نے تعمیر فرمائی
علیؓ، حمزہؓ، عمرؓ، بوبکرؓ اور اہلِ قبا کے ساتھ ہی مل کر
گزارش کی سبھی نے آپ ﷺ سے، آرام فرمائیں

یہ فرمایا، مجھے اس کام سے ہرگز نہیں روکیں
رہے چوبیس دن آقا ﷺ ، قبا میں پھر بڑھے آگے
پھرے دن اہلِ یثرب کے
نصیب اُن کے عجب انداز میں جاگے
ہوا اعلان یثرب میں، نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں
بنونجار رشتہ دار تھے آقا ﷺ کے پہلے سے
لیے ہتھیار آپہنچے
قبا والوں کی چاہت دیدنی تھی جب ہوئے رخصت
بنوسالم رُکے آکر
پڑھا جمعہ بحکمِ رَبی اور پھر چل پڑے آگے
عجب منظر تھا یثرب کا
عجب رونق تھی گلیوں میں
عجب نقشہ تھا رستوں کا
یہاں انصار کی کچھ بچیوں نے نغمہ یہ گایا
''جنوبی کوہ سے اب چودھویں کا چاند چڑھ آیا ''
اُسی دن نام بدلا شہرِ یثرب کا
اسی دن سے مدینۃ النبی ﷺ یہ شہر کہلایا
سبھی کی تھی یہ خواہش اُس کے گھر ٹھہریں مگر آقا ﷺ نے فرمایا
جہاں قصواء رکے گی، میں اُسی کے گھر میں ٹھہروں گا
خوشی اللہ نے خالدؓ (۱۶۸) کو یہ بخشی
انھی کے گھر کے آگے قصواء آ بیٹھی

مدینہ اہلِ خانہ آپ ﷺ کے کچھ دن میں آ پہنچے
بنایا گھر، اُسی میں آپ ﷺ کے پھر روز و شب گزرے
دعا فرمائی آقا ﷺ نے مدینہ کی بھلائی کی
دعا یہ آپ ﷺ کی اللہ نے منظور فرمائی
مدینہ میں عجب تبدیلی کچھ دن میں نظر آئی
یہی شانِ رسالت ہے، بدل دے وقت کے دھارے
رسالت کی علامت ہے صداقت ہی ہمیشہ سے
مدینہ میں تھا رہتا بت پرستوں کا بڑا ٹولا
یہودی بھی یہاں رہتے تھے، تھا اُن کا اثر خاصا
مدینہ میں مسلماں تھے جو، جاں آقا ﷺ پہ دیتے تھے
چنانچہ آپ ﷺ نے آ کر
یہاں اسلام کی تبلیغ فرمائی
یہاں کے لوگوں کو راہِ خدا خوبی سے دکھلائی
نظام ایسا دیا آ کر
کہ حل اہلِ خرد کو سب مسائل کا نظر آیا
سیاسی، اقتصادی، دینی یعنی ہر ضرورت کا
مسلماں اک الگ انداز میں مل جل کے رہتے تھے
ابھی گزرے تھے کچھ دن، دیکھ کر کافر انھیں، چونکے
کیا محسوس کچھ خطرہ
ہوا محسوس اُن کو، اُن سے سب کچھ چھن ہی جائے گا
چنانچہ سازشوں پر وہ اُتر آئے

دلی خواہش تھی اُن کی کہ محمد ﷺ نہ رہیں یثرب میں اور واپس چلے جائیں
چنانچہ وہ بڑھے آگے
تھا سب سے آگے عبداللہ (١٢٩)
رسول اللہ ﷺ اگر تشریف نہ لاتے
یہاں کا بادشہ وہ بننے والا تھا
یہودی ابتدا میں یہ سمجھتے تھے
محمد ﷺ آکے اُن کا ساتھ ہی دیں گے
اسی خوش فہمی میں اُن کے بڑے ملنے کو جب آئے
ہوا معلوم اُن کو، یہ ﷺ الگ ہی دین رکھتے ہیں
چنانچہ اب یہودی ہو گئے آقائے عالم ﷺ کے کھلے دشمن
وہ کرنے لگ گئے ہر روز پیدا اک نئی اُلجھن
ملا اس دشمنی کے واسطے اُن کو اشارہ اہلِ مکہ کا
تھی کوشش سب کی یہ کہ ہوں مسلماں ہر طرح تنہا
نبی ﷺ کے اہلِ خانہ کو ستایا اہلِ مکہ نے
اثاثے جو مسلماں چھوڑ آئے تھے
لیے قبضے میں اپنے، حد سے آگے نکل آئے
نبی کی شان ہے کہ کفر سے لڑتا ہے وہ پوری دلیری سے
اکیلا بھی نہیں گھبراتا چاہے کوئی لشکر سامنے آئے
صداقت کا لیے پرچم، رسول اللہ ﷺ بڑھے آگے
انھی ﷺ کا فیض تھا کہ اہلِ ایماں کے نصیبے جلد ہی جاگے
فروغِ دیں کے کاموں میں رہے مصروف روز و شب

مگر سب سے بڑی خواہش تھی آقا ﷺ کی

بنے مسجد مدینے میں

چنانچہ جس جگہ قصوا تھی آ بیٹھی

زمیں تھی یہ سہیل و سہل کی، نافع کے بیٹوں کی

تھے اسعد بن زرارہؓ ہی ولی اُن کے

خریدی بیہ زمیں اور کی وہاں تعمیر اِک مسجد

اُسے تعمیر آقا ﷺ نے کیا، سارے صحابہؓ بھی ہوئے شامل

یہی مسجد بنی مرکز محبت کا

سیادت کا، صداقت کا، سیاست کا، حکومت کا

بنی اقدارِ اسلامی کا یہ منبع

یہاں تعلیم وہ پائی کہ ہر اک بن گیا قربانی کا پیکر

جسے دیکھو، وہی ٹھہرا علوم و فضل کا ساگر

یہیں سے حوصلہ پا کر

مٹا ڈالا جہالت کو جہاں سے آپ ﷺ کے ان پیروکاروں نے

کیا انصاف نافذ آپ ﷺ ہی کے جاں نثاروں نے

وسائل کی کمی تھی، آپ ﷺ نے رشتہ اخوت کا کیا قائم

انسؓ(۱۷۰) کے گھر کئی چیدہ مہاجر اور انصاری ہوئے یک جا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

تمہیں اِک خاص مقصد کے لیے میں نے بلایا ہے

بنا لے بھائی ہر انصاری اپنا اِک مہاجر کو

اُسے دے مال سے حصہ یہاں تک کہ وراثت سے

یہ سنتے ہی ہوئے انصار خوش اور چمن لیے بھائی
اخوت اس طرح کی نہ کہیں تاریخِ عالم میں نظر آئی
ادھر آقا ﷺ نے مسجد میں تھڑا اک ایسا بنوایا
تھڑا کیا تھا
یہ مکتب تھا، مسافر خانہ تھا اور تھا یہی مرکز مجالس کا
اسی صفہ پہ لے کے درس جاہل بن گئے عالم
انھوں نے ہی زمانے کا چلن بدلا
ہوا معلوم یہ اُن کو حقیقی زندگی کیا ہے
حکومت اور سیاست کیا ہے، دیں کی روشنی کیا ہے
رسول اللہ ﷺ نے وہ تعلیم دے دی پیروکاروں کو
منظم ہو گئے سارے
لگا ہر اِک کو یوں کہ چاند ہیں آقا ﷺ
صحابہؓ ہیں حسیں تارے
وہ یثرب کہ تھا بدنظمی کا جو مسکن
جہاں معمول تھا جھگڑا، تھی روز افزوں جہاں الجھن
مسلمانوں کو آقا ﷺ نے یہ سمجھایا محبت سے
محبت سے رہیں مل کر، رہیں ہم دُور نفرت سے
کریں ہم عہد وہ جس میں بھلائی ہی بھلائی ہو
کشاکش دُور ہو اور دُور ہم سے ہر برائی ہو
چنانچہ آپ ﷺ نے اِک عہد لکھوایا
ہر اِک مومن نے جان و دل سے اپنایا

مدینے میں عجب اُنس و محبت کی بہار آئی
بہار ایسی کہ جس نے پیار کی خوشبو ہی پھیلائی
نظر آیا عجب ایثار کا جذبہ
اسی ایثار کے باعث
نظر آیا برائی کا کہیں کوئی نہ پھر حصّہ
عمل میں، علم میں سارے مسلماں سب سے آگے تھے
سبھی کفّار کہتے تھے
محمد ﷺ آئے تو ہر سُو عجب اِک انقلاب آیا
جہالت کا انوکھا ہے جواب آیا
اسی ماحول نے اپنے پرائے کو کیا قائل
رہا نہ بے عمل کوئی، رہا نہ اب کوئی جاہل
بنایا آپ ﷺ نے منصوبہ کہ آگے بڑھا جائے
کیا طے کہ وفاقی طرز کی ہو سلطنت جس میں
خوشی سے ہر کوئی آئے، پھلے پھولے، سکوں پائے
چنانچہ آپ ﷺ نے میثاق[۱۷۱] اک تحریر فرمایا
تھیں باون جس کی شرطیں
ان میں کم حصہ مسلمانوں نے ہی پایا
سنیں جس نے بھی شرطیں، یہ کہا فوراً
نبی اکرم ﷺ نے ہے انصاف فرمایا
کیا یہ طے کہ اس میں گر کبھی رخنہ پڑا کوئی
نبی اکرم ﷺ کریں جو فیصلہ، اس کی کریں گے سارے پابندی

انھی شرطوں پہ قائم ہو گئی اِک سلطنت ایسی
مدینہ جس کا دارالسلطنت ٹھہرا
ہوا یہ طے، چلے گا آپ ﷺ ہی کے حکم کا سکہ
خبر مکہ میں پہنچی تو ہوئے مشرک سبھی برہم
کیا طے کہ مسلمانوں کو جو طاقت ہوئی حاصل
اسے کر کے رہیں گے کم
چنانچہ ایک خط عبداللہ کو لکھا
کہ اُس سے، محمد ﷺ کو نہ ٹکنے دیں مدینے میں
بڑے حملے کی اس کے ساتھ دی دھمکی
ہوا معلوم تو آقا ﷺ نے اُن سب کو بلا بھیجا
جو تھے میثاق کا حصہ
دلائل دے کے سمجھایا
چنانچہ ٹل گیا حملہ نبی ﷺ کی اعلیٰ حکمت سے
شکستِ فاش کھائی اس طرح سے شر کی قوت نے
جب اُن کا کچھ نہ بن پایا تو یہ اعلان کروایا
طوافِ کعبہ کی خاطر
مسلماں مکہ میں ہرگز کوئی اب آ نہ پائے گا
پھر اس کے بعد کیا تھا
ہو گئے جنگی جنوں میں مبتلا مشرک
نبی اکرم ﷺ کو یہ پیغام بھجوایا
نکل کے آ گئے ہو گر چہ تم ﷺ یثرب مگر سن لو

تمھیں ﷺ ہرگز کسی صورت نہ زندہ چھوڑا جائے گا
سنی یہ بات تو آقا ﷺ نے ہر اک پہلو سے سوچا
خصوصاً ہر مسلماں کی حفاظت کے ہر اک پہلو کو اپنے سامنے رکھا
بنایا ایسا منصوبہ کہ جس سے کم ہوا خطرہ
خبر َ غار تک پہنچی
مسلماں ہر طرح تیزی سے آگے بڑھتے جاتے ہیں
لگائی اہلِ مکہ نے یہ پابندی
ضرورت کی کوئی بھی چیز اب یثرب یہاں سے جا نہ پائے گی
وہاں سے کوئی بھی شے مکہ ہرگز آ نہ پائے گی
خدا نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوائے
لڑے گر کوئی تم سے، تم بھی ہرگز نہ ہٹو پیچھے
حلیفوں کو طلب کر کے نبی اکرم ﷺ نے سمجھایا
کہ آپس میں ہمارا کوئی بھی جھگڑا نہیں ہوگا
کیا مضبوط گھر کو اور پھر سوچا کہ اب آگے بڑھا جائے
تعلق جو کہ توڑا اہلِ مکہ نے مدینے سے
موثر طور پر اُن کو جواب اس کا دیا جائے
تجارت اہلِ مکہ شام سے جتنی بھی کرتے تھے
مدینے سے ذرا ہٹ کر جو رستہ تھا
اُسی سے وہ گزرتے تھے
چنانچہ آپ ﷺ نے تشکیل فرمائے کئی دستے
جو نگرانی اسی رستے کی کرتے تھے

ہوا یوں قافلہ بوجہل کا اِک دن اِدھر آیا

بڑھے حمزہؓ کہ رستہ روک دیں اُس کا

جہینہ کے مگر سردار نے آ کر گزارش کی

ہمارا عہد ہے اُن سے سو اُن کو آپ ﷺ نہ روکیں

خموشی سے ہی سیف البحر سے حمزہؓ چلے آئے

مقامِ رابغ و خرار پر بھی کچھ ہوا ایسے

پھر اس کے بعد آقا ﷺ خود بڑھے آگے

لیے ہمراہ ستر لوگ اور ابوا میں آ پہنچے

بنو ضمرہ کے بن مخشی [۱۷۳] ملے آ کر

ہوئیں باتیں

ہوا اِک عہد تحریری

کریں گے ہم مدد اک دوسرے کی جب ضرورت پیش آئے گی

نبی اکرم ﷺ کی امیؓ کی تھی تربت ابوا میں، آقا ﷺ وہاں آئے

تھا چہرہ آنسوؤں سے تر

عمرؓ بھی ساتھ تھے اُن ﷺ کے

ہوئے ابوا سے فارغ تو

اُمیہ بن خلف کے واسطے آقا ﷺ بواط آئے

تھے دو سو لوگ بھی ہمراہ آقا ﷺ کے

مگر راہِ تجارت پر امیہ بن خلف کا قافلہ آیا، نہ مل پایا

یہ طے تھا قافلے راہِ تجارت سے گزرنے کا

ادا کرتے تھے سرمایہ قبائل کو

چنانچہ سعدؓ[۱۷۳] نے تجویز دی آقا ﷺ کو، ان سے بات کی جائے
ملے آقا ﷺ قبائل سے
محبت سے انھیں یہ بات سمجھائی
نہیں ہم پلہ دولت کوئی جنت کی
اگر ایمان لاؤ گے
یہاں کی عارضی دولت کے بدلے میں
خوشی اللہ کی اور پھر ساتھ میں جنت بھی پاؤ گے
کرم اللہ نے فرمایا
انھیں ایمان کے رستے پہ لے آیا
تھے غفار و بنو ضمرہ جو خوش بختی میں آگے ہی رہے سب سے
انھیں دیکھا تو دیگر بھی ہوئے شامل
نبی اکرم ﷺ نے ان سب کو کیا قائل
اسی دوران اک دن کرز[۱۷۴] آ پہنچا مضافاتِ مدینہ میں
خبر پا کر نبی اکرم ﷺ تعاقب میں گئے اُس کے
قریبِ بدر وہ ﷺ سفوان کی وادی تک آ پہنچے
مگر نہ کرز مل پایا
یہی غزوۂ بدرِ اولیٰ کہلایا
خبر آئی کہ شہراہِ تجارت سے
گزر کر قافلہ اک، شام جلدی جانے والا ہے
لیے دو سو مہاجر ساتھ آقا ﷺ نے، بڑھے آگے
مقامِ ذی العشیرہ تک چلے آئے

ملا نہ قافلہ لیکن ملا پیغام یہ اب اہلِ مکہ کو
نہیں محفوظ اُن کے قافلے اب، سو تدارک ہو
اسی غزوہ میں مدلج کے قبیلے نے کیا یہ عہد آقا ﷺ سے
مسلمانوں کے وہ ضِد مقابل اب نہ آئیں گے
یہاں سے واپسی پر آپ ﷺ نے اِک دستہ بھجوایا
قیادت سونپی عبداللہ (۱۷۵) کو اور اک خط انھیں سونپا
یہ فرمایا کہ یہ خط سب رفیقوں سے رہے مخفی
سفر دو دن کا کر کے سامنے سب کے یہ خط کھولو
ہدایت جو بھی ہے اس میں، سناؤ سب رفیقوں کو
ہدایت تھی کہ منزل ''نخلہ'' (۱۷۶) ہے سب کی
وہاں جا کر ہے کرنی قافلوں کی سب نے نگرانی
وہاں پہنچے
نظر آیا انھیں اِک قافلہ، مکہ جو جاتا تھا
رجب کا آخری دن تھا، یہ جب پہنچے
یہ تھا ماہِ حرام، اس میں
لڑائی ناروا تھی سارے خطے میں
کیا ابنِ جحشؓ نے مشورہ سب سے، کہا اُن سے
یہ کل ہو جائے گا داخل حرم کی حد میں گر قافلے کو ہم نے نہ روکا
چنانچہ طے کیا اور کر دیا حملہ
ہوا حملہ تو عمرو (۱۷۷) اک تیر کھا کے جان دے بیٹھا
بنا کے قیدی عثماں (۱۷۸)، ابن کیساں (۱۷۹) کو یہ لے آئے

بہت سامال بھی لائے
ہوئے حاضر، انھیں اس حال میں آقاﷺ نے جب دیکھا
سنا احوال تو ناراضی کا اظہار فرمایا
یہ فرمایا کہ میں نے جنگ کرنے کا کہا نہ تھا
رجب کا یہ مہینہ تھا
کیا آزاد دونوں قیدیوں کو، مال لوٹایا
ولی کو خوں بہا بھی مکہ بھجوایا
کہا کفار نے یہ کہ مسلماں تو لٹیرے ہیں
رجب کے ماہ میں بھی ان کے ہاتھوں لوگ مرتے ہیں
خدا نے آپﷺ کو پیغام بھجوایا
کہ کافر خود مسلمانوں پہ پابندی لگاتے ہیں
اگر مسجد میں جائیں تو بھگاتے ہیں
بڑا ہے قتل سے یہ جرم پابندی لگانے کا
کہو اُن سے مسلمانوں سے کرتے ہیں وہ کیوں ایسا
ملا پیغام تو "نخلہ" کے قصے کا
نبی اکرمﷺ کے دل سے بوجھ سب اُترا

۸

تصور ہی تصور میں، مدینے کی فضاؤں کا مسافر ہوں
میں ہر اک واقعے کو دیکھتا ہوں، اس کا ناظر ہوں

قریشِ مکہ خود کو برتر و بالا سمجھتے ہیں
شجاعت، علم و عزت اور دانائی میں اپنے آپ کو یکتا سمجھتے ہیں
وہ جو بھی کام کر لیں، وہ صداقت ہے
وہی گر کام کرلے دوسرا تو وہ شرارت ہے
تجاوز حد سے اکثر کرتے رہتے ہیں
ہوئے کچھ واقعے جن سے وہ بھنائے
کئی دھمکی بھرے پیغام بھجوائے
ہوا جب واقعہ تحویلِ کعبہ کا
مسلمانوں نے اپنے حق میں اللہ کا کرم سمجھا
ملا پیغام اللہ کی طرف سے کہ لڑو اس سے
جو تم سے لڑنے مرنے پر سدا تیار رہتا ہے
چنانچہ ہر مسلماں نے اسے حکمِ خدا سمجھا
اسے رب کی حمایت جان کر تیار ہو بیٹھا
ہوا معلوم آقا ﷺ کو ابو سفیان لے کر قافلہ اک شام آیا ہے
سعیدؓ (۱۸۰) و طلحہؓ (۱۸۱) کو بھیجا کہ معلومات لے آئیں
ادھر آقا ﷺ بھی لے کر تین سو تیرہ صحابہ کو بڑھے آگے
ہوا معلوم بو سفیان کو تو اتنا گھبرایا
قریشِ مکہ کو ضمضم (۱۸۲) کے ہاتھوں اِک عجب پیغام بھجوایا
دیا پیغام کے فوراً حفاظت کے لیے آئیں
عدی (۱۸۳) اور بولہب کو چھوڑ کر کفار سب کے سب چلے آئے
یہ لشکر تیرہ سو افراد پر تھا مشتمل جس کو

سبھی ہتھیار اور سامان رسد کا تھا بہت حاصل
یہ لشکر آ گیا آگے، نیا پیغام بوسفیان کا پہنچا
محمد ﷺ کے میں لشکر سے بہت آگے نکل آیا
مجھے اُس سے رہا کوئی نہیں خطرہ
مقرر اہلِ مکہ نے کیا بوجہل کو سالار لشکر کا
جو مکہ سے بہت آگے تک آ پہنچا
ملا پیغام جیسے ہی، بُلا کر اُس نے سرداروں کو مانگا مشورہ اُن سے
کہا اخنس نے آگے نہ بڑھیں، فوراً چلیں مکے
خلاف اس کے سبھی سرداروں کا یہ مشورہ آیا
بہت طاقت میں ہیں ہم، کیوں ہٹیں پیچھے
محمد ﷺ کا تو لشکر ہے بہت چھوٹا
اسے اِک ہلّے ہی میں کاٹ ڈالیں گے
چنانچہ تین سو افراد اخنس کے ہٹے پیچھے
بڑھے سب باقی آگے، بدر آ پہنچے
جہاں پہنچی ہوا تھا آپ ﷺ کا لشکر تو پہلے سے
ہدایات آپ ﷺ نے تفصیل سے دیں سارے لشکر کو
یہ فرمایا کہ ان میں کوئی کوتاہی نہ ہرگز ہو
ہوئی وہ جنگ کہ تفصیل کو مطلوب ہیں دفتر
پلٹ ڈالا مسلمانوں نے کچھ ہی دیر میں کفار کا لشکر
دعا آقائے عالم ﷺ کی بھی کام آئی
فرشتوں کی مدد اللہ نے بھیجی

ہوا ابو جہل دو بچوں کے ہاتھوں قتل یعنی دو معاذوںؓ[۱۸۴] کے
بہت سے واقعے اس جنگ میں ایسے نظر آئے
کہ جن کو دیکھ کر کفار تھرائے
شکستِ فاش پر سرداروں نے مکہ میں یہ اعلان کروایا
ہوئے تھے قتل ساتھی اُن کے جو ستر
نہ اُن پہ روئے سارے مکہ میں کوئی
بڑے اعزاز سے چودہ شہیدوں کو مسلمانوں نے دفنایا
شہیدوں کا ہے کیا رتبہ، زمانے بھر کو دکھلایا
جو جنگی قیدی بن کے آئے، اُن سے بھی کیا انصاف ہر صورت
ہوا ثابت، رسول اللہ ﷺ کرم کا ایک دریا ہیں بہر صورت
شکستِ فاش کھا کر سازشیں کرنے لگے تیار اب مشرک
عمیر[۱۸۵] آ کر ملا صفوان[۱۸۶] سے اِک دن
کہا کہ میرا بیٹا قید ہے کب سے مدینے میں
رہا کیا لطف جینے میں
ہے گھر والوں کی ذمہ داری بھی مجھ پر
کوئی لے ذمہ داری گر
مدینے میں محمد ﷺ کو کروں میں قتل لمحوں میں وہاں جا کر
کہا صفوان نے یہ ذمہ داری ساری مجھ پر ڈال کر جاؤ
کھلے نہ راز یہ جو چاہتے ہو جا کے کر ڈالو
مدینے وہ گیا اور روبرو آقا ﷺ کے جب آیا
نبی اکرم ﷺ نے اُس کو ساری سازش کا مفصل حال بتلایا

نبی اکرم ﷺ پہ وہ ایمان لے آیا
جو دشمن تھا، وہی اب پاسباں سرکارِ دو عالم ﷺ کا کہلایا
تھے کعب و بو عفک شاعر
علاوہ ان کے اسا نام کی اک شاعرہ یثرب میں رہتی تھی
بُرے اشعار کہنا سب کی عادت تھی
اسی باعث بُرے انجام کو پہنچے
شکستِ بدر نے ہر اک یہودی اور مکہ کے ہر اک کافر کو چونکایا
سبھی اک دوسرے سے مل کے کہتے کہ بُرا وقت ان پہ اب آیا کہ اب آیا
مدینے میں ہوئے کچھ واقعات ایسے
ہوا معلوم کہ حالات اب اُلجھے کہ اب اُلجھے
ہوا یوں کہ مسلمانوں کی اک لڑکی
کسی بازار میں آئی اکیلی تھی
یہودی نوجوانوں نے اسے چھیڑا
وہیں پر اک مسلماں تھا کہ جس نے لڑکوں کو روکا
یہودی پل پڑے اُس پر، وہیں پر قتل کر ڈالا
تھا طاقت ور قبیلہ قانگوں کا جو بہت ہتھیار رکھتا تھا
بلا کر آپ ﷺ نے سردار کو، نرمی سے سمجھایا
سمجھتا کیا، وہ بے حد بدتمیزی پر اُتر آیا
اُسے معلوم تھا مکہ سے فوجیں آنے والی ہیں
دیت پر اس لیے راضی نہ ہو پایا
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

ہے بہتر یہ کہ ہم میثاق پر نہ حرف آنے دیں
کریں ہم احترام اس کا، تعلق چاہے کم رکھیں
وہ نہ مانا تو حمزہؓ کو دیا لشکر
کیا محصور حمزہؓ نے قبیلے کو
کیے احکام آقا ﷺ نے گرفتاری کے جب جاری
تو ان کی بدتمیزی پڑ گئی ان پر بہت بھاری
بڑھا عبداللہ [۱۸۷] آگے، جاں بخشی کی گزارش کی
بڑی مشکل سے اُن کی جاں بخشی کی مگر اس شرط پر کہ وہ
مسلمانوں کو دے کر اپنے سب ہتھیار
یثرب سے نکل جائیں
مدینے میں کوئی ان میں سے دوبارہ نظر ہرگز نہیں آئے
اگر کوئی نظر آیا تو اپنی جاں سے جائے گا
ہوا یوں بھی، ابوسفیان خفت کے مٹانے کو
لیے دو سو سوار آیا مدینے، اہلِ مکہ کو دکھانے کو
کہ ہم حملے کی طاقت پوری رکھتے ہیں
سلام [۱۸۸] و ابنِ اخطب [۱۸۹] دو یہودی تھے مضافاتِ مدینہ میں
ملا اُن سے، عریض آیا، شجر کاٹے، وہاں اِک شخص کو مارا
ہوا معلوم آقا ﷺ کو، لیے لشکر تعاقب کے لیے نکلے
ابوسفیان ساماں چھوڑ کر بھاگا یوں تیزی سے
کہ آقا ﷺ کو نہ مل پایا
نبی ﷺ ذی امر اور بحران بھی آئے

سلیط (۱۹۰) اک شخص نے آ کر نبی اکرم ﷺ کو بتلایا
قریشی قافلہ اِک مختلف رستے سے گزرے گا
جو قردہ آ کے اُترے گا
نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو بھیجا
کیا حملہ، قریشی اپنا ساماں چھوڑ کر بھاگے
مسلماں کامراں ہو کے پلٹ آئے
شکستِ بدر پر تھے اہلِ مکہ بے قرار ایسے
حقیقت میں وہ جیتے تھے نہ مرتے تھے
کئی سرداروں، اُن کی بیویوں نے قسمیں کھائی تھیں
ابھی تھے زخم تازہ کہ لیے صفوان لٹنے کی خبر مکہ میں آ پہنچے
یہ سنتے ہی خبر سارے بھڑک اُٹھے
کیا تیار اک لشکر
ابوسفیان تھا سالار لشکر کا
یہ لشکر سہ ہزار افراد پر تھا مشتمل اور پندرہ تھیں عورتیں اس میں
ہزاروں اونٹ، گھوڑے اور سبھی ہتھیار تھے جس میں
چچا عباسؓ نے اس بارے میں اِک نامہ بھجوایا
سن خط اور طلب اس پر سبھی سے مشورہ آقا ﷺ نے فرمایا
ہوا طے جنگ باہر شہر سے ان سے لڑی جائے
خبر حملے کی ملتے ہی بہادر سب لیے ہتھیار آ پہنچے
فرائض سب کو بتلائے
ہوئے تیار اور ہتھیار آقا ﷺ نے بھی باندھے

شمالی سمت سے آگے بڑھے تو ایک دستہ سامنے آیا
یہ پوچھا کون ہیں تو اِک صحابیؓ نے یہ بتلایا
یہودی ہیں یہ، ان کا ہے پرانا عہد خزرج سے
لڑائی جن سے خزرج کی ہو، یہ بھی ساتھ جائیں گے
نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، یہ مسلماں ہو گئے ہیں کیا؟
یہودی اب تلک ہیں یہ، انھوں نے دین اپنے کو نہیں چھوڑا
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
ہمارے ساتھ وہ ہی شخص جائے گا جو ایماں مجھ پہ لائے گا
بڑھا عبداللہ[191] آگے، اُن کو لے کے وہ مدینے کی طرف لوٹا
انھیں جاتے ہوئے دشمن نے جب دیکھا، یہی سمجھا
کہ یہ جو تین سو افراد لوٹے ہیں مدینے کو
یہ فوجی چال ہے، حملہ کرے گا ہم پہ یہ دستہ
اسی باعث مدینے پر ابو سفیان حملہ کرنے کی ہمت نہ کر پایا
رسول اللہ اُحد کی گھاٹی میں لے آئے لشکر کو
یہاں تنظیم فرمائی
کہا عبداللہؓ[192] سے کہ تم پہاڑی پر ڈٹ کے رہنا
سوار آئیں اگر دشمن کے، اُن پر تیر برسانا
کوئی صورت ہو، تم بس اس پہاڑی پر ڈٹے رہنا
کسی صورت میں خالد[193] اس طرف سے بڑھنے نہ پائے
اُسے روکو، تمہاری جان جاتی ہے، چلی جائے
مثلث شکل میں رکھ کر صفوں کو سب سے فرمایا

خدا کے دین کو ان سے بچانے کا ہے وقت آیا
ابو سفیان نے کفار کو ہر طور پر بھڑکایا
بڑھی ہند آگے، اُس نے راستہ ہر اک سپاہی کو حسیں منزل کا دِکھلایا
دی لالچ اُن کو دنیا دی کہا کہ جو بھی مانگیں گے، وہ پائیں گے
ملیں گی وہ حسینائیں جو چاہیں گے
مکمل ہو چکی ترتیب تو آقا ﷺ نے جنت کی بشارت دی
بڑھا طلحہ [۱۹۴]، مسلمانوں کو للکارا
اسی کے ساتھ جاری ہو گیا حملہ
عجب قصہ کہ تھوڑی دیر میں کفار کا حملہ ہوا پسپا
انسؓ [۱۹۵]، طلحہؓ [۱۹۶]، علیؓ، عبداللہؓ [۱۹۷]، حضرت بودجانہؓ [۱۹۸] اور زبیرؓ [۱۹۹] اُن سے
لڑے سعدینؓ [۲۰۰]، بوبکرؓ و عمرؓ، مصعبؓ لگا ایسے
کہ موت اُنؓ کے لیے خوشبو کا درجہ رکھتی ہو جیسے
تھا وحشی [۲۰۱]، ابنِ مطعم [۲۰۲] کا غلام، اُس نے یہ کوشش کی
کہ کر کے قتل حمزہؓ کو وہ حاصل کر لے آزادی
نشانہ ناف کا لے کر یوں اُس نے نیزے کو پھینکا
لگا وہ ناف میں اور درمیاں ٹانگوں کے آ نکلا
ہوئے کفار پسپا تو مسلمانوں نے یہ سمجھا
کہ اُن کو کامرانی رب نے ہے بخشی
صفیں توڑیں، ہدایت آپ ﷺ کی بالکل بھلا ڈالی
پہاڑی کو پہاڑی والوں نے بھی کر دیا خالی
بڑھی عمرہ [۲۰۳]، وہ کپڑے پھاڑ کر کم کم ہوئی عریاں

وہ چلائی کہ ڈٹ جاؤ

اگر میداں سے بھاگے تو ارے او بھاگنے والو

ہماری چوڑیاں پہنو

یہی وہ وقت تھا، کافر پلٹ آئے

اٹھایا فائدہ خالد نے حملے کے لیے پلٹے

یہ دیکھا حال تو آقا ﷺ نے سب لوگوں سے فرمایا

بلندی کی طرف آؤ

سواروں سے بچو، کوہِ احد پر سب چلے جاؤ

ہٹے کچھ آپ ﷺ بھی پیچھے، کسی نے مارا اک پتھر

بڑھے آگے تو پاؤں آپ ﷺ کا پھسلا

کیا کچھ لوگوں نے حملہ

یہ تھے ابنِ شہاب (۲۰۴) وابنِ قمہ (۲۰۵) تیسرے عتبہ (۲۰۶)

مچایا شور قمہ نے، محمد ﷺ کو ہے میں نے قتل کر ڈالا

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کعبؓ (۲۰۷) نے تو یہ کہا سب سے

سنو لوگو! کہ مولا کے کرم سے آپ ﷺ زندہ ہیں

مسلماں سب لڑے بے حد دلیری سے

ہوئے زخمی مگر ہتھیار نہ ڈالے

ہوئی جب شام، بوسفیانؓ کی بیوی (۲۰۸)

گئی میدان میں اور لاش حمزہؓ کی وہاں ڈھونڈی

کلیجہ کاٹ کر حمزہؓ کا سب کے سامنے اُس کو چباتی تھی

کئی لاشوں کو کر کے مثلہ ہار اُس نے بنایا اور گلے میں ڈال کر اُس کو

سرِ میدان ناچی اور گائی بھی
سلافہ (۲۰۹) نے بھی اپنے بیٹے کے قاتل کا لے کر سر
کہا اس کا پیالہ میں بناؤں گی
اسی میں پانی میں پی کر پیاس اپنی بجھاؤں گی
ابوسفیان لاشوں کی طرف میدان میں آیا
بگھاری شیخیاں اُس نے اور اپنا لے کے لشکر مکہ وہ واپس چلا آیا
ہوئے تدفین سے فارغ تو آقا ﷺ لے کے لشکر آ گئے واپس مدینے میں
پھر اگلے روز ہی کفارِ مکہ کے تعاقب میں
گئے لشکر کے ساتھ آقا ﷺ مگر کفار اتنی تیزی سے بھاگے
کہ لشکر کے نہ ہاتھ آئے
لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں تھا
اگر جنگی حوالے سے اسے دیکھیں
اُسی کی فتح ہوتی ہے بھگاتا ہے جو دشمن کو
جو پسپا ہو، شکست اُس کی ہی ہوتی ہے
ملے مالِ غنیمت جس کو فاتح وہ ہی ہوتا ہے
عدو کے کچھ علاقے پر کرے قبضہ، ضروری ہے
عدو کی فوج میں سے قیدی بھی فاتح بناتا ہے
وہ قوت اُس کی بھی مفلوج کرتا ہے
زیاں جانی مسلمانوں کا دشمن سے زیادہ تھا
مگر جنگی حوالے سے اُسے فاتح کوئی بھی کہہ نہیں سکتا
ابوسفیان کی افواج میداں چھوڑ کر بھاگیں

کوئی مالِ غنیمت بھی نہ لے پائیں
تعاقب آپ ﷺ نے اگلے ہی دن اُس کا تھا فرمایا
علاقے پر ابوسفیان قبضہ کر نہیں پایا
چنانچہ بے نتیجہ جنگ کہلائی
ہوئے جیسے ہی فارغ جنگ سے آقا ﷺ
منافق اور قبائل کچھ عداوت پر اُتر آئے
سبھی نے آپ ﷺ کی حکمت، بصیرت سے شکستِ فاش ہی کھائی
اسد والوں کے بارے میں ہوا معلوم آقا ﷺ کو
کہ حملہ کرنے والے ہیں
ابوسلمہؓ کو دے کر آپ ﷺ نے بھیجا ادھر دستہ
ابوسلمہؓ [۲۱۰] نے جا کر اُن کی طاقت کو کچل ڈالا
ہوا معلوم، خالد [۲۱۱] کا مسلمانوں پہ حملے کا ارادہ ہے
رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ کو بھیجا
کیا عبداللہؓ [۲۱۲] نے حملہ
شکستِ فاش دی خالد کو، سر اُس کا بھی لے آئے
بنولحیان منصوبہ بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچے
کہا کہ آپ ﷺ پر ایمان ہم سب لانے والے ہیں
گزارش ہے کہ کچھ لوگوں کو بھجوائیں
جو ہم کو دین کے بارے میں بتلائیں
گئے دس لوگ، عاصمؓ [۲۱۳] تھے امیر اُن کے
قبیلے نے کیا حملہ

بچے اُن میں سے جو زندہ
انھیں مکہ وہ لائے اور مکہ والوں کے ہاتھوں انھیں بیچا
خریدا اُن کو صفوان اور عقبہ [۲۱۴] نے
اسی سے ملتا جلتا واقعہ اِک اور پیش آیا
تھے ستر لوگ اہلِ نجد نے جن کو تھا بلوایا کہ دین آ کر سکھائیں وہ
صحابہؓ پہنچے تو اُنؓ پر ہوا حملہ
وہاں صرف اِک صحابی ہی تھا بچ پایا
اِدھر شہرِ مدینہ میں
یہودی آپ ﷺ کو نقصاں رسانی کی سدا تھے سازشیں کرتے
رسول اللہ ﷺ کو جاں سے مارنے کی سوچتے رہتے
نضیر اِک تھا قبیلہ
مشورے کے واسطے جس نے بلا بھیجا تھا آقا ﷺ کو
گئے آقا ﷺ تو اک دیوار کے سائے میں جا بیٹھے
یہودی سب گئے اندر، کیا یہ مشورہ سب نے
گرائیں چھت سے پتھر، موقع ہے کہ قتل کر ڈالیں
مگر جبریلؑ آئے، کی گزارش کہ یہاں ہرگز نہیں بیٹھیں
چنانچہ آپ ﷺ اُٹھے اور اپنے گھر چلے آئے
وہاں آ کر قبیلے والوں کو پیغام بھجوایا
مدینہ چھوڑ دو دس دن میں، اس کے بعد گر کوئی نظر آیا
وہ اپنی جاں سے جائے گا
کسی صورت وہ زندہ بچ نہ پائے گا

سنا عبداللہ[۲۱۵] نے تو یہ رکاوٹ اُس نے پیدا کی
نضیر! اس شہر سے نہ جاؤ، کیا جلدی ہے جانے کی
لڑیں گے ہم سبھی مل کر، محمد ﷺ کو بھگائیں گے
جو کہتے ہیں کہ جاؤ، وہ ہی جائیں گے
کھلے بندوں یہودی کہتے پھرتے تھے
محمد ﷺ گر وہاں سے اُٹھ نہ آتے، قتل ہو جاتے
ہوا معلوم اب بھی حملے کی پوری ہے تیاری
چنانچہ آپ ﷺ نے محصور اُن کو کر لیا فوراً
جواباً جاری پتھراؤ انھوں نے کر دیا فوراً
گھروں کے گرد سارے باغ تھے اُن کے کھجوروں کے
یقیناً یہ سپر کا کام دیتے تھے
دیا یہ حکم آقا ﷺ نے، انھیں کاٹو، جلا ڈالو
یہ دیکھا تو انھوں نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا
چلے جائیں گے لے کر ہم سبھی سامان دس دن میں
یہ طے ہے پھر یہاں ہرگز نہ آئیں گے
اُحد کے بعد صحرائی قبائل نے بھی کچھ کچھ سر اُٹھایا تھا
نبی ﷺ کا بدر جانا بھی ضروری تھا
نبی اکرم ﷺ گئے خود نجد اور حملہ کیا ایسا
چھپے نجدی پہاڑوں میں، اماں کو کم پڑا صحرا
احد کی شام بوسفیان نے شیخی بگھاری تھی
کہ اگلے سال لڑنے فوج اُس کی بدر آئے گی

نبی اکرم ﷺ نے بھی وعدہ کیا تھا بدر آنے کا
مزہ اُس کو لڑائی کا چکھانے کا
ہوا معلوم بوسفیان مکہ سے روانہ ہونے والا ہے
بڑھے آگے رسول اللہ ﷺ، مقامِ بدر آ پہنچے
ابوسفیان مجنہ آیا اور سرداروں سے لی رائے لڑنے کی
کہا موسم نہیں اچھا
ضرورت کیا ہے اس موسم میں ہم کو آگے بڑھنے کی
چنانچہ مجنہ سے واپس وہ مکہ ہی چلا آیا
رُکا لشکر نبی ﷺ کا آٹھ دن، پورا کیا وعدہ
نتیجہ بدرِ ثانی کا یہ نکلا کہ عدو سارے
مسلماں ہیں نڈر، اب وہ کھلے بندوں یہ کہتے تھے
قبائل دومۃ الجندل کے خود کو تھے نڈر کہتے
کوئی ہو اُن سے لڑنے کو سدا تیار رہتے تھے
الگ انداز آقا ﷺ نے نکالا اُن پہ حملہ جا کے کرنے کا
نبی اکرم ﷺ کا لشکر رات کو کرتا سفر
دن میں وہ چھپ جاتا
وہ چھپتا اس طرح کہ اُس کو کوئی دیکھ نہ پاتا
مگر جب دومۃ الجندل یہ لشکر وقتِ شب پہنچا
تو ساری بستیوں، سارے علاقے میں کوئی اک شخص نہ اُن کو نظر آیا
بہت سے جانور آقا ﷺ کا لشکر ہانک کر لایا
مسلمانوں کا رعب و دبدبہ سارے علاقے میں ہوا قائم

ہوا یوں رعب قائم کہ یہ برسوں تک رہا قائم
اگرچہ ہر طرف سکھ کی فضا محسوس ہوتی تھی
مگر کچھ سازشوں کی بھی ہوا محسوس ہوتی تھی
یہود اُن سازشوں کے تھے پسِ پردہ
نبی اکرم ﷺ ہی تھے کانٹا جو آنکھوں میں کھٹکتا تھا
بھلانا چاہتے تھے اُن ﷺ کو لیکن بھول نہ پائے
وہی ﷺ تھے جن کے باعث وہ مدینہ چھوڑ کر آئے
مدینہ چھوڑنے پر دُکھ کا وہ اظہار کرتے تھے
یہی کہتے کہ بدلہ ہم نے لینا ہے
تھا سردار اُن کا ابنِ اخطب
وہ کہتا کہ محمد ﷺ کو مدینے سے نکالوں گا
نضیر، اُس کا قبیلہ عہد کے تابع مدینے سے تھا خیبر میں چلا آیا
جہاں عزت ملی اُس کو
بنایا اُس نے منصوبہ
کہ سب اسلام دشمن طاقتوں کو وہ کرے یک جا
کریں وہ مل کے حملہ اور مٹا ڈالیں نئے دیں کو
بنایا بیس رُکنی وفد اُس نے، جو گیا مکہ
ابوسفیان سے مل کر، ملا ہر اک قبیلے سے
سپہ سالار بوسفیان ٹھہرا اور ہوا یہ طے
مدینے کے قریب آ کر وہ ٹھہرے گا
یہیں ہر اک قبیلے کا بھی لشکر آ کے اُترے گا

نبی اکرم ﷺ پہ منصوبہ یہ سارا ہو گیا افشا
بلایا آپ ﷺ نے سارے صحابہ کو
عدو کا اُنؓ کو منصوبہ بتا کر مشورہ مانگا
دیا سلمانؓ[۲۱۶] نے بالکل الگ اک مشورہ کہ ہم
عدو کی راہ میں حائل کریں خندق
چنانچہ ایک خندق کھود کر سب نے
مقرر کر دیے دستے
جہاں سے آگے آنے کی کوئی کوشش اگر کرتا
وہ کھا کر تیر واپس بھاگ جاتا یا وہیں مرتا
علیؓ نے عمرو[۲۱۷] کا سر تھا یہیں کاٹا
یہیں سے عکرمہ[۲۱۸] بھاگا تھا اور نوفل[۲۱۹] گرا تھا اپنے گھوڑے سے
فقط اک وار سے حضرت علیؓ نے کر دیے تھے اُس کے دو ٹکڑے
بنی نہ بات جب لشکر کی، ابن اخطب بڑھا آگے
ملا وہ رات کو چھپ کر الگ رستے سے سردارِ قریظہ سے
کہا کہ بادشاہت تیرے دروازے پہ دستک دے رہی ہے اور تُو چپ ہے
وہ انکاری ہوا تو وعدہ یہ اُس سے کیا اُس نے
اگر لشکر ہوا ناکام، آ جاؤں گا تیرے پاس تیرے ساتھ ہی مرنے
چنانچہ اُس نے حامی بھر لی، آقا ﷺ پر عقب سے حملہ کرنے کی
ہوا معلوم آقا ﷺ کو تو بھیجا آپ ﷺ نے سعدینؓ[۲۲۰] و عبداللہؓ[۲۲۱] کو پاس اُس کے
بتایا آپ ﷺ کو آ کر صحابہؓ نے کہ سب حالات ہیں بدلے
دگرگوں جب ہوئے حالات اللہ نے مدد آقا ﷺ کی فرمائی

بڑھی سردی وہاں پر اور طوفان آ گیا ایسا
کہ جس نے لمحوں میں دشمن کا ہر خیمہ اُلٹ ڈالا
قریظہ سے بھی پیدا ہو گئی کفار کی ایسی غلط فہمی
کوئی اُمید اُن کی نہ رہی باقی
اگرچہ سامنے لشکر تھے لیکن لڑ نہیں پائے
ہٹے سارے عدو پیچھے، سبھی حالات سے ایسے وہ گھبرائے
قریباً اک مہینے تک رہے احزاب میداں میں
ہوا نہ فائدہ بلکہ رہے ہر پل وہ نقصاں میں
کھلا سب پر مسلمانوں کے جیسا ساری دنیا میں نہیں کوئی
صداقت میں، قیادت میں
دلیری میں، بصیرت میں، فراست میں
مسلماں اک حقیقت ہیں، انھیں جھکنا نہیں آتا
محمد ﷺ سے محبت میں کوئی ثانی نہیں اُن کا
مدینے سے گئے احزاب تو جبریل نے آ کر گزارش کی
تعاقب دور تک احزاب کا کر کے میں آیا ہوں
خدائے برتر و بالا کا یہ پیغام لایا ہوں
قریظہ نے مسلمانوں سے کی کھل کر جو غداری
کسی صورت معافی اُن کو ہرگز مل نہیں سکتی
صحابہؓ کو بلا کر آپ ﷺ نے اعلان کروایا
قریظہ کو سزا اُن کے کیے کی دینی ہے، سارے وہاں پہنچو
نہیں تاخیر ہرگز ہو

دیا حضرت علیؓ کو آپ ﷺ نے پرچم
ذرا سی دیر میں سارے مسلماں پرچمِ اسلام کے نیچے ہوئے یک جا
فصیلِ قلعہ سے جب کعب (۲۲۲) نے اپنے قبیلے کو گھرا دیکھا
قبیلے سے کہا اُس نے کہ ہو جائیں مسلماں ہم
یا دن ہفتے کا آئے تو اچانک ہم کریں حملہ
اُنھیں معلوم ہے، ہفتے کے دن لڑتے نہیں ہیں ہم
وہ بے فکری میں ہوں گے
جیت جائیں گے لڑائی ہم
اسی دوران اِک آواز نے اُن سب کو چونکایا
وہ آئے سامنے تو یہ علیؓ نے اُن سے فرمایا
مسلماں ہو کے بن جاؤ ہمارے بھائی تو تم سے نہیں جھگڑا
قریظہ نے کیا انکار اور محصور قلعے میں ہوئے سارے
کئی دن بعد کعب آیا، ہوا بُرجی پہ وہ ظاہر
علیؓ سے یہ گزارش کی
ہمارے بچے بھوکے ہیں
ہو ممکن تو کوئی خوراک ان کے واسطے بھیجو
علیؓ نے اُس سے فرمایا
کہ تم نے عہد توڑا اور ہماری پیٹھ میں تم نے چھرا گھونپا
تمھی بتلاؤ، تم پر اعتماد اب ہو تو کیسے ہو؟
یہی حل ہے، مقرر کر کے ثالث اب کریں منظور اُس کا فیصلہ دونوں
لی مہلت اُس نے اور تجویز کو منظور کر کے سعدؓ (۲۲۳) کا اسمِ گرامی اُس نے بھجوایا

علیؓ نے بھی کیا منظور اور خوراک کی ان کو اجازت دی
سنا ثالث نے ان دونوں فریقوں کو، کیا یہ فیصلہ آخر
سزائے موت دی جاتی ہے ان کے سارے مردوں کو
کیا جاتا ہے قید ان کی خواتین اور بچوں کو
ہو تقسیم ان کا مال افرادِ لشکر میں
سزا غدار کی کیا ہے، یہ ہر اک تک خبر پہنچے
سزا میں ابنِ اخطب اور قریظی مرد شامل تھے
قریظہ سے ہوئے فارغ تو گستاخانِ آقاﷺ کی طرف سب نے توجہ دی
مرا تھا کعب بن اشرف، تھا مارا اوس والوں نے
بنو خزرج نے سوچا کہ ابو رافع [224] کو ماریں ہم
اجازت لے کے آقاﷺ سے روانہ ہو کے عبداللہؓ [225]
ابو رافع کے قلعے میں جو تھا خیبر میں آ پہنچے
کیا قتل اُس کو اور پھر آپﷺ کی خدمت میں لوٹ آئے
تھے اہلِ قرطا اک کذاب [226] کے حامی
دیا حکم آپﷺ نے کہ اہلِ قرطا پر کرو حملہ
گیا دستہ وہاں حضرت محمدؓ [227] کی قیادت میں
قبیلہ بھاگ نکلا، اِک ثمامہ [228] ہاتھ آ پائے
جو آقاﷺ کے
دل و جاں سے تھے دشمن اور ارادہ قتل کا بھی دل میں رکھتے تھے
انھیں مسجد میں لائے، اسطوانے سے انھیں باندھا
وہاں سے آپﷺ گزرے، ان سے پوچھا کیا ارادہ ہے

ثمامہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ رحمت ہیں
انھیںؓ آزاد فرمایا تو لے آئے رسول اللہ ﷺ پہ وہؓ ایماں
بنولحیان کی سرکوبی کو آقا ﷺ گئے، صدیقؓ بھی تھے ہم سفرانؓ کے
غمر والوں کی جانب آپ ﷺ نے عکاشہؓ[229] کو بھیجا
محمدؓ آئے ذوالقصہ، تھا دستہ دس صحابہؓ کا
یہ دستہ رات کو سویا تو سوتے میں
ہوئے تو قتل، بچ پائے محمدؓ سخت مشکل سے
رسول اللہ ﷺ نے حضرت بوعبیدہؓ[230] کو یہاں بھیجا
انھیں دیکھا تو بھاگے اہلِ ذوالقصہ
چھپے جا کر پہاڑوں میں
فقط اِک آدمی ہی ہاتھ آ پایا
اُسی اک آدمی اور بکریوں کے ساتھ یہ دستہ چلا آیا
لیے اک قافلہ بوالعاص[231] مکہ آ رہے تھے جب
یہ دامادِ نبی ﷺ تھے جن کو حضرت زیدؓ نے روکا
وہ ساماں چھوڑ کر آئے مدینہ اور اماں زینبؓ[232] سے آ مانگی
گزارش کی کہ ساماں بھی دلائیں وہؓ
گزارش بی بیؓ نے آقا ﷺ سے کی، ساماں بھی دلوایا
ابوالعاص آئے مکہ اور ساماں جن کا تھا وہ اُن کو لوٹایا
مدینہ آئے وہؓ اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئے
نبی ﷺ نے عقد اُنؓ کا پھر سے کروایا
طَرَف جا کر بھی حضرت زیدؓ نے حالات سلجھائے

فزارہ کے قبیلے کے لیے جب زیدؓ آئے، راستے میں تھے
قبیلے والوں نے پیچھے سے چھپ کر کر دیا حملہ
شہادت نو نے پائی، تین بچ کر آ گئے یثرب
تھے اُن میں زیدؓ بھی شامل
صحابی بوعبیدہؓ اور کچھ افراد کو آقاﷺ نے بھیجا ایسے رستے پر
تجارت کے لیے جاتے تھے اہلِ مکہ جس رستے سے چھپ چھپ کر
طلایہ گردی کر کے راستے کو بوعبیدہؓ ہی کے دستے نے
کیا مسدود یوں رستہ کہ پھر اُس راستے سے اہلِ مکہ کا
کوئی بھی قافلہ جرأت گزرنے کی نہ کر پایا
سراپا پر نظر ڈالیں تو یوں محسوس ہوتا ہے
رسول اللہﷺ نے اک اک بات پر گہری نظر رکھی
جہاں خطرہ ہوا فوری تدارک اُس کا فرمایا
جہاں خود جا نہیں پائے، صحابہؓ کو وہاں بھیجا
پتا چلتا ہے ان باتوں سے آقاﷺ کی فراست کا
سیاست کی نفاست اور اندازِ حکومت کا
اسی دوران اک چھوٹا سا غزوہ بھی بنا تاریخ کا حصہ
بنی المصطلق تھا اک قبیلہ جس سے ہے موسوم یہ غزوہ
تھا سردار اس کا حارث [۲۳۳] جس کے بارے میں خبر آئی
کہ وہ تیار کر کے فوج حملہ کرنے آئے گا
کرائی آپﷺ نے تحقیق، فرمایا صحابہؓ سے
کرو تیار لشکر، فیصلہ موقع پہ جا کر اس کا کرتے ہیں

ہوا تیار لشکر تو وہاں عبداللہ (۲۳۴) آ پہنچا
گزارش کی کہ میں اور میرے ساتھی ساتھ جائیں گے
اجازت آپ ﷺ نے بخشی
بنی المصطلق لشکر یہ آ پہنچا
جسے دیکھا تو حارث کو بہت سے لوگ تنہا چھوڑ کر بھاگے
بچے اُن میں سے جو، آئے لڑائی کی
شکستِ فاش ہی کھائی
کئی قیدی ہوئے جن میں خواتیں اس قبیلے کی بھی شامل تھیں
مدینے آنے والا تھا یہ جب لشکر
سنان انصاری (۲۳۵) اور حضرت عمرؓ کے اک ملازم میں ہوا جھگڑا
وہ اُلجھا پانی لینے پر
ملا موقع منافق کو، طوالت جھگڑے نے پائی
کیا اظہارِ رنج آقا ﷺ نے اُن باتوں پہ جو کہ آپ ﷺ تک پہنچیں
وضاحت کے لیے آیا منافق اور قسم کھائی
دیا یہ حکم آقا ﷺ نے کہ لشکر تیزی سے واپس مدینے اب یہ جائے گا
ضرورت کے بنا ہرگز کہیں یہ رُک نہ پائے گا
اسی لشکر میں بی بی عائشہؓ بھی ساتھ آئی تھیں
پڑاؤ جب کیا لشکر نے رستے میں
ضرورت کے لیے اُتریں تو لشکر بڑھ گیا آگے
بڑی تفصیل ہے جس کی
چنانچہ آپؓ اگلے ہی پڑاؤ پر ملیں آ کے

انھیںؓ صفوانؓ(۲۳۶) لے آئے

ملا عبداللہ کو موقع

گھڑا اُس نے کیا قصہ

ہوئی جب چھان بین اس کی

منافق اور حواری سب غلط نکلے

وحی نازل ہوئی اس پر، ہوئیں آیات بھی نازل

یہ ہیں آیات سورہ نور میں شامل

اسی غزوہ میں بی بی برہؓ(۲۳۷) جو حارث کی بیٹی تھیں

بہت سے قیدیوں کے ساتھ قیدی بن کے آئی تھیں

ہوئیں پہلے عطا ثابتؓ(۲۳۸) کو، اُن سے کر کے سمجھوتا

ملیں آ کر رسول اللہ ﷺ سے، اُن ﷺ سے یہ گزارش کی

مری قیمت مقرر کی ہے ثابتؓ نے

مدد فرما کے قیمت وہ ادا کر دیں

گزارش سُن کے آقا ﷺ نے کہا اُنؓ سے

مدد بالکل کروں گا میں

مگر اس سے بھلی تجویز دیتا ہوں

مری تجویز گر مانو تو مجھ سے عقد تم کر لو

کہا بی بیؓ نے خوش بختی اسے اپنی سمجھتی ہوں، میں راضی ہوں

ہوا یہ عقد، جس جس نے سنا سب نے مبارک دی

ملے مالِ غنیمت میں تھے جو قیدی

سبھی نے اُن کو آزادی عطا کر دی

کئی دن بعد آقا ﷺ نے طلب بن عوفؓ (۲۳۹) کو مسجد میں فرمایا
کہا اُنؓ سے کہ لشکر جلد جائے گا
سپہ سالار تم ہو گے
یہ لشکر سات سو افراد کا ہو گا
روانہ جب ہوا لشکر تو آقا ﷺ نے ہدایت کی
علاقہ دومۃ الجندل میں جاؤ، اُن کو دعوت دو
نہ کرنا قتل ہر اک کو، خصوصاً اُن کے بچوں کو
کسی کا مثلہ نہ کرنا
یہی ہے عہد اللہ کا، یہی سنت نبی ﷺ کی ہے
یہ لشکر آن پہنچا، دعوتِ اسلام دی اصبغ (۲۴۰) کو اور اس کے علاقے کو
رئیس دومۃ الجندل کا اور آبادی کا دل نور سے چمکا
ہوا ابن عوفؓ کا رشتہ تماضر (۲۴۱) سے یہی فرماں تھا آقا ﷺ کا
مدینے میں خبر آئی
یہودی سازشوں میں رات دن مصروف رہتے ہیں
فدک والے خصوصاً سب سے آگے ہیں
علیؓ لشکر کے ساتھ آئے وہاں شب خون آ مارا
ملا مالِ غنیمت جو بھی لے آئے، کوئی بھی آدمی اُن کو نہ مل پایا
عرب میں قریٰ کی وادی میں اُمِ قرفہ رہتی تھی
تھی سردارِ فزارہ، دشمنی آقا ﷺ سے رکھتی تھی
فزارہ نے رسول اللہ ﷺ سے کھل کر دشمنی کی تھی
سواروں کا بنا رکھا تھا اُمِ قرفہ نے اس واسطے دستہ

تمنا تھی یہ اُس کی، قتل آقا ﷺ کو کرائے گی
بنا کر آپ ﷺ نے بوبکرؓ کو سالار، اک دستہ وہاں بھیجا
کیا دستے نے وقتِ صبح اُمِ قرفہ پر حملہ
ملا مالِ غنیمت اور قیدی بھی جنھیں صدیقؓ لے آئے
ہوا یوں بھی عرینہ، عکل سے بھی لوگ کچھ آئے
قبولِ اسلام کر کے بس گئے شہرِ مدینہ میں
انھیں راس آئی نہ آب و ہوا اس شہر کی، آ کر گزارش کی
کھلی آب و ہوا میں ہم کو بھیجیں کہ یہاں محسوس ہم کرتے ہیں تنگی سی
رسول اللہ ﷺ نے اونٹ اور ان کا چرواہا کیا ساتھ اُن کے اور صحرا میں بھجوایا
کئی دن بعد اُن میں پھر وحشت عود کر آئی
کیا قتل اونٹوں کے چرواہے کو اور ہو گئے مرتد
لیا سامان اور اونٹوں کو لے کے اُس ٹھکانے سے نکل بھاگے
دعا فرمائی آقا ﷺ نے
خدایا! مرتدوں پہ راستہ کٹھن بنا کر تنگ تُو کر دے
کہا یہ کرزؓ (۲۲۲) سے کہ اُن کو پکڑو اور خوف انگیز اُن سب کو سزائیں دو
گئے کرزؓ، اُن کو پکڑا جو بھٹکتے پھر رہے تھے اُس ہی صحرا میں
انھیں ایسی سزائیں دیں کہ جو سب کے لیے ہیں باعثِ عبرت
کسی میں بھی نہ مرتد ہونے کی ہو پائی پھر ہمت
مہماتِ نبی ﷺ سے یہ ہوا واضح زمانے پر
نبی ﷺ دبتا نہیں چاہے مقابل ہو بڑا لشکر
کوئی نیچا دکھا سکتا نہیں ہرگز نبی ﷺ کی فہم کو، اُس ﷺ کی فراست کو

نبی ﷺ کے کام حکمت سے کبھی خالی نہیں ہوتے
وہ ﷺ جو کرتا ہے، کرتا ہے ہمیشہ حکمِ اللہ سے
حسنِ تدبر نبی ﷺ نے گلشنِ اسلام مہکایا
کیا باطل کو پسپا، ہر طرف اسلام کا جھنڈا ہی لہرایا

۹

تصور ہی تصور میں مدینے کی فضاؤں کا مسافر ہوں
جہاں تھا کفر، اب لہراتا ہے ہر سُو وہاں اسلام کا جھنڈا
ہر اک سُو ہے محبت، امن اور ایمان کا چرچا
مکمل بھائی چارہ ہے
جسے دیکھو وہی اسلام کا روشن ستارہ ہے
کوئی بھی کام ہے، اُس میں صداقت ہے
یہی اعجازِ اُلفت ہے، یہی صدقِ نبوت ہے
مہماتِ نبی ﷺ کے بعد ہر اک یہ سمجھتا تھا
نبی اکرم ﷺ کریں گے مکہ یا خیبر پہ اب حملہ
مگر آقا ﷺ نے بالکل اک الگ ہی بات فرمائی
کہ ہم عمرے کی خاطر مکہ جائیں گے
ہمارے ساتھ وہ سب لوگ جائیں گے
جو مکہ جانا چاہیں گے
یہ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے

میں مکہ میں ہوں، عمرے کے لیے احرام باندھا ہے
مسلمانوں نے بھی احرام باندھا ہے
کیا عمرہ
کسی نے لا کے بیت اللہ کی کنجی دی
مناسک سب نے سب کے سب کیے پورے
یہی وہ خواب ہے جس سے اشارہ میں نے پایا ہے
کہ ہم عمرے کی خاطر مکہ جائیں گے
کرو اعلان کہ عمرے کی جس کو بھی تمنا ہے
وہ ساماں لے کے آ جائے
صحابہؓ پندرہ سو آپ ﷺ کی اعلیٰ قیادت میں ہوئے یک جا
چلا یہ قافلہ اور ذوالحلیفہ پہلی منزل تھی
ہدی (۲۲۳) کو سب نے پہنائے قلادے، اونٹوں کے کوہان بھی چیرے
نشاں اُن پر بنائے تا کہ ہو معلوم ہر اک کو
کہ یہ ہیں جانور قربان کرنے کو
وہیں احرام باندھے اور روانہ ہو گئے کے
کیا تھا کچھ سفر کہ یہ خبر آئی
کہ اہلِ مکہ نے اِس قافلے کی ہے خبر پائی
لڑائی کے لیے کفار سب تیار بیٹھے ہیں
انھوں نے دے کے خالد (۲۲۴) کو بڑا دستہ اسی رستے پہ ہے بھیجا
یہ دستہ گھڑ سواروں کا ہے جو اس قافلے کا رستہ روکے گا
خبر سن کر نبی ﷺ نے راستہ بدلا

حدیبیہ تک آ کے آپ ﷺ نے ناقہ کو مکے کی طرف موڑا
کیا انکار ناقہ نے
کیا انکار ناقہ نے تو آقا ﷺ بھی یہی سمجھے
یہی ہے حکم اللہ کا، یہیں پر قافلہ روکو
یہ فرمایا سبھی سے کہ قسم ہے مجھ کو اس کی جس کے قبضے میں ہے جاں میری
اگر کفار نے تجویز وہ بھیجی
کہ ہو تعظیم جس میں حکمِ اللہ کی
قبول اُس کو میں اِک لمحے میں کر لوں گا
اسی کے ساتھ ناقہ کو اٹھایا، ناقہ اُٹھی، چل پڑی آگے
بڑھی کچھ ہی قدم آگے کہ پھر سے رُک گئی وہ اک جگہ آ کے
اگرچہ سامنے مکہ تھا لیکن آپ ﷺ نے یہ سب سے فرمایا
یہیں پر قافلہ اُترے
بڑھے نہ اک قدم آگے کہ جب تک حکم اللہ سے نہ آ جائے
خراشؓ ابنِ اُمیہ کو سفیر اپنا بنا کر آپ ﷺ نے بھیجا
وہ مکہ پہنچے تو لوگوں نے انؓ پر کر دیا حملہ
پکڑ کر اونٹ اُن کا لمحہ بھر میں ذبح کر ڈالا
چھڑائی جان کچھ لوگوں نے اُنؓ کی، وہؓ پلٹ آئے
کیا جب مشورہ آقا ﷺ نے تو حضرت عمرؓ نے یہ گزارش کی
حضور ﷺ عثمانؓ کو بھیجیں کہ مکی سب قرابت دار ہیں انؓ کے
ہدایات آپ ﷺ نے عثمانؓ کو دے کر وہاں بھیجا
ابانؓ (۳۴۵) اُنؓ کے تھے رشتہ دار سو عثمانؓ نے اُن سے اماں مانگی

ابھی تک حضرتِ عثمانؓ نے پیغام بھجوایا
کہا سب نے، اگر چاہو تو کرلو تم طواف آ کر
جواب اُن کو دیا عثمانؓ نے کہ میں بغیر آقا ﷺ کے ہرگز کر نہیں سکتا
سنی یہ بات تو کفار نے اُنؓ کو وہیں روکا
انھیںؓ روکا تو ہر سُو ہو گیا چرچا
کہ اہلِ مکہ نے عثمانؓ کو ہے قتل کر ڈالا
شہادت کی سنی جب بات تو صدمہ ہوا آقا ﷺ کو یہ سن کر
جہاں تشریف فرما آپ ﷺ تھے، کیکر کا سایہ تھا
صحابہؓ کو بلا کر آپ ﷺ نے بیعت سبھی سے لی
کہا سب سے
کہ چاہے جان سے جائیں نہ لوٹیں گے نہ لیں جب تک بدلہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ بایاں، ہاتھ اب عثمانؓ کا ٹھہرا
یہیں تک بات پہنچی تھی کہ مکہ سے خبر آئی
خبر ہے یہ غلط، نا جانے کس نے یہ اڑائی تھی
خبر بیعت کی جب کفار تک پہنچی
فضا مکہ کی ساری خوف میں ڈوبی
بدیل[۲۳۶] اک وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچا
ڈرایا اپنی طاقت سے
کہا کہ آپ ﷺ کو مکہ کسی صورت، کسی قیمت پہ بھی آنے نہیں دیں گے
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا قافلہ لڑنے نہیں آیا
یہاں عمرے کی خاطر آئے ہیں، روکے ہمارا نہ کوئی رستہ

فقط ہم امن کے جذبے سے آئے ہیں
نہیں ہتھیار بھی ہم ساتھ لائے ہیں
لڑائی سے نہ اہلِ مکہ کو اب فائدہ ہوگا
لڑائی نے انھیں کمزور کر ڈالا
اگر چاہیں تو ان کو امن کی مدت میں دے دوں گا
تعرض نہ کریں ہم دونوں، طے ہوگا
عرب پر غلبے کی کوشش کریں وہ، ہم بھی کرتے ہیں
اگر وہ کامراں ٹھہرے تو اُن کے راستے میں کون آئے گا؟
مگر میں صاف کہتا ہوں
کہ لکھی جا چکی یہ کامرانی میرے حصے میں
مرے اللہ کا ہے وعدہ
ہمیشہ سچ وہ ہوتا ہے، مرا اللہ ہے جو کہتا
اگر ان باتوں میں سے وہ کسی پر بھی نہیں آتے
تو کہہ دو اُن سے جا کے کہ لڑائی اُن سے ایسی ہے
کہ جو جاری رہے گی تب تلک جب تک کہ میرا سر، مری گردن پہ باقی ہے
بدیل آیا
بتائی سب کی سب تفصیل اُس نے اہلِ مکہ کو
بھڑک اُٹھے جو ناداں تھے مگر سنجیدہ لوگوں نے توجہ سے سنا اُس کو
اٹھا عروہ (۱۴۷)، کہا اب میں ہی جاتا ہوں
تمہارا میں بڑا ہوں، میں سمجھتا ہوں محمد ﷺ نے کہا جو کچھ، بھلائی ہے
ذرا سوچو

ہمارے آدمی کچھ اب کے بھی تو اُس ﷺ نے پکڑے تھے
غلط ہی تھے ہمارے آدمی سارے مگر اُس ﷺ نے انھیں چھوڑا
ذرا سی بدسلوکی بھی روا اُن سے نہیں رکھی
کوئی فدیہ نہیں مانگا
سو میں چلتا ہوں، اُس سے بات سے کرتا ہوں
وہ آیا، اُس کا تھا انداز یکسر مختلف اُس دن
کہیں باتیں
سنیں باتیں
مکمل جائزہ اُس نے لیا اور آ کے سب لوگوں کو بتلایا
کہ میں نے بادشہ دیکھے ہیں اور دربار دیکھے ہیں
محمد ﷺ کے یہاں لیکن الگ ہر بات دیکھی ہے
وہاں جو بھی ہے، اُس ﷺ پر جان دیتا ہے
جسے دیکھو، الگ انداز میں وہ بات کرتا ہے
وہ خائف ہے کسی سے نہ کسی طاقت سے ڈرتا ہے
پھر اُس کے بعد ابنِ علقمہ (۲۴۸) آیا اور ابنِ حفص (۲۴۹) بھی آیا
وہ محوِ گفتگو تھے کہ سہیل (۲۵۰) آیا
اُسے دیکھا تو آقا ﷺ نے یہ فرمایا
کہ اہلِ مکہ اب تیار ہیں کہ کرلیں سمجھوتا
مفصل بات کی اُس نے
نبی اکرم ﷺ نے بھی ہر بات کی تفصیل بتلائی
ہوا طے کہ کریں تحریر سب باتیں

طلب حضرت علیؓ کو کر کے آقا ﷺ نے کہا اُنؓ سے
لکھو یہ عہد نامہ اور سہیل اس کو سنو تم بھی توجہ سے
اٹھایا اعتراض اُس نے کئی لفظوں پہ جن کو آپ ﷺ نے مٹوا دیا یا خود مٹا ڈالا
ہوا طے دس برس ہم میں لڑائی اب نہیں ہو گی
نہیں لے گا اجازت گر ولی کی اور مکہ سے مدینے کوئی جائے گا
وہاں وہ رہ نہ پائے گا
مسلماں بھی اگر ہو جائے کوئی
اس کو لوٹانا ضروری ہے
مدینہ سے اگر مکہ مسلماں کوئی آئے گا
یہاں سے پھر مدینہ جا نہ پائے گا
خیانت ان شرائط میں کسی صورت نہیں ہو گی
فریقوں میں لڑائی دس برس تک ہو نہیں سکتی
مسلماں اس برس مکہ نہ جائیں گے
وہ عمرے کے لیے اگلے برس مکہ میں آئیں گے
جو تلواریں وہ لائیں گے، نیاموں میں ہی رکھیں گے
قبائل کو اجازت ہے کہ جس سے چاہیں مل جائیں
قریشِ مکہ کے یا پھر محمد ﷺ کے وہ کہلائیں
حلیفوں کا برابر درجہ ہو گا ہر طرح اپنے فریقوں کے
فریقوں کے کسی ساتھی پہ حملہ ہو نہ پائے گا
اگر ایسا ہوا تو جس کا ساتھی ہے
یہ حملہ اُس پہ ہی اب سمجھا جائے گا

ملے بوبکر والے اہلِ مکہ سے
خزاعہ والے ساتھی بن گئے حضرت محمد ﷺ کے
ابھی تحریر جاری تھی کہ بوجندلؓ حدیبیہ میں آ پہنچے
سہیل اُنؓ کے تھے والد، دیکھتے ہی اُنؓ کو بول اُٹھے
اسے اس عہد کی رُو سے کریں واپس
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابھی تحریر جاری ہے
سہیل اس بات پر بولا کہ ہر اک شرط طے پہلے ہی ٹھہری ہے
سنی یہ بات آقا ﷺ نے تو فرمایا کہ لے جاؤ
پھر اس کے بعد بوجندلؓ سے فرمایا
ابوجندلؓ! کسی صورت نہ گھبراؤ
بھروسا اپنے اللہ پر سدا رکھو
اُسی کے نام پر ہی سارے دُکھ جھیلو
ابوجندلؓ نے حسرت سے یہ فرمایا
حوالے کافروں کے کاش نہ ہوتا
رہے خاموش سب، حضرت عمرؓ نہ ضبط کر پائے
انھوں نے دُکھ میں کچھ الفاظ فرمائے
تسلی آپ ﷺ نے دی اور پھر بوبکرؓ نے بھی اُنؓ کو سمجھایا
کھلی جب عہد کی حکمت عمرؓ پر تو
وہؓ نادم سوچ پر اپنی سدا ٹھہرے
کیے تھے دستخط اُن میں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ اور حضرت علیؓ
اور بوعبیدہؓ کے علاوہ تھے محمدؓ جیسے نامی لوگ ہی شامل

کیے تھے دستخط کفار کی جانب سے ابن عبدالعزیٰ (۲۵۱) اور
ابنِ حفص جیسوں نے
ہوئے تیار دو نسخے، سہیل اِک لے گیا مکہ
لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا دوسرا نسخہ
یہاں سے ہو کے فارغ آپ ﷺ نے سارے صحابہؓ سے یہ فرمایا
اٹھو منڈاؤ سر، قربانی دو لیکن وہاں تو طاری تھا سکتہ
شرائط اور بو جندلؓ (۲۵۲) کے باعث سارے غمگیں تھے
نبی اکرم ﷺ کچھ دیر اور خیمے میں لوٹ آئے
نبی ﷺ آئے تو اُم سلمہؓ (۲۵۳) نے اُن ﷺ سے گزارش کی
صحابہؓ آپ کے ہر حکم پر جانیں لڑاتے ہیں
مگر اس وقت وہ غمگین بیٹھے ہیں
منڈائیں بال آقا ﷺ آپ ﷺ اور قربانی بھی دے دیں
قبول آقا ﷺ نے کر کے مشورہ بالکل کیا ایسے
یہ دیکھا جب صحابہؓ نے، اُٹھے اور سب نے بھی بالکل کیا ویسے
دعاؤں کے نبی اکرم ﷺ نے اِک اِک کو دیے تحفے
یہی وہ واقعہ ہے جس پہ سورہ فتح آقا ﷺ پہ ہوئی نازل
اسے فتحِ مبین اللہ نے گردانا
ہوا ثابت کہ تھا بالکل بجا اللہ کا فرمانا
گئی ہر شرط حق میں اہلِ ایماں کے
مسلمانوں نے اس سے خیر کے جلوے سدا دیکھے
ہوئے اسلام میں عثمانؓ (۲۵۴)، خالدؓ (۲۵۵)، عمروؓ (۲۵۶) سب داخل

ہوئے اسلام کو اس سے ہزاروں فائدے حاصل
مسلماں کچھ خواتیں آپ ﷺ کی خدمت میں اس دوران آ پہنچیں
ولی آئے کہ سمجھوتے کے تابع ان کو دیں واپس
مگر آقا ﷺ نے سمجھایا کہ سمجھوتے میں ایسا کچھ نہیں لکھا
خدا کا حکم بھی اس ذیل میں اُس لمحے آ پہنچا
کہ کافر عورتوں سے کوئی مومن نہ کرے شادی
کوئی بھی مومنہ کافر کے گھر میں رہ نہیں سکتی
سنا یہ حکم تو تعمیل ہر مومن نے کی فوراً
تھی جس کی کافرہ بیوی اُسے آزادی دی فوراً
عمرؓ کی بیویوں میں دو تھیں کافر، اس لیے آزاد وہ ٹھہریں
ہوئیں آزاد تو مکہ وہ جا پہنچیں
حدیبیہ سے واپس آ کے آقا ﷺ نے کیے کچھ فیصلے ایسے
کھلے دروازے سارے مومنوں پہ ہر ترقی کے
تھے اہلِ مکہ ہی اس راستے میں اک بڑا پتھر
عرب میں کوئی بھی اُن سے نہیں تھا زتبے میں بڑھ کر
ہٹے وہ راہ سے تو دین ہر سُو اس طرح پھیلا
کہ جیسے ایک آفت سے ملا ہو دیں کو چھٹکارا
چنانچہ رہ گئے اب کام دو باقی
خدا کے دین کی تبلیغ اور دشمن کی سرکوبی
نبی ﷺ نے سب صحابہؓ کو طلب کر کے
یہ فرمایا کہ تیزی سے ہمیں بڑھنا ہے اب آگے

ہمیں لکھنے ہیں خط کچھ خاص شاہوں اور امیروں کو
انھیں بتلانا ہے کہ حق کیا ہے، اس طرف آؤ
سبھی کے مشورے سے مہر بنوانے کی بات آئی
تھے کاری گر جبش کے، مہر اُن سے ایک بنوائی
فقط تھے تین ہی الفاظ کندہ مہرِ آقا ﷺ پر
تھا اوپر لفظ اللہ، پھر رسول اور سب سے نیچے اسمِ آقا ﷺ کا
پڑھے نیچے سے اوپر گر اسے کوئی
انوکھی اور بامقصد الگ ترتیب ہے اس کی
بنائے ایلچی آقا ﷺ نے، خط اُن کے ذریعے سے
کئی شاہوں، امیروں اور رئیسوں ہی کو بھجوائے
سبھی خط آپ ﷺ نے تحریر کروائے
تھا مقصد آپ ﷺ کا تبلیغ، اس کو سامنے رکھا
صداقت ہی سے مقصد سب کو سمجھایا
نجاشی (۲۵۷) کو، مقوقس (۲۵۸) اور کسریٰ (۲۵۹) کو
علاوہ آپ ﷺ نے ہرقل (۲۶۰) کو لکھے خط
شہِ بحرین (۲۶۱) اور عمان (۲۶۲) کے شہ کی طرف سے بھی نامے بھجوائے
روانہ خط کیے غسان (۲۶۳) کے والی کو اور شاہِ یمامہ (۲۶۴) کو
بہر انداز ہر اک خط، بڑا ارفع تھا، اعلیٰ تھا
کیا جن کو مخاطب آپ ﷺ نے، یہ خط جہاں پہنچا
بہت پیغام کو سمجھے، ہوئے قائل
کئی اُن میں ہی بد قسمت بھی تھے شامل

جو مقصد اُن کے لکھنے کا تھا، اک حد تک ہوا حاصل

ہوئے کچھ حکمراں اسلام میں داخل

رہا تبلیغِ دیں کا سلسلہ جاری

اگر در پیش اس دوران میں کوئی مہم آئی

تو اُس پر بھی توجہ دی

ہوا یوں غابہ میں اونٹوں کا ریوڑ تھا بھجوایا

وہاں آ کر لٹیروں نے کیا حملہ

وہ لے کر جانور سارے وہاں سے اپنے ڈیرے کی طرف پلٹے

کیا سلمہؓ[۲۶۵] نے حملہ تیروں سے گرچہ اکیلے تھے

نبی اکرم ﷺ کو بھی پیغام بھجوایا ذریعے اپنے ساتھی کے

وہ ڈاکو جس طرف جاتے صحابیؓ تیر برساتے

وہ بھاگے چھوڑ کر سب جانور لیکن صحابیؓ نہ ہٹے پیچھے

وہاں اتنے میں کچھ اسوار آ پہنچے جو آقا ﷺ ہی نے بھیجے تھے

لڑائی میں ہوئے اخرمؓ[۲۶۶] شہید اور بو قتادہؓ[۲۶۷] نے

کیا سردار کو قتل اور ساتھی اُس کے سب بھاگے

نبی اکرم ﷺ بھی دستہ لے کے آ پہنچے

سراہا سلمہؓ کو اور بو قتادہؓ کو

وہاں سے آپ ﷺ لوٹ آئے بٹھا کر ساتھ سلمہؓ کو

پھر اس کے بعد خیبر کی طرف آ کر توجہ دی

جہاں آباد اخطب کا گھرانا تھا

تھا سردار ابنِ اخطب جس کو یثرب سے نکالا تھا

خلافِ اسلام کے، ہر ایک سازش کے
تھے ملتے جا کے خیبر ہی سے سب ڈانڈے
کمک احزاب کے لشکر کو خیبر ہی سے ملتی تھی
نبی اکرم ﷺ کی جاں لینے کی ہر سازش یہیں بنتی
یہودی اہلِ ایماں کو مٹانے کے لیے ہر اک سے آگے تھے
قریش و اہلِ ایماں کا ہوا سمجھوتا تو سارے ہوئے بے دل یہ صدمے سے
خدا نے کامرانی کی بشارت آپ ﷺ کو بخشی
ہوئیں نازل کئی آیات قرآں کی
اسی باعث کیا یہ فیصلہ کہ اب جواب ان کو دیا جائے
ہر اک سازش کا اور ہر اک ستم کا ان سے اب بدلہ لیا جائے
ہوا تیار لشکر بیعتِ رضواں کے ہی اصحاب شامل تھے
یہ چودہ سو کا تھا لشکر، تھے سالار آقا ﷺ ہی اس کے
بنو غطفان سے ہو کر الگ رستے سے لشکر خیبر آ پہنچا
یہاں ناعم کے قلعے سے ہوا آغاز غزوے کا
ملا ناعم کا قلعہ، صعب کے قلعے پہ آ پہنچے
یہاں سے حصن قلہ پھر ابی کے قلعے سے ہو کر بڑھے آگے
نزار آئے، کتیبہ کی طرف جھپٹے
ہوئی ہر جا لڑائی، کامراں آقا ﷺ خدا کے فضل سے ٹھہرے
حبش سے آ کے جعفرؓ آپ ﷺ سے ملنے یہیں آئے
کی جس نے آپ ﷺ سے بدعہدی، ہر اک نے سزا پائی
ملا مالِ غنیمت جس سے خوش حالی بہت آئی

دیا مالِ غنیمت سے چچا جعفرؓ کو بھی حصہ
دیا تھا زہر زینب نے، معاف اُس کو کیا لیکن
بشرؓ(۲۶۸) کے قتل میں اُس نے سزائے موت ہی پائی
صفیہؓ(۲۶۹) جو کنانہ(۲۷۰) کی تھیں بیوی، قید میں آئیں
بلا کر آپ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو، یہ فرمایا
اگر ایمان لے آئیں
مقرر مہر کر کے آپؓ سے شادی میں کرلوں گا
صفیہؓ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں
کی شادی آپ ﷺ نے اُنؓ سے، ہدایاتِ ضروری دیں
فدک بھی اک علاقہ تھا، بہت نزدیک خیبر کے
روانہ اُس طرف آقا ﷺ نے بن مسعودؓ(۲۷۱) کو کر کے
کہا اُنؓ سے کہ دیں اسلام کی دعوت
مگر وہ لوگ اِس جانب نہیں آئے
ہم آدھی فصل دیں گے، یہ ملی تجویز جب اُن سے
خوشی سے آپ ﷺ نے تجویز یہ منظور فرمائی
فدک کی پیز میں آقا ﷺ کے حصے میں چلی آئی
چلا خیبر سے لشکر قریٰ کی وادی میں آ پہنچا
رسول اللہ ﷺ نے دعوت دین کی کفار کو بخشی
مگر اُن کی سمجھ میں یہ نہیں آئی
لڑائی انفرادی دونوں جانب سے رہی جاری
مکمل کامیابی آپ ﷺ کے حصے میں ہی آئی

عدو کا وفد آیا اور گزارش کی

ہوا تھا عہد جیسا اہلِ خیبر سے

کہ حصہ آدھا اہلِ دیں کو وہ دیں گے

اسی پر ہم بھی راضی ہیں

کیا قریٰ کی وادی والوں نے وعدہ

ادادہ بھی کریں گے اہلِ ایماں کو وہی حصہ

اسی دوران اہلِ تیما نے پیغام بھجوایا

کہ ہم بھی آپ ﷺ سے کرتے ہیں یہ وعدہ

کہ آدھا حصہ دیں گے آپ ﷺ کو ہم اپنی فصلوں سے

مکمل عہد نامہ آپ ﷺ نے خالد [۲۷۳] سے لکھوایا

تسلی کے لیے تیما کے لوگوں کو یہ بھجوایا

یہاں سے ہو کے فارغ آپ ﷺ اپنے شہر لوٹ آئے

مقرر آپ ﷺ نے دستے برائے امن فرمائے

انوکھے رنگ آقا ﷺ کی فراست کے نظر آئے

یہ سب کچھ ہو چکا لیکن عدو سے آپ ﷺ ہرگز نہ ہوئے غافل

یہود و اہلِ مکہ سے نہیں تھا گو کوئی خطرہ

بنو غطفان جو احزاب کے غزوے میں تھے کفار کے ساتھی

خبر آئی کہ وہ اس سوچ میں ہیں کہ کریں حملہ

صحابہؓ سات سو لے کر نبی اکرم ﷺ بڑھے آگے

مقامِ نخل پر پہنچے تو اُن ﷺ کا سامنا اک دن ہوا غطفاں کے دستے سے

لڑائی گو نہ ہو پائی

صلوٰۃِ خوف لیکن آپ ﷺ نے لشکر کو پڑھوائی
اسی انداز کی ہر سُو مہمیں ہی رہیں جاری
نتیجہ یہ، عدو پر خوف ہر لمحے رہا طاری
کسی نے سر اُٹھایا، کارروائی ہو گئی فوراً

بنو عبدو بنو عوال اور غابہ
قدیدو حسمی، تربہ اور فدک جیسے قبائل ان میں شامل تھے
کسی کو آپ ﷺ نے ہرگز نہ سازش کا دیا موقع
دلیری، جاں نثاری، لاجواب اعلیٰ قیادت کے
ہوئے مشہور آقا ﷺ کی فراست کے سبب قصے
گزشتہ سال عمرے کے لیے گو آپ ﷺ آئے تھے
حدیبیہ تک آئے، اس سے آگے بڑھ نہ پائے تھے
ہوا تھا ایک سمجھوتا جسے فتحِ مبیں اللہ نے گردانا
اسی سمجھوتے کے تابع ہوا اب وقت عمرے کا
قضا عمرے کا آقا ﷺ نے یہ جاری حکم فرمایا
چلیں وہ ساتھ جو پچھلے برس عمرے کی خاطر ساتھ آئے تھے
علاوہ اُن کے وہ آئیں، یہ خواہش جن کے دل میں ہے
برائے عمرہ آقا ﷺ کی قیادت میں صحابہ دو ہزار آئے
ہوئے مکہ میں داخل، اہلِ مکہ دیکھنے ان کو نکل آئے
مسلمانوں کو دیکھا تو تعجب سے کئی بولے
جنھیں ہم جانتے تھے، یہ سبھی ہیں مختلف ان سے
الگ انداز ہے ان کا، الگ ہی بات ہے ان کی

الگ ہر طور سے ہم سے ہے بالکل زندگی ان کی
سلیقے سے عبادت کی، سلیقے سے یہاں ٹھہرے
ہر اک کے لب پہ تھی حمد و ثنا، لبیک کے نعرے
طوافِ کعبہ سے فارغ ہوئے تو سب صفا آئے
یہاں سے مروہ تک پورے کیے چکر
دی قربانی
تقاضے باقی عمرے کے کیے پورے
ہوئے جب تین دن پورے تو سب کی واپسی ٹھہری
ہوئے عباسؓ[۲۷۳] حاضر، اِک گزارش کی
کہ میمونہؓ[۲۷۴] ہیں میری سالی اور خالہ ہیں خالدؓ کی
انھیںؓ لیں عقد میں آقا ﷺ، وہ ہیں بیوہ
ہوئی تفصیل طے عباسؓ سے اور طے ہوا رشتہ
نبی اکرما، مقامِ سرف آئے، عقد بی بیؓ سے کیا آ کر
تھی بی بیؓ فضل والی، خیر والی اور نسب والی
نبی اکرم ﷺ، اُنہیؓ کے گھر میں آ ٹھہرے
قیامِ مختصر کے بعد شہر اپنے چلے آئے
یہاں آ کر مسائل کی طرف پھر سے توجہ دی
ابوالعوجا نبی ﷺ نے وفد بھجوایا
وہاں تبلیغ دیں ہی اس کا مقصد تھا
مگر اہلِ قبیلہ نے جہالت کے عجب انداز دکھلائے
وہ لڑنے کو ہوئے تیار تو یہ بھی دلیری سے

لڑے اُن سے

وہاں سے قید کر کے اُن کے دو افراد بھی لائے

بنو مرہ میں اِک دستہ کئی دن پہلے آیا تھا

بنو مرہ نے کر کے حملہ، اس کو قتل کر ڈالا

اسی بدلے کی خاطر آپ ﷺ نے دو سو جوانوں کا

یہاں اِک دستہ بھجوایا

امیر اس کا مقرر آپ ﷺ نے غالبؓ[275] کو فرمایا

بہت سے دشمنوں کو قتل غالبؓ نے کیا

مالِ غنیمت لے کے واپس آپ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچے

قضاعہ والوں نے بھی کی تھی یہ جرأت

کہ حضرت کعبؓ[276] کے دستے کو مارا جان سے

جب اُن کو دی تھی دین کی دعوت

ہوازن والوں کا بھی تھا یہی قصہ

شجاع[277] وقت کی سالاری میں دستہ وہاں بھیجا

ہوا معلوم اُس کو تو قبیلہ چھپ گیا جا کر

لیا مالِ غنیمت اور واپس آ گیا دستہ

ہوا یوں کہ نبی اکرم ﷺ نے اک خط حاکمِ بصریٰ[278] کو بھیجا تھا

گئے تھے حضرت حارثؓ[279]

شرحبیل اُنؓ سے ملتے ہی

حواس و ہوش کھو بیٹھا

گورنر تھا یہ قیصر کا

گرفتاران ؓ کو کر کے قتل کر ڈالا
سفیروں کو اصولاً قتل کوئی بھی نہیں کرتا
خبر پہنچی تو آقا ﷺ نے کیا تیار اک لشکر
یہ لشکر سہ ہزار افراد کا تھا جو گیا موتہ
ہدایاتِ ضروری سے نوازا آپ ﷺ نے لشکر کو اور رخصت کیا خود ہی
تھے سالار اس کے حضرت زیدؓ، موتہ میں یہ آ اُترا
مقابل فوجِ قیصر تھی جو تھی اک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہی
لڑائی کا ہوا آغاز تو چشمِ فلک نے اک الگ منظر یہاں دیکھا
جو قلت میں تھے بڑھ چڑھ کر جھپٹتے تھے وہ کثرت پر
شہادت زیدؓ نے پائی تو جعفرؓ نے لیا جھنڈا
کٹے جب ہاتھ تو بازو میں تھاما آپؓ نے پرچم
کٹے جعفرؓ کے دونوں بازو تو پرچم کو گرنے نہ دیا ہرگز
شہادت پائی جعفرؓ نے تو عبداللہؓ[(۲۸۰)] بڑھے آگے
لڑائی کا ہوا نہ زور ہرگز کم
شہادت پائی عبداللہؓ نے تو خالدؓ بنے سالارِ لشکر کے
لڑے ایسی دلیری سے
کسی نے جنگ میں منظر کبھی ایسے نہیں دیکھے
اسی حالت میں رات آئی
انوکھی چال اگلے دن چلی خالدؓ نے کہ رومی نہ لڑ پائے
عجب انداز میں ترتیب لشکر کی بدل کے حضرتِ خالدؓ بڑھے آگے
بڑی شدت سے حملہ رومی لشکر پر کیا اور پھر ہٹے پیچھے

انھیں لڑتے ہوئے یوں دیکھ کر دشمن یہی سمجھے
کمک اسلامی لشکر کی ہے آ پہنچی
چنانچہ چھوڑ کر میدان وہ بھاگے
خدا نے لشکرِ اسلام کو عزت عطا کر دی
نبی اکرم ﷺ مدینے میں تھے لیکن آپ ﷺ نے سب کو
خدا کے فضل سے ہر بات بتلائی
لگا یوں ایک اک لمحہ ہے آقا ﷺ کی نگاہوں میں
مدینہ واپسی پر اہلِ لشکر نے جو بتلایا
کہا تھا آپ ﷺ نے جو کچھ سراسر وہ وہی کچھ تھا
ملی بارہ صحابہؓ کو شہادت اس لڑائی میں
لڑائی یہ گئی ایمان والوں کی بھلائی میں
ہر اک سو لشکرِ اسلام کی شہرت ہوئی ایسی
سنا جس جس عدو نے، اُس کا پتا ہو گیا پانی
بنو ذبیاں، بنو غطفاں، فزارہ اور سُلیم ایسے قبائل سب
جو پہلے گومگو میں تھے، مسلماں ہو گئے یہ اب
جو پہلے تھے کھلے دشمن
بدل ڈالا اسی کو دیکھ کر دشمن نے اپنا ڈھب

۱۰

تصور ہی تصور میں، مَیں مکہ اور مدینہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں

حدیبیہ کے سمجھوتے میں اک اِک شرط واضح تھی
کسی سمجھوتے میں لازم ہے کہ دونوں فریقوں کا
رہے جاری مکمل احترام اس کی شرائط کا
اگر دونوں ہوں دانا تو کوئی مشکل نہیں رہتی
وگرنہ ایسے سمجھوتوں کی عمریں ہوتی ہیں تھوڑی
یہ طے ہے کہ عرب والے ہمیشہ پاس سمجھوتوں کا کرتے تھے
عموماً سارے بدعہدی سے ڈرتے تھے
رہے ناکام لیکن اب کے وہ وعدہ نبھانے میں
محمد ﷺ کی عداوت نے دی شہ اُن کو شرائط کو بھلانے کی
ہوا یوں کہ خزاعہ پر بنی بوبکر نے آ کر کیا حملہ
ہوا یوں قتل سمجھوتے کی شرطوں کا
خزاعہ بھاگ کر آئے حرم میں تاکہ مرنے سے وہ بچ جائیں
بنو بوبکر نے اُن کو حرم میں بھی نہیں چھوڑا
خزاعہ کے علاقے کی طرح ان کو یہاں بھی قتل کر ڈالا
بچے کچھ لوگ، اک گھر میں چھپے جا کر
وہاں سے عمرو[۱۸۱] نکلے موقع کچھ پا کر
مدینے آئے اور حاضر ہوئے آقا ﷺ کی خدمت میں
سنائی داستاں شعروں میں سب اپنی
ہوا معلوم جب یہ اہلِ مکہ کو
لڑائی کی خبر ہے مل گئی اہلِ مدینہ کو
یہ وہ بھی جانتے تھے، قتل میں وہ بھی ملوث ہیں

انھی کے تیروں، تلواروں نے مارا ہے خزاعہ کو
بنو بوبکر اُن کے اور خزاعہ ہیں محمد ﷺ کے
خزاعہ کی مدد کو اب محمد ﷺ مکہ آئیں گے
ہوا معلوم یہ اُن کو
بدیل (۲۸۲) اک وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں ہے پہنچا
سو سارے ڈر گئے، انجام اُن کے سامنے ہی تھا
کی کوشش یہ کہ حملہ اب کسی صورت بھی ٹل جائے
سبھی نے مشورہ کر کے کیا یہ طے
ابو سفیان کی بیٹیؓ (۲۸۳) ہیں اب بیوی محمد ﷺ کی
علاوہ اس کے، ان کی ہے قرابت داری بھی اُن ﷺ سے
انھیں بھیجیں، مدینے جا کے روکیں وہ محمد ﷺ کو
لڑائی یہ نہ ہرگز ہو
ابو سفیان آیا اور ملا آ کر وہ بیٹیؓ سے
مگر انداز رملہؓ (۲۸۴) کے الگ ہی تھے
ہوا ناراض بی بیؓ سے، اُٹھا اور آ گیا مسجد
مقاصد آنے کے آقا ﷺ کو بتلائے
سنیں آقا ﷺ نے سب باتیں مگر کچھ بھی نہیں بولے
ملا بوبکرؓ سے اور پھر عمرؓ کے پاس وہ آیا
ملا آ کر علیؓ سے اور گزارش کی
قرابت داری ہے اپنی
محمد ﷺ سے کہیں کہ نہ لڑیں ہم سے

کہا حضرت علیؓ نے کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے
کیا جو فیصلہ آقا ﷺ نے، ہرگز ٹل نہیں سکتا
مخاطب فاطمہؓ سے ہو کے، اُنؓ سے جب گزارش کی
انھوں نے بھی نہیں کردی
کیا اصرار تو حضرت علیؓ نے یہ کہا اُس سے
کنانہ کے ہو تم سردار، مسجد میں چلے جاؤ
وہاں یہ امن کا پیغام پہنچاؤ
وہ مسجد میں چلا آیا
بہت سے لوگ بیٹھے تھے، وہیں موجود تھے آقا ﷺ
کھڑے ہو کر وہ بولا، امن کا پیغام لایا ہوں
کسی نے بھی توجہ سے سنی نہ بات یہ اُس کی
وہ یہ پیغام دے کر آ گیا مکے
سبھی کو آ کے بتلایا
سبھی نے اُس کی حالت پر کیا اظہار حیرت کا
دیا آقا ﷺ نے سب کو حکم کہ تیار ہو لشکر مگر یہ نہ کہا جائے گا کس جانب
ہوا آغاز روزوں کا بلایا ابو قتادہؓ (۲۸۵) کو، بلا کر اُنؓ کو سمجھایا
بلا تاخیر تم سوئے اضم جاؤ
سبھی سمجھے کہ یہ لشکر اضم کی سمت جائے گا
مگر آقا ﷺ یہ لشکر لے کے اس جانب چلے کہ تھی الگ منزل
صحابہؓ دس ہزار اس میں ہوئے شامل
یہ لشکر فاطمہ وادی میں آ پہنچا

ابوسفیان بھی مکہ سے آیا دیکھنے لشکر
بدیل اس سے ملا اور پھر ملے عباسؓ بھی اُس سے
اُسے سمجھایا کہ مانگے پناہ آقا ﷺ سے وہ مل کے
ملا آ کر وہ اور ایمان لے آیا
نبی ﷺ نے اُس کو ہی اعزاز یہ بخشا
کہ اُس کے گھر میں جو ہوگا، اُسے کچھ بھی نہیں ہوگا
ابوسفیان نے آ کر کیا اعلان مکہ میں
سنو لوگو! میں لشکر دیکھ آیا ہوں
بڑا لشکر ہے، تم میں سے کوئی اب لڑ نہیں سکتا
ملا ہوں میں محمد ﷺ سے، میں ایماں اُنؐ پہ لایا ہوں
مرے گھر میں جو آئے گا، اماں وہ جاں کی پائے گا
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، اپنے گھر جو ٹھہرے گا
یا جو کوئی حرم میں آ کے بیٹھے گا
اماں ہر طور پائے گا
خبر ہو اہلِ مکہ کو، نبی اکرم ﷺ یہ کہتے ہیں
ارادہ میرے لشکر کا نہیں ہے قتل و غارت کا
مرے آنے کا دن دراصل دن ہے سب کی عزت کا
ہوا دن اور سورج جب لگا چڑھنے
تو لشکر آپ ﷺ کا بھی مکہ کی جانب لگا بڑھنے
بڑا لشکر تھا، جو بھی دیکھتا حیران رہ جاتا
کھلا منہ اُس کا رہ جاتا، نہیں کچھ بھی وہ کہہ پاتا

ابوجہل و اُمیہ، عمرو[۲۸۶] کے بیٹوں نے سازش کی
فرو جس کو کیا خالدؓ نے لمحوں میں
نبی اکرم ﷺ کا لشکر ذی طویٰ آیا
حجون آ کر رُکے کچھ دیر کو آقا ﷺ
یہاں جھنڈا خدا کے نام کا گاڑا
تھے راکب آپ ﷺ قصوا پر
جھکا تھا سر
اسی حالت میں اُم ہانیؓ[۲۸۷] کے گھر تک چلے آئے
یہیں اُترے
پڑھیں شکرانے کی نفلیں
کیا یہ فیصلہ شعب ابی طالب میں ٹھہریں گے
جہاں آقائے عالم ﷺ نے تھے مظلومی کے دن کاٹے
مکمل فوجی غلبہ پہ کے آقا ﷺ کعبہ میں آئے
صحابہؓ سارے بھی تھے ساتھ آقا ﷺ کے
عجب منظر تھا ہر سُو، نعرۂ تکبیر کی آواز آتی تھی
فضا قرآن کے الفاظ سے مہکی ہی جاتی تھی
طواف کعبہ کی خاطر بڑھے آگے
کماں تھی ہاتھ میں آقائے عالم ﷺ کے
بتوں کو ایک اِک کر کے گرا ڈالا
گراتے جب کوئی بت آپ ﷺ تو لب پر یہ فقرہ خود بخود آتا
کہ حق آیا، گیا باطل کہ باطل ہی کو جانا تھا

عطا کعبے کی کنجی آپ ﷺ نے عثمانؓ(۴۸۸) کو کردی
گئے اندر تو جو تصویریں آویزاں تھیں، سب کو ہی ہٹا ڈالا
مٹا کر کفر کے سارے نشاں کعبے کو دھلوایا
کیا دروازہ بند اور اس جگہ آئے
مبارک پشت دروازے کی جانب کر کے آقا ﷺ نے پڑھیں نفلیں
پڑھی تکبیر کونوں میں
وہاں سے ہو کے فارغ آپ ﷺ نے دروازے کو کھولا
صحابہؓ اور اہلِ شہر حاضر تھے
نبی اکرم ﷺ نے دروازے کے بازو زور سے پکڑے
معافی کا ہر اک کے واسطے اعلان فرمایا
مفصل اک پڑھا خطبہ
وہاں سے ہو کے فارغ آ گئے باہر
بلالؓ آقا ﷺ کے پاس آئے، کہا انؓ سے چڑھو چھت پر
وہاں جا کر اذاں دو اور کعبہ سے اُتر آؤ
کہو تکبیر تا کہ ہم کریں سجدے
نماز آ کر صحابہؓ نے ادا کی اپنے آقا ﷺ کی امامت میں
مکمل فتحِ مکہ ہو گئی سرکارِ عالم ﷺ کی قیادت میں
ابو محذورہؓ بھی ایمان لے آئے
مقرر ہو گئے وہ ہی موذن آج کے دن سے
رہے کچھ دن یہاں آقا ﷺ، عطا کچھ خطبے فرمائے
بہت سے اہلِ مکہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے

تھے ان میں بوقحافہ[۲۸۹]، ہند[۲۹۰] اور صفوان[۲۹۱] بھی شامل
یہ منظر دیکھ کر باتیں سبھی انصار کرتے تھے
کہ مکہ میں کہیں آقا ﷺ نہ رُک جائیں
بلایا آپ ﷺ نے انصار کو، اُن پر کیا واضح
مرا مرنا، مرا جینا تمہارے ساتھ ہی ہوگا
تسلی رکھو، تم سے مَیں الگ ہو ہی نہیں سکتا
برائے انتظام آقا ﷺ نے یہ اعلان فرمایا
ولی ابنِ اسیدؓ[۲۹۲] اس شہر کا ہوگا
حرم کی بھی حدود آقا ﷺ نے واضح سب پہ فرمائیں
بتوں کی ہر نشانی کو علاقے سے مٹا ڈالا
مہاجر جتنے تھے، اُن سب کے گھر تھے شہرِ مکہ میں
رسول اللہ ﷺ نے اُن سب سے یہ فرمایا
نہ لے کوئی بھی گھر واپس
خدا اس کا عوض اپنے یہاں دے گا
جو طے ہے، بہتریں ہوگا
رہے اُنیس دن تک آپ ﷺ مکہ میں
یہاں اپنے پرائے پر کیے احسان آقا ﷺ نے
نتیجہ یہ
قبیلے کے قبیلے آپ ﷺ پر ایمان لے آئے
جو وعدہ تھا، وہ دن اللہ نے دِکھلائے
وہاں اب بھی تھے ایسے کچھ قبائل جو رہے محروم اس دیں سے

ہوا محسوس ڈر اُن کو، مسلماں اب انھیں بھی ختم کر دیں گے
چنانچہ یہ سبھی سر جوڑ کر بیٹھے
ہوازن اور ثقیف و سعد ان سب میں نمایاں تھے
جُشم والے، معتر والے تھے ساتھ اُن کے
تعلق قیسِ عیلاں سے ہی تھا سب کا
نہایت غور کر کے فیصلہ یہ سب نے کر ڈالا
مسلمانوں پہ جا کے بول دیں دھاوا
کیا لشکر بڑا تیار مالک (۲۹۳) کی قیادت میں
ہوا طے کہ سبھی سالار کا ہر اِک کہا مانیں
کہا سالار نے، ہر اِک قبیلہ پورا آ کے اس میں ہو شامل
رہے نہ کچھ بھی اور کوئی بھی پیچھے تا کہ دل سے ہم لڑیں سارے
مویشی، بیوی بچے بھی قبائل ساتھ لے آئے
خبر آقائے عالم ﷺ کو ملی اُن کے ارادے کی
کیا بارہ ہزار افراد کا تیار آقا ﷺ نے بڑا لشکر
تھے ان میں وہ بھی شامل جو ابھی ایمان لائے تھے
عدو اوطاس کی وادی میں آ اُترا
ادھر آقا ﷺ کا لشکر بھی بڑھا آگے
صحابہؓ کچھ نے دیکھا اپنا جب لشکر تو وہ بولے
کسی صورت عدو سے ہم نہیں مغلوب ہو سکتے
سنی یہ بات تو آقا ﷺ نے فرمایا
ہمیں یوں فخر کرنا اپنی طاقت پر نہیں زیبا

چلے کے سے آقا ﷺ اور حنین آئے

جہاں میدان پر غار پہلے ہی سے قابض تھے

یہاں تک آپ ﷺ کے لشکر کو آنے کے لیے دروں کے رستوں سے گزرنا تھا

جہاں مالک نے تیر اندازوں کو شب کو بٹھایا تھا

چلی مالک نے تھی جو چال اس کا اہلِ ایماں کو پتا نہ تھا

بڑھے جیسے ہی آگے، دشمنوں نے تیر برسائے

مسلماں ایسے گھبرائے کہ میداں چھوڑ کر بھاگے

شکستِ فاش کے آثار ظاہر تھے

نبی اکرم ﷺ نے یہ حالات دیکھے تو پکارے وہ ﷺ

مسلمانو! ادھر آؤ

میں عبدالمطلب کا ہوں پسر دیکھو

میں عبداللہ کا بیٹا ہوں، نبی ﷺ ہوں، سچ ہی کہتا ہوں

کہا عباسؓ سے کہ اہلِ ایماں کو بلاؤ تم

تھے خچر پر نبی اکرم ﷺ

عدو پر حملہ کرنے کے لیے جھپٹے

ابوسفیان اور عباسؓ اُن ﷺ کی راہ میں آئے

بلند آواز میں عباسؓ بولے، اے مسلمانو!

سنو اے بیعتِ رضوان والو! اس طرف آؤ

قریب آؤ محمد ﷺ کے، نہ گھبراؤ

سنی آواز تو ایمان والے، اُس طرف پلٹے

پڑا گھمسان کا رن، اہلِ ایماں دشمنوں پر ٹوٹے پڑتے تھے

اٹھائی آپ ﷺ نے مٹی زمیں سے اور پھینکا اُس کو دشمن پر
یہ فرمایا ''بگڑ جائیں مرے دشمن کے چہرے'' اور پھر رُک کر
فلک کی سمت دیکھا اور دیکھا اپنے لشکر کو
کوئی چہرہ نہ تھا دشمن کا جس تک
پہنچی نہ ہو آپ ﷺ کی پھینکی ہوئی مٹی
ذرا سی دیر میں کرنی پڑی دشمن کو پسپائی
ہوئی جس سے بہر سُو اُس کی رسوائی
ہے طے، اللہ نے امداد فرمائی
اسی جانب اشارہ کر کے، اللہ نے ہے فرمایا
''غرور اس روز کثرت کا تمہارے کام نہ آیا''
ذرا سی دیر میں دشمن ہوا پسپا
بہت قیدی، ہزاروں جانور، مالِ غنیمت لشکرِ اسلام نے پایا
تعاقب آپ ﷺ نے دشمن کا فرمایا
اسی مقصد کی خاطر کچھ صحابہؓ کو بھی بھجوایا
سبھی قیدی، سبھی مالِ غنیمت آپ ﷺ نے جعرانہ میں رکھا
کیا مسعودؓ (۲۹۴) کو نگراں مقرر اور بڑھے آگے
تعاقب کرتے کرتے آپ ﷺ طائف تک چلے آئے
قبائل کے بڑے لشکر کا تھا سالار مالک جو کہ طائف میں چھپا آ کر
عدو کا زور ٹوٹے، اس لیے لائے نبی اکرمؐ یہاں لشکر
سبھی دشمن تھے قلعہ بند اور مضبوط تھا قلعہ
بلایا آپ ﷺ نے نوفل (۲۹۵) کو، اُس نے آ کے بتلایا

یہاں آنے کا مقصد سال تک پورا نہیں ہوگا
ڈرایا آپ ﷺ نے دشمن کو کچھ دن تک وہاں رہ کر
کئی دن بعد جعرانہ میں لے آئے نبی ﷺ لشکر
یہاں تقسیم کی مالِ غنیمت کی
دکھائے اہلِ مکہ کے لیے اپنی سخاوت کے عجب جلوے
نوازا آپ ﷺ نے اُن کو تو سب انصار یہ سمجھے
انھیں محروم رکھا ہے
نبی اکرم ﷺ نے اُن سب کو بلایا اور سمجھایا
تمہارے بھائی ہیں، ایمان لائے ہیں
سخاوت سے دلوں کو اُن کے ہے جیتا
دلائل دے کے آقا ﷺ نے مفصل طور پر اُن سب کو بتلایا
اور آخر میں نبی ﷺ نے اُن سے یہ پوچھا
کہو، اس پر نہیں راضی ہو تم کہ وہ رہیں مالِ غنیمت پر
مگر تم مال کے بدلے مجھے لے جاؤ اپنے گھر
سنی یہ بات تو انصار روئے دیر تک کھل کر
وہ اتنا روئے کہ ہر اک کی داڑھی آنسوؤں سے ہو گئی تھی تر
گزارش کی
ہمیں اللہ نے جو بخشا، نہیں ثانی کوئی اُس کا
خوشی پر آپ ﷺ کی قربان سب کچھ ہو گا ہم سب کا
اسی دوران بتلایا کسی نے، ایک خاتوں ہیں ہوازن سے
وہ کہتی ہیں، محمد ﷺ بھائی ہیں میرے

بلایا آپ ﷺ نے اُن ؓ کو
اُنھوں ؓ نے یہ بتایا، ہوں بہن آقا ﷺ رضاعی آپ ﷺ کی اور نام شیما ہے
بچھائی آپ ﷺ نے چادر
محبت سے ملے، اُن ؓ کی سُنیں باتیں
انھیں آزاد فرمایا
بہت کچھ دے کے اُن ؓ کو گھر بھی بجوایا
کیا اعلان، عمرے کے لیے ہم مکہ جائیں گے
کیا عمرہ، مدینہ آپ ﷺ لوٹ آئے
یہاں پہنچے تو استقبال پورے شہر نے آ کر کیا مکہ کے فاتح ﷺ کا
یہ استقبال تھا اعلیٰ نمونہ شان و شوکت کا
نبی اکرم ﷺ سے لوگوں کی محبت کا

۱۱

تصور ہی تصور میں مدینے کی فضاؤں کا مسافر ہوں
اِک اسلامی ریاست کا ہے یہ مرکز
کوئی اک بات بھی اسلام کی حد سے نہیں باہر
جسے دیکھو، محبت کی علامت ہے
شہادت کی ہر اِک کے دل میں چاہت ہے
ہر اِک کے دل میں قربانی کا جذبہ ہے
جسے دیکھو سخاوت کا وہ دریا ہے

وہ خود کو بھوکا رکھ کر دوسروں کو کھانا دیتا ہے
خدا پر اور رسول اللہ ﷺ پہ اپنی جاں لٹانے کو ہی وہ ایماں سمجھتا ہے
محبت سے نبی ﷺ کا نام لیتا ہے
تجارت بھی مثالی ہے
دیانت میں ہر اک ارفع ہے، عالی ہے
یہ پورا شہر آقا ﷺ کی محبت سے مہکتا ہے
ہر اک کا چہرہ ایماں سے چمکتا ہے
ہوئی ہے واپسی آقا ﷺ کی مکہ سے
ریاست کی بھلائی کے لیے سارے امور آقا ﷺ نے خود دیکھے
مقرر آپ ﷺ نے عُمال فرمائے
دیا یہ حکم اُن کو کہ وہ جائیں جزیہ لیں سارے قبائل سے
یہ فرمایا علاقے پر نظر رکھیں
توجہ دعوتِ دیں پر مکمل طور پر رکھیں
منظم اک حکومت آپ ﷺ نے کر دی مدینے میں
بنایا آپ ﷺ نے دارالخلافہ بھی مدینے کو
کہا عُمال سے کہ وہ نظر پورے عرب پہ رکھیں ممکن جس طرح سے ہو
سبھی نے فرض اپنے سب نبھائے خیر و خوبی سے
ہدایت جو بھی ملتی، ہر طرح اُس پر عمل ہوتا
تصور نہ رہا باقی مسلمانوں میں خامی کا
ملا جو حکم، سب نے اُس کو فوراً کر دیا پورا
ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے خبر آئی

تمیم ایسا قبیلہ ہے جو نزدیکی قبائل کو
یہ کہتا پھر رہا ہے کہ نذرانہ جزیہ دو
برائے گوشمالی آپ ﷺ نے اِک دستہ بھجوایا
قیادت میں عیینہؓ[۲۹۶] کی جو آیا، کر دیا حملہ
قبیلے والے بھاگے چھوڑ کر کچھ عورتیں، بچے
عیینہؓ اُن کو اپنے ساتھ لے آئے
کئی دن بعد دس سردار آقا ﷺ سے ملے آ کر
بٹھایا آپ ﷺ نے لا کے سبھی کو صحنِ مسجد میں
سنیں اُن کی سبھی باتیں
وہ بولے کہ مباہات و تفاخر میں نہیں کوئی کہیں ہم سا
نہیں ہم سا ہوا کوئی نہ اب پیدا کوئی ہوگا
زبرقان[۲۹۷] و عطارد[۲۹۸] کو ہم اپنے ساتھ لائے ہیں
یہ شاعر ہیں، مقابل ان کے اپنے شاعروں کو آپ ﷺ لے آئیں
بلایا آپ ﷺ نے حسان بن ثابتؓ کو ثابتؓ[۲۹۹] کو
زبرقان و عطارد خوب شاعر تھے
مگر حسانؓ اور ثابتؓ نے اپنی شاعری جب اُن کو سنوائی
تو سردار اُن کے بن حابس[۳۰۰] نے فوراً یہ کہا سب سے
محمد ﷺ کے جو شاعر ہیں، وہ ہیں اچھے
اسی لمحے وہ سب ایمان لے آئے
اسی دوران تربہ کے قریں خثعم قبیلے نے اُٹھایا سر
وہاں اِک دستہ بھجوایا

بنو کلاب کو بھی آ کے اک دستے نے سیدھا رستہ دِکھلایا
حبش والوں کے کچھ ڈاکو چھپے تھے ساحلِ جدّہ پہ کچھ دن سے
نبی اکرم ﷺ نے دے کر تین سو افراد کا دستہ
یہاں پر علقمہؓ (۳۰۱) کو اُن کی سرکوبی کو بھجوایا
سبھی ڈاکو علاقہ چھوڑ کر بھاگے
علاقے میں کوئی ڈاکو نظر نہ پھر کبھی آیا
تھا حاتم کا قبیلہ طے جہاں پر فلس کی پوجا بڑے زوروں سے ہوتی تھی
علیؓ کو توڑنے کو بت نبی اکرم ﷺ نے بھجوایا
علیؓ نے بت کو توڑا، قیدی اور اموال لے کے آ گئے واپس
تھی سفانہ (۳۰۲) بھی شامل اُن میں، حاتم کی جو بیٹی تھی
عدی (۳۰۳) جو اس کا بھائی تھا، وہ بھاگا اور ملکِ شام جا پہنچا
گزارش کی یہ سفانہ نے آقا ﷺ سے
میں ہوں حاتم کی بیٹی، اپنی رحمت سے نوازیں اور
مجھے آزاد فرمائیں
اُسے آزاد آقا ﷺ نے کیا اور دی سواری بھی
وہ ملکِ شام جا پہنچی
عدیؓ سے وہ ملی جا کر، انھیں آقا ﷺ کے بارے میں یہ بتلایا
کرم اُن ﷺ سا عدیؓ میں نے نہیں دیکھا
نہ کھاؤ خوف، آقا ﷺ سے مدینے میں ملو جا کر
عدیؓ آیا، ملا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا
عدیؓ سے ایک دن آقا ﷺ نے فرمایا

عدیؓ! تم کو خدا دے زندگی، تم دیکھ پاؤ گے
کہ حیرہ سے اکیلی بیٹھ کر ہودج میں عورت مکہ آئے گی
کرے گی وہ طواف اور بے خطر واپس بھی جائے گی
عدیؓ! تم کو خدا دے زندگی، تم دیکھ پاؤ گے
ملیں گے سب خزانے تم کو کسریٰ کے
عدیؓ! تم کو خدا دے زندگی، تم دیکھ پاؤ گے
اُٹھا کر سونا، چاندی لوگ چلّو میں
تلاش ایسے غریبوں کو کریں گے جو یہ سب لے لیں
مگر ناکام ہو کر شام کو گھر لوٹ جائیں گے
عدیؓ کی زندگی میں آپ ﷺ کے فرمان دو تو ہو گئے پورے
عدیؓ کہتے تھے، ہے مجھ کو یقیں باقی جو ہے، وہ بھی
ہے ناممکن، نہ ہو پورا
ادھر ہرقل کو پہنچی جب خبر کہ اُس کا لاکھوں کا بڑا لشکر
پلٹ آیا ہے اہلِ ایماں کی افواج سے ڈر کر
تو اُس کے کان میں بجنے لگی اخطار کی گھنٹی
فتوحاتِ حنین و مکہ سے کچھ اور گھبرایا
چنانچہ حکم اُس نے دے دیا لشکر بنانے کا
ادھر آقا ﷺ کو بھی ساری خبر پہنچی
بلایا آپ ﷺ نے سارے صحابہؓ کو
کہا کہ آگے جا کے حملہ روکیں گے
کسی کو بھی یہاں آنے نہیں دیں گے

ہوا تیار لشکر کو کمی تھی ساری چیزوں کی
بڑھے آگے مسلماں تاکہ ہو جائے کمی پوری
جو ساماں جس کے گھر میں تھا، اُٹھا لایا
قیادت میں رسول اللہ ﷺ کی یہ لشکر تبوک آیا
مگر ہرقل نہیں آیا، خدا نے رحم فرمایا
بڑی دشواریاں دیکھیں رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے
مگر تھا دیدنی جذبہ سبھی کا اپنے آقا ﷺ کی قیادت میں
ہر اک کی تھی یہ خواہش کہ شہادت اُس کو مل جائے
اسی جذبے سے سب کے سب تبوک آئے
ٹلا حملہ تو آقا ﷺ نے قبائل پر توجہ دی
سنا جب حاکمِ ایلہ (۳۰۴) نے، سمجھوتا کیا آ کر
ادا جزیہ کرے گا وہ
اکیدر، جربا، اذرح نے بھی سمجھوتے کیے آ کر
یہی غزوہ ہے جس سے واپسی پر واقعہ یہ پیش آیا تھا
رسول اللہ ﷺ سواری پر تھے لشکر سے ذرا ہٹ کر
حذیفہؓ (۳۰۵) اور تھے عمارؓ (۳۰۶) بھی اُن کی رفاقت میں
اچانک ایک گھاٹی سے بڑا ٹولہ عجب مشکوک لوگوں کا نکل آیا
یہ تھے اسوار، کرنا چاہتے تھے آپ ﷺ پر حملہ
صحابہؓ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
بڑھو آگے، کوئی ان میں سے بچ کر جانے نہ پائے
حذیفہؓ ایک لمحے میں بڑھے آگے

وہ ہر اِک کی سواری پر لگاتے ضرب کچھ ایسی
کہ فوراً وہ بدک جاتی
ذرا سی دیر میں ٹولے میں شامل لوگ یوں بھاگے
کہ پھر وہ نہ نظر آئے
قرینِ شہر یہ لشکر جب آ پہنچا
برائے پیشوائی شہر لمحوں میں اُمڈ آیا
صحابہؓ جو نہ اس لشکر میں آئے تھے
وضاحت کرنے آ پہنچے
رہے بے وجہ جو گھر پر اکا دن دن تلک وہ سب رہے تنہا
وحی آئی، قبول اُنؓ کی ہوئی توبہ
مضافاتِ مدینہ میں منافق لوگوں نے مسجد [۳۰۷] بنائی تھی
ہوئی جب واپسی غزوے سے آقا ﷺ نے معنؓ [۳۰۸] کو اور مالکؓ کو [۳۰۹] وہاں بھیجا
انھوں نے جا کے وہ مسجد گرائی اور جلا ڈالی
اسی غزوے میں ہر اک کی سمجھ میں بات یہ آئی
مسلماں اب بڑی طاقت ہیں جو ہرقل کو بھی آنکھیں دکھاتے ہیں
خدا کے نام پر یہ جان ہنس ہنس کر لڑاتے ہیں
کوئی ان کا نہیں ثانی
مدینہ ہی نہیں، پورے عرب پر ان کی ہے شاہی
قبیلوں، حکمرانوں، بادشاہوں اور امیروں کے
وفود آقا ﷺ کی خدمت میں کئی آئے
زمانے نے الگ انداز شاہی کے یہاں دیکھے

اسی دوران آقا ﷺ نے صحابہؓ حج کرنے کے لیے بھیجے

امیر اس قافلے کے حضرتِ بوبکرؓ ہی ٹھہرے

ہدایاتِ ضروری سے نوازا آپ ﷺ نے اُنؓ کو

چلے وہؓ، قافلہ جب ذوالحلیفہ تک ہی پہنچا تھا

علیؓ کو آپ ﷺ نے بھیجا

علیؓ قصوا پہ آئے تھے

انھیںؓ دیکھا تو یارِ غارؓ یہ سمجھے

امیر اُنؓ کو مقرر کر کے آقا ﷺ نے ہے بھجوایا

علیؓ نے لیکن آ کر یہ وضاحت کی

کہ وہؓ ہیں خویش آقا ﷺ کے

سو وہ اعلان کریں گے ایک سورت کا، جو سورت ہے برأت کی

اسی میں حکم آیا کہ جب اگلا حج آئے گا

کوئی مشرک بھی کعبہ آ نہ پائے گا

طواف اب بے لباسی میں نہیں ہوگا

جب آیا حج کا موسم کیا بوبکرؓ نے اس کا عطا خطبہ

علیؓ نے کی تلاوت آ کے سورت کی، یہ سورہ تھی برأت کی

منادی حضرتِ بوبکرؓ نے سارے میں کروائی

انھوں نے اس کی اک اک بات بھی ہر اک کو سمجھائی

مدینے حج کر کے قافلہ واپس چلا آیا

نبی ﷺ نے قافلے والوں کا باہر شہر سے آ کر خود استقبال فرمایا

نبی اکرم ﷺ نے ہر لمحہ گزارا راہِ اللہ میں

اسی باعث خدا کا دین ہر لمحہ بڑھا آگے
نصیبے پھر گئے ہر طور سے پورے عرب کے اب
نظر میں سب کی ٹھہرے محترم ہر طور سے وہ سب
مغازی نے انھیں اقوام میں ممتاز کر ڈالا
کیا تسلیم ہر اک نے
محمد ﷺ پوری دنیا میں بڑے سالار ہیں سب سے
عدو کو جو عدد کی فوقیت حاصل تھی، خاطر میں نہیں لائے
مسلمانوں نے جوہر اپنے سب کو کھل کے دکھلائے
قیادت کے کرم نے اُن کے ہر انداز کو بدلا
کہ دنیا میں کوئی اِک بھی نہیں ثانی رہا اُن کا
حنین و مکہ اور آ کر تبوک آقا ﷺ نے دنیا بھر کو بتلایا
لڑیں گے کوئی بھی ہو سامنے، ڈرنا کسی سے کیا
خدا کی ذات ہے جب ساتھ تو ڈرنے سے کیا مطلب
مغازی نے بدل ڈالے بُرے حالات سب کے سب
شریفانہ ضوابط اور قوانیں ہو گئے لاگو
لڑائی کے مقاصد اب سراسر مختلف ٹھہرے
بجائے ذات کے سب ہو گئے وابستہ اللہ سے
لڑائی ہوتی تھی اب ظلم کو نیچا دکھانے کو
مسلماں لڑتے، دنیا سے مظالم کے مٹانے کو
نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ دینِ حق ہر سُو اب پھلا پھولا
حصولِ امن ہی بنیادی مقصد تھا

اسی مقصد نے ہر اُجڑے ہوئے کو پھر سے دنیا میں بسا ڈالا
خدا کے نام کا ہی بول ہر سُو ہو گیا بالا
وفود آنے لگے ہر سمت سے آقا ﷺ سے ملنے کو
تھی تعداد ان کی ستر، آپ ﷺ سے ملنے کو آئے جو
قبیلہ قیس سے ہو کے مسلماں تیرہ لوگ آئے
تھے قائد الاشجؓ[۳۶۰] سب کے
قبیلہ دوس سے بن عمرو[۳۶۱] بھی تشریف لے آئے
جنابِ فروہؓ[۳۶۲] کے قاصد بھی ملنے آئے آقا سے
تحائف ساتھ کچھ لائے
تھے فروہؓ رومیوں کی فوج کے سالار مدت سے
لڑے وہؓ جنگِ موتہ میں مگر اسلامیوں کے ہو گئے قائل
ہوئے اسلام میں داخل
حکومت نے انھیںؓ پیغام بھجوایا کہ ترک اسلام کو کر دو
وگرنہ موت پاؤ گے
کیا نہ ترک اسلام اور شاخِ دار پر جھولے
وفود آئے
ہوازن کا بھی وفد آیا
جو قیدی اُن کے تھے، آقائے عالم ﷺ نے انھیں چھوڑا
اسی حُسنِ عمل پر آپ ﷺ پر ایمان وہ لائے
صدا کے وفد نے آ کر کرم سے جھولیاں بھر لیں
اسی دوران، کعب[۳۶۳] آئے، جو شاعر تھے

بڑے دشمن تھے آقا ﷺ کے

بُرے اشعار وہ آقا ﷺ کے بارے میں کہا کرتے

طلب آ کے اماں آقا ﷺ سے کی

کہہ کر قصیدہ ساتھ وہ لائے

قصیدہ سُن کے آقا ﷺ نے نوازا اُن کو عزت سے

بنو عذرہ کا آیا وفد اور ایمان لے آیا

ثقیف آئے

تھے اُن میں عبد یا[۳۶۴] شامل

ملے تھے اُن سے پہلے آپ ﷺ سے عروہؓ[۳۶۵]

خدا کے فضل سے ایمان لائے تھے

گئے طائف تو سب کو جا کے بتلایا

یہ سنتے ہی ہوئے سب مشتعل اور اُنؓ پہ سب نے کر دیا حملہ

شہید اُنؓ کو بس اِک لمحے میں کر ڈالا

یہ کر بیٹھے تو بے حد خوف نے اب اُن کو آ گھیرا

کہ جب اسلام کا لشکر یہاں آیا

تو اُس سے کوئی ہرگز لڑ نہ پائے گا

سو سب نے کر کے منت عبد یا کی آپ ﷺ کی خدمت میں بھجوایا

نبی اکرم ﷺ نے اُن کو گوشہ مسجد میں ٹھہرایا

مسلماں ہونے کو کچھ شرطیں بھی وہ ساتھ لائے تھے

سنیں آقا ﷺ نے شرطیں، رد فرمائیں

رہا نہ جب کوئی چارہ تو سب ایمان لے آئے

وہاں خالدؓ کو بھیجا حکم دے کر، لات کو ڈھادو
جہلت کے وہاں جتنے نشاں تھے، آ کے خالدؓ نے مٹا ڈالے
یمن کے بادشاہوں میں
نعیم (۳۱۶) وحارث (۳۱۷) ونعمان (۳۱۸) شامل تھے
انھوں نے نامہ بر بھیجا
گزارش کی کہ وہ ہیں آپ ﷺ پر ایمان لے آئے
معاذ ابنِ جبلؓ کو آپ ﷺ نے بھیجا
وہاں جا کر انھوںؓ نے رات دن اسلام پھیلایا
تھا ہمدان اک قبیلہ جو یمن کا تھا
عرب والوں کی نظروں میں معزز تھا
نبی اکرم ﷺ نے خالدؓ کو وہاں بھیجا کہ جا کر اُس کو دعوت دیں
قبیلہ اس طرف لیکن نہیں آیا
علیؓ کو دے کے نامہ، آپ ﷺ نے ہمدان میں بھیجا
علیؓ نے نامہ پڑھ کر اُن کو سمجھایا
خدا نے فضل فرمایا
قبیلہ آپ ﷺ پر ایمان لے آیا
فزارہ کا بھی وفد آیا، قبیلہ یہ مسلماں تھا
بڑی ہی خشک سالی تھی
گزارش آپ ﷺ سے کی کہ دُعا بارش کی فرمائیں
دعائے خاص اُن کے حق میں آقا ﷺ نے فرمائی
یمن میں ایک نصرانی علاقہ تھا جسے نجران کہتے ہیں

وہاں کا وفد اسقف کی قیادت میں ہوا حاضر
کہا اسقف نے عیسیٰؑ کون ہیں، کچھ ہم کو بتلائیں
کہا آقا ﷺ نے اُن سے، کل بتاؤں گا
خدا نے مہربانی کی، ہوئیں آیات کچھ نازل
جواب اس کا مفصل جن میں تھا شامل
نبی ﷺ نے اُن کو بتلایا تو اسقف نے کہا فوراً
جواب وہ دینِ حق کے ہم نہیں قائل
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب یہ فیصلہ اللہ پہ ہم چھوڑیں
طریقہ اس کا یہ ہے، بددعا اِک دوسرے کو دیں
جو ہم میں سے ہے جھوٹا، اب خدا اُس کو سزا دے گا
چنانچہ آپ ﷺ اپنے ساتھ اہلِ بیت لے آئے
انھیں دیکھا تو اسقف اور اُس کے ساتھی گھبرائے
وہ فوراً جزیہ دینے کی طرف آئے
حنیفہ والوں کا اک وفد ملنے آپ ﷺ سے آیا
تھا اِک کذاب (۲۴۹) بھی اُس وفد میں شامل
نبی اکرم ﷺ نے کچھ دن پہلے ہی اک خواب دیکھا تھا
صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بتلایا تھا، دو کذاب آئیں گے
یہاں فتنہ وہ پھیلائیں گے، لیکن منہ کی کھائیں گے
ملا کذاب اِک دن آپ ﷺ سے آ کر
عجب بے ڈھنگی باتیں وہ لگا کرنے
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیری شکل میں شر ہے یہاں آیا

کییں اُس نے پیش کچھ شرطیں جنھیں آقا ﷺ نے ٹھکرایا

یہ دورِ حضرتِ بوبکرؓ تھا جس میں

ٹھکانے اُس کو وحشی (۳۲۰) نے لگایا تھا

اسی دوران تین افراد، عامر (۳۲۱) جن میں شامل تھا

نبی اکرم ﷺ کی جاں لینے کو آئے تھے

تھا عامر سرغنہ اُن کا

بڑھا آگے، یہ چاہا کہ نکالے اپنی شمشیر اُس سے لیکن نہ نکل پائی

نیام اُس کا ہوا اس ظلم میں حائل

خدا نے چھین لی اُس کی سبھی طاقت

اُسے دیکھا تو آقا ﷺ نے فقط یہ بات فرمائی

خدا ہی تم کو سمجھے گا

اُسے وہ کاٹنا ہو گی جو جیسی فصل بوئے گا

اُسے سرطان نے کچھ دن میں آگھیرا

مرا رستے میں، گھر تک بھی نہیں پہنچا

تجیب اک تھا قبیلہ، وفد اُس کا بھی ہوا حاضر

دُعا آقا ﷺ نے فرمائی

یہاں کچھ دن رہا تعلیم کی خاطر

قبیلہ طے کے بھی کچھ لوگوں کا اک وفد آیا تھا

خدا نے دینِ حق سے وفد والوں کو نوازا تھا

وفود آقا ﷺ کی خدمت میں ہوئے کچھ اور بھی حاضر

تھے اُن میں بی یمن، ازد و قضاعہ کے محارب، حارث و کندہ

بنی عامر، بنی عیش و سلاماں اور ذی مرہ
ہوئے حاضر بنی عبس و مزینہ اور بنی سعد و بنی بہرا
زبید و منتفق، خولان جیسے وفدوں کا خاصا بڑا ریلہ
بہت کم عرصے میں داخل ہوئے اسلام میں سارے
کئی ایسے تھے جو سرداروں کے کہنے پہ اس جانب چلے آئے
مگر ایمان کیا ہوتا ہے، کچھ بھی نہ سمجھ پائے
زیادہ تر تھے ایسے جن کے روشن ہو چکے تھے دل
سراسر دین سے مخلص تھے وہ، ایماں بھی تھا کامل
یہ ایسے تھے کہ قرباں جان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے
سدا اُس پر عمل کرتے کہ آقا ﷺ جو بھی کہتے تھے
عرب میں اِک انوکھا انقلاب آیا
جسے اک اُمّی ﷺ نے سارے میں برپا کر کے دِکھلایا
یہ وہ اُمّی ﷺ ہے جس نے عمر بھر مکتب نہیں دیکھا
چرا کر بکریاں صحرا میں بچپن جس نے کاٹا تھا
اُسی اُمّی ﷺ نے دنیا میں انوکھا علم پھیلایا
کہ جس کی روشنی نے عالموں کو اک الگ احساس دِلوایا
جہالت کے گھنے جنگل میں تبدیلی وہ لے آیا کہ جس میں سارے عالم نے
مظالم کی فضا کو رد کر ڈالا
ہر اک ظالم کا روکا ہاتھ اور مظلوم کو انصاف دِلوایا
غلامی کے اندھیروں کو مٹا ڈالا
نتیجہ یہ کہ ہر جانب اُجالا ہی اُجالا تھا

گزاری عمر آقا ﷺ نے سدا جہدِ مسلسل میں
خدا کے حکم کی تعمیل میں، حمد و عبادت میں
مہموں کی قیادت میں
اسی جہدِ مسلسل سے خدا کے سامنے وہ سرخرو ٹھہرے
وہ ٹھہرے کامراں، اُن ﷺ کو ملا انعام اللہ سے
کہ وہ ﷺ اب حج کرنے کے لیے جائیں
وہاں جا کر زمانے تک خدا کے سب اہم پیغام پہنچائیں
چنانچہ آپ ﷺ نے اعلان کروایا
کہ مَیں حجِ مقدس کے لیے اس سال جاؤں گا
سنا اعلان تو کافی مسلماں یہ تمنا لے کے آ پہنچے
سعادت آپ ﷺ کے نقشِ قدم پہ چل کے جانے کی وہ پائیں گے
مدینے کی فضا نعروں سے گونج اُٹھی
صدا لبیک کی ہر سُو سنائی دی
چلا یہ قافلہ آقائے عالم ﷺ کی قیادت میں
مدینے سے چلا اور ذوالحلیفہ میں یہ آ پہنچا
یہیں احرام حج و عمرہ کا حسبِ ضرورت لوگوں نے باندھا
یہاں سے چل کے مکہ قافلہ کچھ دن میں آ پہنچا
ادا عمرہ کیا اور پھر قیام آقا ﷺ نے اور سب نے یہیں کچھ دن کا فرمایا
ہوئی جب آٹھ ذی الحجہ
منیٰ آئے سبھی آقائے عالم ﷺ کی قیادت میں
مناسک حج کے آ کے ادا فرمائے آقا ﷺ کی امامت میں

یہاں سے آگے عرفہ

قریباً ڈیڑھ لاکھ آئے صحابیؓ حج کرنے کو

ڈھلا جب دن تو پورا قافلہ وادی میں آ پہنچا

یہاں آ کر دیا خطبہ

بلالؓ و بنِ اُمیہؓ (۳۲۲) سے کہا، جو مَیں کہوں وہ بات دہراؤ

پڑھی حمد و ثنا آقا ﷺ نے اور آغاز خطبے کا یوں فرمایا

سنو و گو توجہ سے مری باتیں کہ شاید مل نہ پاؤں پھر

سمجھ میں جو نہ آئے بات، پوچھو، میں اُسے دہراؤں گا سمجھانے کی خاطر

حرام اک دوسرے پر ہے تمہارا خون و مال ایسے

مقدس یہ مہینا، شہر اور دن تم پہ ہے جیسے

جہالت کو، سنو، میں نے مکمل طور پر ہی روند ڈالا ہے

ہوئے جو قتل پہلے، قاتلوں کو میں نے بخشا ہے

ہوا تھا قتل جو بیٹا ربیعہ ابنِ حارث کا

قبیلہ سعد میں اُس نے برائے شیر خواری لا کے چھوڑا تھا

اُسے بخشا کہ جو مجرم قبیلہ ہے

تمھیں اہلِ ہذیل اس قتل سے میں نے بریت سے نوازا ہے

ہوا ہے سود بھی اب ختم سب عہدِ جہالت کا

چچا عباسؓ نے جو لینا تھا، اب وہ ادا ہرگز نہیں ہوگا

خواتین کے لیے تم کو ہدایت ہے

ڈرو اللہ سے کہ یہ تمہارے پاس اُس کی ہی امانت ہیں

تمھارے واسطے کر دیں حلال اللہ نے، یہ اُس کی عنایت ہے

خیال ان کا بڑی اچھی طرح سے تم سدا رکھو
کھلاؤ ان کو اچھا اور پہناؤ لباس اچھا
قریش اب تم سنو پوری توجہ سے مری باتیں
مرے اپنے ہو، تم اس بھول میں ہرگز نہیں رہنا
کہیں ایسا نہ ہو کہ سب کریں محنت
مگر فخرِ نسب میں تم رہو پیچھے
سمجھ کر یہ، محمد ﷺ ہیں تمہارے، وہ ﷺ چھڑا لیں گے
تم اپنے فرض سب کے سب بھلا بیٹھو
سنو! اعمال ہی روزِ قیامت کام آئیں گے
کسی کے کام کوئی آ نہ پائے گا
خدا کی ہے اطاعت ہی عمل ایسا
بروزِ حشر جو محفوظ رکھے گا
اطاعت کے عمل سے اپنی جان و مال و عزت کو سدا محفوظ پاؤ گے
اسی حالت میں ہی اپنے خدا کے پاس جاؤ گے
تمہاری جان، قبضے میں خدا کے ہے، سنو لوگو!
ادا کیا میں فرائض اپنے کر پایا، کہو لوگو!
سُنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر کہا، آقا ﷺ!
کیا ہے آپ ﷺ نے ہر فرض خوبی سے ادا آقا ﷺ
مخاطب سب کو کر کے آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں سے
کسی کی گر کسی کے پاس کوئی بھی امانت ہے
امانت اُس کی لوٹاؤ تم اُس کو اصلی حالت میں

کرو نہ تم خیانت کوئی بھی اُس کی امانت میں
سزا قاتل کی ہے کہ قتل ہو وہ بھی
ارادے کا اگر نہ دخل ہو اُس قتل میں کوئی
دیت سو اونٹ کی قاتل پہ لازم ہے
کوئی اِس سے سوا مانگے تو یہ اُس کی جہالت ہے
پھر اس کے بعد آقا ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے لوگو!
بہت غصے میں ہے شیطان اور غصہ اُسے یہ ہے
کہ اب اُس کو یہاں پیرو کوئی بھی مل نہ پائے گا
مگر اپنے تئیں کوشش سدا جاری وہ رکھے گا
اُسے اندازہ ہے، مذہب کے بارے میں
نہ مانو گے کوئی بھی بات اب اُس کی
تمھیں دیگر مسائل میں وہ اُلجھا دے، وہ چاہے گا
دغا دے گا تمھیں اور وہ تمھارے دین کو کمزور کر دے گا
حفاظت دین کی کرنا
غلط گوئی کرے تو اُس پہ ہرگز کان نہ دھرنا
کبھی بہکاوے میں اُس کے نہیں آنا
جو حُرمت کے مہینے ہیں، اُنھیں حرمت ہی دینی ہے
رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم یہ مہینے ہیں
انھی کا ذکر قرآں میں بھی آیا ہے
ملے نہ ان کے جیسی اوروں کو عزت
نبی اکرم ﷺ نے پھر پوچھا

ادا کیا میں فرائض اپنے کر پایا، کہو لوگو!
سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر کہا، آقا ﷺ!
کیا ہے آپ ﷺ نے ہر فرض خوبی سے ادا آقا ﷺ
نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو!
جو مجھ پہ لایا ہے ایماں، مسلماں ہے
مسلماں جتنے ہیں، آپس میں بھائی ہیں
کسی کا مال نہ لو جب تلک حاصل نہ ہو اُس کی رضامندی
بنو نہ جانی دشمن تم کسی کے بھی
بڑی مضبوطی سے دامن پکڑ لو تم اخوت کا
کتاب اللہ، مری سنت، یہی دونوں تمھیں رَستہ دکھائیں گی
غلط رستے پہ جانے سے بچائیں گی
تمہارا جد اِک ہے اور اِک ہی ہے تمھارا رب
بنے تھے مٹی سے آدم، ہو اولادِ اُن کی سب کے سب
ہے طے کہ ہے خمیر اک ہی تمھارا جو کہ ہے مٹی
کسی اک کو نہیں حاصل کسی پر برتری کوئی
عرب برتر ہے نہ ہی ہے عجم والا کوئی کم تر
بڑا اب کوئی ہو گا تو بڑا ہو گا وہ تقویٰ سے
وگرنہ سب برابر ہیں خدائے پاک کے بندے
رُکے آقا ﷺ، سبھی سے آپ ﷺ نے اک بار پھر پوچھا
ادا کیا میں فرائض اپنے کر پایا! کہو لوگو
سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر کہا، آقا ﷺ!

کیا ہے آپ ﷺ نے ہر فرض خوبی سے ادا آقا ﷺ!

نبی اکرم ﷺ مخاطب پھر ہوئے لوگوں سے، فرمایا

سنو لوگو! مقرر کر دیا اللہ نے ہر وارث کا خود حصہ

یہ حصہ اُس کو ہر صورت میں ملنا ہے

وصیت نہ کرو کہ ایک وارث کو ملے اُس سے زیادہ اُس کے حصے سے

وصیت اجنبی یا رشتہ داروں کے لیے گر اک تہائی تک کی تم کر لو

تمھیں اس کی اجازت ہے

زنائے محصنہ کا مرتکب پتھر ہی کھائے گا

نسب بدلیں گے جو، پھٹکار ہی ایسوں کی قسمت ہے

غلام ایسا جو اپنے آقا ﷺ کو سمجھے نہیں آقا

تو وہ دھتکارا جائے گا

قیامت میں قبول اُس کا ہدیہ، فدیہ نہ ہوگا

فرشتوں اور انسانوں سے لعنت ہی وہ پائے گا

توقف تھوڑا سا فرما کے آقا ﷺ نے یہ پوچھا سارے لوگوں سے

ادا کیا میں فرائض اپنے کر پایا، کہو لوگو!

سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر کہا آقا ﷺ!

کیا ہے آپ ﷺ نے ہر فرض خوبی سے ادا آقا ﷺ!

اُٹھائی آپ ﷺ نے انگلی شہادت کی، یہ فرمایا

مرے مولا! دیا تھا حکم جو مجھ کو، وہ میں نے کر دیا پورا

تری ہی ذات واحد ہے

تو شاہد رہ، تو شاہد رہ

خداوندا! تو شاہد رہ

جو حاضر تھے، سلام آقا ﷺ نے اُن کو کر کے خطبہ ختم کر ڈالا

وہاں موجود تھے جتنے

دلوں کو اُن کے نورِ حق سے بھر ڈالا

اُسی لمحے وحی نازل ہوئی، اللہ نے فرمایا

تمہارا دین بھی اسلام ہی کو چُن لیا میں نے

مری نعمت مکمل ہو چکی ہر طور سے تم پر

یہ آیت آپ ﷺ نے پہنچائی ساروں تک اُسی لمحے

پھر اس کے بعد آقا ﷺ نے مناسب حج کے کر کے ادا ہر اک کو سکھلائے

وہاں سے آئے مزدلفہ جہاں شب باشی فرمائی

یہاں سے اگلے دن پہنچے منیٰ، تکمیل کی سارے مناسک کی

یہیں قربانی اک سو اونٹ کی کر کے دیے دو دن تک خطبے

منیٰ میں تین دن تشریق کے کاٹے

صحابہؓ کو بھی احکام بتلائے

صفا یا شرک کا کر کے صحابہؓ کی رفاقت میں

نبیؐ مکہ چلے آئے

یہاں باقی مناسک بھی ادا آقا ﷺ نے فرمائے

طواف آقا ﷺ نے کر کے الوداعی، یہ کہا سب سے

مناسک جو ہیں باقی وہ ادا کر لو

یہاں سے واپسی کا وقت آ پہنچا

مدینے کا سفر جاری تھا، رستے میں

بریدہ اسلمیؓ[(۳۴۳)] آکر ملے آقا ﷺ سے اور اُن ﷺ سے گزارش کی

علیؓ سے اِک شکایت ہے

شکایت آقا ﷺ نے اُنؓ کی سنی پوری

غدیرِ خم پہ آیا قافلہ تو آپ ﷺ نے روکا

عطا آقا ﷺ نے فرمایا یہاں اِک مختصر خطبہ

بلاوا آنے والا ہے مرا! آقا ﷺ نے فرمایا

جو اہلِ بیت ہیں میرے، ملو اُن سے محبت سے

تمنا ہے یہی میری کہ پیش آؤ ہمیشہ اُن سے عزت سے

علیؓ کے بارے میں اتنا ہی کہنا ہے

کہ میں مولا ہوں جس کا، ہاں، علیؓ بھی اُس کا مولا ہے

سنا جب یہ بریدہؓ نے

کدورت اُنؓ کے دل میں نہ رہی باقی

رہے حضرت علیؓ کے عمر بھر ساتھی

مدینے آکے آقا ﷺ نے دیا ترتیب اِک لشکر

اُسامہؓ[(۳۴۴)] کو مقرر آپ ﷺ نے سالار فرمایا

تھی رومی سلطنت اُس دور کی سب سے بڑی طاقت

وہاں کے حکمراں مغرور تھے اتنے

کوئی ہو سامنے، اُس کو نہیں کچھ بھی سمجھتے تھے

انھوں نے حضرتِ فردہؓ کو سُولی پر چڑھایا تھا

رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو بڑی بے دردی سے بلقا میں مارا تھا

سزا دی جائے اُن کو، آپ ﷺ نے یہ لازمی سمجھا

اسامہؓ کا یہ لشکر جب جُرف پہنچا
طبیعت آپ ﷺ کی ناساز ہے اُس تک خبر پہنچی
چنانچہ رُک گیا لشکر وہیں، آگے نہ بڑھ پایا

۱۲

تصور ہی تصور میں مدینے کی فضاؤں کا مسافر ہوں
منظم ایک اسلامی حکومت ہے یہاں قائم
قیادت ہے جسے بے مثل آقا ﷺ کی یہاں حاصل
ہے جن کا ہر عمل اعلیٰ، سدا کامل
مکمل ہو چکا ہے دین اللہ کا
چنانچہ مرحلہ اب آ گیا اُمت سے آقا ﷺ کی جدائی کا
ہوا یہ آپ ﷺ کے احوال سے، کردار سے، گفتار سے ظاہر
معاذ ابنِ جبلؓ علمِ قیافہ کے سدا سے تھے بڑے ماہر
طلب آقا ﷺ نے کر کے، اُنؓ سے فرمایا یمن جائیں
امورِ سلطنت کو منتظم کے طور پر دیکھیں
کہا یہ بھی کہ تمؓ جب اس برس کے بعد آؤ گے
مدینے آ کے مجھ ﷺ سے مل نہ پاؤ گے
انھیں صدمہ ہوا کہ آپ ﷺ کا فرماں غلط ہو ہی نہیں سکتا
یقیں اُنؓ کو ہوا کہ آ گیا لمحہ جدائی کا
مہینا روزوں کا آتا تو دس دن آپ ﷺ مسجد میں ہی رہتے تھے

برائے اعتکاف اس بار دو عشرے نبی اکرم ﷺ وہیں ٹھہرے
ہمیشہ آپ ﷺ کو جبریلؑ اک ہی دورِ قرآں آ کے کرواتے
مگر جبریلؑ نے اب آپ ﷺ کو دو دَور کروائے
گئے جب حج پر تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا
مناسک حج کے تم سیکھ لو کہ میں یہاں پھر آ نہ پاؤں گا
اُحد تشریف لائے تو شہیدوں کے لیے آ کر دُعا آقا ﷺ نے فرمائی
دُعائیں آپ ﷺ نے کی جیسے رخصت ہو رہے ہوں زندہ لوگوں اور مُردوں سے
وہاں سے آ کے واپس آپ ﷺ آئے سیدھا منبر پر
مخاطب ہو کے فرمایا صحابہؓ سے
میں میرِ کارواں ہوں اور گواہی روزِ محشر مجھ کو دینا ہے وہاں سب کی
تمہارا رازداں ہوں میں
مرا جو حوض جنت میں ہے، میرے سامنے ہے وہ
زمیں کے سب خزانے بھی عطا فرمائے ہیں اللہ نے مجھ کو
کرو گے شرک تم، اس کا نہیں ہے ڈر مجھے کوئی
مگر مجھ کو ہے ڈر کہ تم لڑو گے دنیاداری پر
بوقتِ شب گئے قبروں پہ اور مانگی دُعا جا کر
سلام اے قبر والو! تم ہو جیسے، اس کی تم سب کو مبارک ہو
شبِ تاریک کے ٹکڑے ہیں، پیچھے آ رہے ہیں جو
یہاں فتنے جو دیکھے ہیں
یہ لگتا ہے، بُرے پہلوں سے پیچھے آنے والے ہیں
بشارت قبر والوں کو دی آقا ﷺ نے

کہ ہم بھی آ کے تم سے ملنے والے ہیں

صفر سن گیارہ کا تھا آخری دوشنبہ کہ آقا ﷺ

صحابیؓ کے جنازے کے لیے آئے

انھیںؓ دفنا کے جب لوٹے، کیا محسوس دردِ سر

حرارت آپ ﷺ نے محسوس فرمائی جب آئے گھر

یہی آغاز تھا مہلک مرض کا جس میں آقا ﷺ نے

امامت کی نمازوں کی تسلسل سے

مگر پھر روز تیزی سے مرض بڑھنے لگا آقائے عالم ﷺ کا

اسی دوران آقا ﷺ پوچھتے رہتے کہ کل جاؤں گا کس کے گھر

سو ساری بیبیوں نے دی اجازت کہ جہاں چاہیں، وہیں ٹھہریں

سمجھتی تھیں سبھی، بولیں حمیراؓ[۳۴۵] کے یہاں رہ لیں

چنانچہ آپ ﷺ بی بی عائشہؓ کے گھر چلے آئے

حیاتِ پاک کے دن آخری آقائے عالم ﷺ کے یہیں گزرے

نقاہت کے سبب آقا ﷺ کا مشکل ہو گیا چلنا

کنویں تھے سات یثرب میں

نبی اکرم ﷺ نے پانی اُن کا منگوایا

مصفا پانی مشکیزوں میں آیا تو وہاں موجود لوگوں سے یہ فرمایا

یہ ڈالو جسم پر میرے

ہوئی تعمیل اور ڈالا گیا وہ جسمِ اطہر پر

ہوا جب جسمِ اطہر قدرے ٹھنڈا، آپ ﷺ نے روکا

نہا کے آ گئے مسجد

صحابہؓ تھے وہاں موجود اُنؓ سب سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
بہت مشکل سے مسجد تک میں آیا ہوں
تمھیں کھل کر میں کہتا ہوں
کبھی پوجا نہ میری قبر کی کرنا
کسی کی پیٹھ پر مارا ہو گر کوڑا
اجازت ہے کہ لے لے مجھ سے وہ بدلہ
کسی سے ناروا گر بات میں نے کی
وہ لے بدلہ، اجازت میں نے دل سے دی
امامت ظہر کی فرمائی اور پھر ہو گئے تشریف فرما آپ ﷺ منبر پر
وصیت آپ ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمائی
کہا کہ یہ مرے قلب و جگر ہیں، اپنی ہر اک ذمہ داری کی انھوں نے ہے سدا پوری
حقوق ان کے بہت سے تم پہ ہیں باقی
جو نیک ان میں ہیں، اُن کو خوب عزت سے نوازو تم
خطا کاروں کو بخشو تم
سنو! اللہ نے اپنے ایک بندے سے ہے فرمایا
جو چاہے مانگ لے دنیا میں، اُس کو وہ عطا ہوگا
یا پھر اللہ کے پاس آ کر وہ سب لے لے
چنا بندے نے کر وہ لے گا سب کچھ جا کے اللہ سے
کہا آخر میں آقا ﷺ نے صحابہؓ سے
خدا کے بعد دُنیا میں خلیل اپنا بناتا گر
تو وہ بوبکرؓ ہی ہوتے

ہدایت ہے تمھیں، دروازۂ بوبکرؓ کو دائم کھلا رکھنا
سبھی در میری مسجد کے
اگر چاہو تو بے شک بند کر لینا
مگر دروازۂ بوبکرؓ کو ہر حال میں دائم کھلا رکھنا
جدائی سے فقط یہ چار دن پہلے کا قصہ ہے
نقاہت روز افزوں تھی
نبی اکرم ﷺ نے اب تک کی نمازوں کی امامت کی
عشاء کا وقت آیا تو مرض میں ہو گئی بے حد افزونی
دیا یہ حکم کہ بوبکرؓ سے جا کر کہیں کہ وہؓ
امامت اب کریں ساری نمازوں کی
ہوئی تعمیل اور اک بار آقا ﷺ کی طبیعت کچھ ہوئی بہتر
سہارے سے امامت کے لیے تشریف لے آئے
انھیں ﷺ دیکھا تو یارِ غار فوراً ہٹ گئے پیچھے
اشارے سے انھیںؓ روکا
مصلّے پر پلٹ آئے
قریب آئے تو فرمایا، بٹھاؤ مجھ کو بازو میں
مصلّے پر تھے دائیں سمت تو بوبکرؓ، بائیں سمت آقا ﷺ تھے
امامت آپ ﷺ نے فرمائی اور تکبیر یارِ غارؓ ہی کہتے
بہت دقت سے تکبیر آقا ﷺ کہتے تھے
نمازِ ظہر پڑھ کر آپ ﷺ گھر تشریف لے آئے
پھر اس کے بعد مسجد جا نہیں پائے

دمِ رخصت سے اک دن پہلے آقا ﷺ نے غلاموں کو
بلا کر پاس اپنے کر دیا آزاد اور ساماں تھا گھر میں جو
کیا تقسیم ان میں اور ہبہ ہتھیار فرمائے
فقط تھے سات ہی دینار رکھے آپ ﷺ کے گھر میں
رہن میں تھی زرہ رکھی
دیے میں تیل بھی نہ تھا کہ جل پائے
نبی اکرمؐ کی اطہر زندگی کا آخری دن پیر کا دن تھا
جو آ پہنچا
ہٹایا حجرے کا پردہ
پھر اس کے بعد آقا ﷺ حجرے سے بھی نہ نظر آئے
چڑھا جب دن تو آقا ﷺ نے
بلایا فاطمہؓ کو اور کانوں میں یہ بتلایا
دمِ رخصت ہے آ پہنچا
سنا تو فاطمہؓ رونے لگیں، آقا ﷺ نے فرمایا
مبارک ہو تمھیں کہ تم ہی سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی
بشارت یہ بھی دی، سردار ہو جنت میں تم ساری خواتیں کی
یہ سن کر ہنس پڑیں بی بیؓ
بڑی تکلیف میں آقا ﷺ تھے، آقا ﷺ نے کہا اُنؓ سے
جو خیبر میں دیا تھا زہر زینب (۳۳۶) نے
اُسی کا اب اثر محسوس کرتا ہوں
اثر اُس کا ہے کہ میری رگِ جاں کٹنے لگتی ہے

میں جس پہلو بھی لیٹا ہوں

گزرتا جا رہا تھا وقت اور تکلیف بھی اب بڑھتی جاتی تھی

اسی تکلیف کے دوران ہی میں عائشہؓ آئیں

لیا آقاﷺ کو اپنی گود میں اور ٹیک لگوا دی

تھے اہلِ خانہ سب موجود، اُن میں سے کسی اک نے

مقابل آپ ﷺ کے بھر کے کٹورا پانی کا رکھا

مبارک ہاتھ پانی میں رسول اللہؐ نے ڈالے

نکالے ہاتھ اور پھر چہرۂ پُرنور پر پھیرے

مسلسل ہاتھوں سے یہ کام کرتے ہی رہے آقاﷺ

اسی دوران آقاﷺ نے یہ فرمایا

سنا سب اہلِ خانہ نے

''نہیں معبود کوئی بھی سوائے ایک اللہ کے''

ہوا پھر یوں

لبِ اقدس مسلسل ہل رہے تھے پر نہیں آواز آتی تھی

اٹھائی آپ ﷺ نے انگلی شہادت کی

نظر تھی چھت کی جانب اور ہونٹوں کو ہوئی جنبش

لگائے کان بی بیؓ نے لبوں سے تو سوا ہونے لگی جنبش

تھے مصروفِ دُعا آقاﷺ

خدا سے گڑگڑا کے اپنی بخشش کی مسلسل التجا کرتے

کہا یہ آپ ﷺ نے آخر میں، اے اللہ

رفیقِ اعلیٰ میں بھجوا، رفیقِ اعلیٰ میں بھجوا، رفیقِ اعلیٰ میں بھجوا

بس اس کے ساتھ آقا ﷺ کا
مبارک ہاتھ نیچے کی طرف آیا
یہ وہ لمحہ تھا جب انسانِ کاملؐ نے جہاں سے کوچ فرمایا
خبر جیسے ہی پہنچی کہ جُدا ہم سے ہوئے آقا ﷺ
وہ سورج چھپ گیا جس سے زمانے میں اُجالا تھا
ہر اک سو غم کا بادل چھا گیا اور کھل کے بھی برسا
اندھیرا چھا گیا ایسا، سجھائی کچھ نہ دیتا تھا
غموں کی ہر طرف چلنے لگی آندھی
سنا جس نے بھی اُس کی آنکھ سے اشکوں کی جاری ہو گئی ندی
ہوا محسوس تاریکی سی ہر اک سمت چھائی ہے
جہاں میں درد کی اور یاس کی برسات آئی ہے
انسؓ (۳۲۷) بولے کہ اُس دن سا
کوئی روشن نہیں تھا اور بہتر بھی نہیں تھا دن
کہ جب آقا ﷺ یہاں تشریف لائے تھے
ہوئے ہیں آپ ﷺ رخصت تو نہیں اس سے بُرا دن آج تک دیکھا
کہا یہ فاطمہؓ نے، آپ ﷺ کا بابا ﷺ ہے جنت ہی ٹھکانہ اب
وہیں فرمائیں گے راحت
بلا بھیجا ہے بابا ﷺ آپ ﷺ کو اللہ نے اور آپ ﷺ نے تعمیل فرمائی
بچھڑنے کی خبر یا آپ ﷺ کی جبریلؑ تک پہنچے ہمارے واسطے سے ہی
خبر سُن کر عمرؓ کی غیر حالت ہو گئی فوراً
عجب باتیں لگے کرنے

چنانچہ حضرتِ بوبکرؓ نے ہی ان کو سمجھایا
گئے بوبکرؓ گھر میں چہرے سے چادر ہٹائی اور اسے چوما
بڑے دُکھ سے یہ فرمایا
مرے ماں باپ قرباں، آپ ﷺ پر جو موت لکھی تھی، وہ آ پہنچی
وہاں سے آ کے باہر حضرتِ بوبکرؓ نے ہر اک کو سمجھایا
سنیں جب اُنؓ کی باتیں تو ہر اک کو یہ یقیں آیا
کہ ہم سے اب ہمارے محسنِ اعظم ﷺ ہوئے رخصت
ہماری تھی یہی قسمت
غم و اندوہ کے کالے گھنے بادل ہر اک جانب ہی چھائے تھے
انوکھی بد نصیبی، بے بسی کے ہر طرف سائے ہی سائے تھے
خبر جیسے ہی پھیلی ہر طرف، آقا ﷺ ہوئے رخصت
قبیلہ ساعدہ میں سارے انصار آئے اور سر جوڑ کر بیٹھے
خبر پہنچی تو بوبکرؓ و عمرؓ اور بوعبیدہؓ بھی وہیں پہنچے
اسی پر گفتگو جاری تھی، قائد کون اب ہوگا
دلیلیں دیں ہر اک نے اُس کے بارے میں کہ وہ جس کے بھی حق میں تھا
اِسی دوران اِک فرمانِ آقا ﷺ سامنے آیا
چنانچہ طے یہی ٹھہرا کہ یارِ غارؓ ہی قائد ہمارے ہیں
رضامند اس پہ سارے ہیں
یہ دن منگل کا تھا، تدفین کی جانب بھی آئے
دیا جانے لگا جب غسل تو جسمِ مبارک پر رہے کپڑے
اسامہؓ اور شقرانؓ (۳۲۸) آقا ﷺ کے جسمِ مقدس پر

بہاتے پانی تو عباسؓ اور اُنؓ ہی کے دو بیٹے (۳۲۹)
رسول اللہ ﷺ کی کروٹ بدلتے تھے
علیؓ جب غسل دینے کو بڑھے تو اوسؓ (۳۳۰) بھی آئے
انھوں نے پشتِ آقا ﷺ کو لگایا اپنے سینے سے
ہوئے جب غسل سے فارغ، لپیٹا جسمِ اطہر کو
وہاں جو چادریں تھیں تین، اُن میں ہی
لٹایا آپ ﷺ کو بستر پہ کفنا کر
نبی ﷺ کا یہ جنازہ تھا، الگ ترتیب تھی اس کی
نبی اکرم ﷺ نے جو صدیقِ اکبرؓ کو سکھائی تھی
ضروری تھا، امامت نہ کرے کوئی بھی آقا ﷺ کے جنازے کی
صحابہؓ آتے، اک ترتیب سے آ کر کھڑے ہوتے
کوئی تکبیر کہتا اور پھر یہ سب چلے جاتے دُعا پڑھ کے
پڑھا پہلے جنازہ رشتہ داروں نے
مہاجر آئے، پھر انصار آئے اور پڑھا پہلے جنازہ آ کے مردوں نے
پڑھا پھر عورتوں نے اور بچوں نے
چنانچہ اس عمل میں رات آ پہنچی
کھدی قبرِ مبارک رات کو بی بی حمیرہؓ ہی کے حجرے میں
علیؓ، عباسؓ اور دونوں پسر اُن کے بڑھے آگے
اٹھایا جسمِ اطہر کو سبھی نے ہاتھوں سے اپنے
انھوںؓ نے ہی اُتارا مرقدِ اقدس میں نور و خوشبو کا دھارا
خدا کے بعد جو ٹھہرے سہارا سارے عالم کا

نبی اکرم ﷺ کی ساری زندگی حلم و حلاوت کا ہے سر چشمہ
زمانے میں سیادت کا، سیاست کا، قیادت کا ہے سر چشمہ
عبادت اور ریاضت میں کوئی ثانی نہیں اُن ﷺ کا
عمل ہر اک بہر صورت سدا کامل
مہارت کوئی بھی ہو کام، ہر اِک کام میں حاصل
امانت اور بصیرت میں وہی ﷺ یکتا
امورِ سلطنت، فہم و فراست میں وہی ﷺ یکتا
جو دیکھے دنگ رہ جائے، انھی ﷺ کا انکسار ایسا
عدو بھی معترف ٹھہرے
رہا کردار ایسا منفرد آقائے عالم ﷺ کا
عطا جو اُمہاتؓ اللہ نے ہم اسلامیوں کو کیں
رفاقت کا کرشمہ ہے کہ سب کردار روشن کی علامت تھیں
خدیجہؓ، سودہؓ، حفصہؓ، عائشہ بی بیؓ
سبھی کردار میں، اطوار میں ارفع و اعلیٰ تھیں
خزیمہ کی جگر گوشہ تھیں زینبؓ جو سخاوت میں تھیں لاثانی
جحش کی بیٹی تھی زینبؓ کہ جنؓ کے بارے میں اللہ نے حکمِ خاص بھجوایا
اسی باعث رسول اللہ ﷺ نے اُنؓ سے عقد فرمایا
ذہانت میں تھی اُمِ سلمہؓ لاثانی
صفت اُنؓ کی زمانے بھر تے بے مانی
تھیں برۃؓ بیٹی حارث کی
بڑی خوش بختی اور عزت کی حامل تھیں

ابوسفیان کی بیٹی تھیں رملہؓ جن کو عزت خوب حاصل تھی
بڑے ہی مرتبے والی تھیں اور ایماں میں کامل تھیں
صفیہؓ ابن اخطب کی تھیں بیٹی اور میمونہؓ بڑی ہی شان والی تھیں
چچا عباسؓ کی سالی، نہایت فضل والی تھیں
نفیسہ اور جمیلہ کے علاوہ لونڈیوں کے ذیل میں ریحانہ ہیں شامل
کہا یہ کچھ صحابہؓ نے کہ ان کو بھی شرف قربت کا تھا حاصل
خدیجہؓ سے ہوئے دو بیٹے، قاسمؓ اور عبداللہؓ
نبی اکرم ﷺ کی چاروں بیٹیاں پیدا ہوئیں بطنِ خدیجہؓ سے
ہوئے تھے ماریہؓ کے بطن سے بھی اک پسر پیدا
تھا ابراہیمؓ نام اُن کا
حیاتِ پاک میں بنت خزیمہؓ اور خدیجہؓ کی سہی فرقت
تھی باقی بیبیاں زندہ، ہوئے تھے آپ ﷺ جب رخصت
کمال آقا ﷺ کا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر ایک بی بیؓ کو
محبت سے نوازا اور دی ہر طور سے عزت
ہر اِک کا حق ادا آقا ﷺ نے فرمایا
کسی بی بیؓ کے لب پر عمر بھر ہرگز گلہ کوئی نہیں آیا
کیا انصاف سب سے، جو مثالی ہے
مکمل طور پر دنیا نظیر ایسی سے خالی ہے
چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں آقا ﷺ سا
کوئی انسان دنیا میں نہ آیا ہے، نہ آئے گا
جو رحمت آپ ﷺ لائے ہیں، کوئی بھی اور لایا ہے نہ لائے گا

مرے آقا ﷺ جہاں میں جس گھڑی تشریف لائے تھے
ہر اک جانب، جہالت ہی کے سائے تھے
عرب کا حال ابتر تھا
خدائے برتر و بالا سے غافل تھے عرب سارے
برائی میں سبھی اک دوسرے سے آگے رہتے تھے
یہاں پر ناتواں پستا ہی رہتا تھا
وہی کرنے پہ تھا مجبور، طاقت ور جو کہتا تھا
زمیں پر پہلا گھر اللہ کا حالانکہ یہیں پر تھا
مگر اللہ کے گھر میں بت پرستی کا مسلسل دور دورہ تھا
عبادت کا الگ ہی تھا یہاں قصہ
بتوں کی پوجا کو دینِ براہیمی کا وہ حصہ سمجھتے تھے
غلط کہتا کوئی اس کو تو وہ اس سے الجھتے تھے
بُرائی کا مسلسل بول بالا تھا
ہر اک سچے کے منہ پر جبر کا بُرھول تالا تھا
امانت میں خیانت کو ہنرمندی وہ کہتے تھے
امانت کو ہڑپ اکثر وہ کر لیتے
وہ خوں ریزی کو اور چوری چکاری کو دلیری کا عمل کہتے
زنا کاری کو، مے نوشی کو وہ عظمت سمجھتے تھے
وہ شر کو خیر کہتے، خیر کو ذلت سمجھتے تھے
یہاں بگڑا ہوا تھا آوے کا آوا
رواں سارے عرب میں تھا عجب انداز میں حالات کا دھارا

الگ ان سے نہ تھا دنیا کے باقی حصوں کا قصہ
یہ وہ حالات تھے اللہ نے آقا ﷺ کو بھجوایا
مرے آقا ﷺ نے کچھ برسوں میں ہی رکھ دی پلٹ کر دنیا کی کایا
کبھی جھوٹوں کو اک سچے نے حیراں کر دیا آ کر
کبھی حیوانوں کو آقا ﷺ نے انساں کر دیا آ کر
عجب انداز میں ماحول کا دھارا بدل ڈالا
برائی کا بڑی تیزی سے سر آ کر کچل ڈالا
عجب ہے آپ ﷺ کا قصہ
انوکھی خوشبو کا اور نور کا قصہ ہے، جو ہے آپ ﷺ کا حصہ
اگر تاریخ کو دیکھیں تو اس میں آپ ﷺ سا انساں کوئی اب تک نہیں آیا
حیاتِ پاک کا اعجاز ہے آقا ﷺ کا ہر لمحہ
وہ ﷺ اک بچہ کہ جس نے آنکھ کھولی دُکھ میں ڈوبے ایک صحرا میں
عجب بے فیض تھا ماحول جس میں جھوٹ کا دریا ہی بہتا تھا
اسی ماحول میں آ کر اُجالا سچ کا پھیلایا
بُرائی کا جہاں گہرا سمندر تھا
کنول نیکی کے آ کے آپ ﷺ نے ہر سُو کھلا ڈالے
غلط کردار ہی پہچان تھی جس کی
اِسی خطے میں آ کر روشنی کردار کی آقا ﷺ نے پھیلا دی
دکھایا عظمتِ کردار کا رستہ زمانے کو
لگا سب کو کہ آپ ﷺ آئے ہیں دنیا سے برائی کو مٹانے کو
کسی کو نہ نظر آیا ذرا سا جھول بھی کردارِ آقا ﷺ میں

کسی کو بھی دیا نہ آپ ﷺ نے موقع شکایت کا
وہ اپنا یا پرایا تھا
ہر اک میں پیار بانٹا آپ ﷺ نے، عزت کی ساروں کی
مدد کی غم کے ماروں، بے سہاروں کی
چچا حضرت ابو طالب نے آقا ﷺ کو محبت سے نوازا تھا
ہوئے جب بے سہارا آپ ﷺ تو حضرت ابو طالب نے سینے سے لگایا تھا
ہوئے قدرے بڑے تو آپ ﷺ نے اُن کا سنبھالا گھر
چرا کر بکریاں، حاصل ہوا جو کچھ، دیا لا کر
دل و جاں سے چچا کی آپ ﷺ نے عزت کی اور اُن سے محبت کی
چچا نے کی سدا تعریف آقا ﷺ ہی کی عظمت کی
تجارت کا کیا آغاز جب تو آپ ﷺ کا معیار ہر صورت میں اعلیٰ تھا
نہیں تھا جس میں شامل جھوٹ کا، طے ہے کہ اک شمہ
خریدا جو بھی، تھا خالص، جو بیچا وہ بھی خالص تھا
کیا جس سے جو وعدہ، وہ کیا ہر حال میں پورا
کوئی اک بھی نہیں جس کو دیا ہو آپ ﷺ نے گھاٹا
گزاری عمر ساری صاف ستھری اور صداقت سے
وہی کھایا، کمایا جو بھی محنت سے
امانت داری آقا ﷺ کی زمانے میں مثالی ہے
خیانت کے تصور ہی سے عمرِ پاک خالی ہے
جہالت کے زمانے میں بھی آقا ﷺ کا عمل ہر اک جہالت سے مبرا تھا
عجب کردار ہے کہ ہر غلط کاری سے دامن کو بچایا تھا

نبوت کی عطا سے پہلے کا کردار اعلیٰ اور روشن ہے
اٹھایا جو قدم، روشن ہے، کی جو بات، روشن ہے
حیاداری میں کوئی آپ ﷺ کا سا ہو نہیں سکتا
برائی دُور سے دیکھے، اُسے فوراً پرے سکتہ
نبی اکرم ﷺ کو دیکھے تو پلٹ جائے
کسی صورت نہیں نزدیک آپائے
بڑا ہو یا کہ چھوٹا، آپ ﷺ عزت اُس کی کرتے ہیں
ہر اک چھوٹے کا دامن آپ ﷺ شفقت ہی سے بھرتے ہیں
ادب ہر اک بڑے کا آپ ﷺ نے تا عمر فرمایا
زباں پر حرفِ گستاخی نہیں ہرگز کبھی آیا
مثال اس کی ہے یہ کہ اُمِ ایمن ؓ آپ ﷺ کی موروثی تھیں لونڈی
مگر اُنؓ کے لیے کہتے سدا کہ میری امی بعد ہیں امی
خدیجہؓ سے ہوئی شادی تو آقا ﷺ نے انھیں بھرپور عزت دی
تصور سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ نے اُنؓ سے محبت کی
خدیجہؓ کی حیاتِ پاک میں کوئی کمی نہ رہ گئی باقی
تھیں جتنی بیویاں، آقا ﷺ نے ہر اک کو دل و جاں سے محبت دی
ناانصافی کسی سے نہ کبھی کوئی روا رکھی
حقوق اُنؓ کے ادا ہر طور آقا ﷺ نے کیے پورے
نوازا آپ ﷺ نے ہر اک کو ہر صورت توجہ سے
سلیقے سے نبھایا آپ ﷺ نے کارِ نبوت کو
کیا بے خوف ہو کر آپ ﷺ نے ہر کام، چاہے جتنا مشکل ہو

اُٹھائے دُکھ، سہے صدمے، ستم جھیلے
مگر وہ ﷺ اپنے موقف سے ہٹے نہ ذرہ بھر پیچھے
سہے نہ وار کیسے کیسے اس رستے میں آقا ﷺ نے
ڈرایا آپ ﷺ کو کفار نے، لالچ سے اپنی راہ پر لانے کی کوشش کی
مگر ہرگز ہٹے نہ آپ ﷺ اک اللہ کے رستے سے
خدا کے حکم کو کر کے دکھایا آپ ﷺ نے پورا
توقف اس عمل میں ایک لمحے کو نہیں آیا
خدا کے حکم کی تعمیل میں بڑھتے رہے آگے
ہزاروں سختیاں جھیلیں، کئی طوفان خوں آشام بھی آئے
مگر اللہ کی خوشنودی کی خاطر آپ ﷺ نے ہمت نہیں ہاری
صداقت کا سفر رکھا مسلسل آپ ﷺ نے جاری
لیا جب نام اک اللہ کا، مکہ کیا، ہوا سارا عرب دشمن
ہر اک لمحے قیامت خیز حائل ہوگئی اُلجھن
کرم اللہ کا، آقا ﷺ کو ایسا حوصلہ بخشا
کہ جس سے آپ ﷺ نے درپیش ہر اُلجھن کو سلجھایا
رہا کفار کی جانب سے جور و جبر کا جاری سدا قصہ
خدا کا حکم ملتے ہی
مدینہ آگئے راہِ خدا میں چھوڑ کر مکہ
بڑی حکمت سے جانی دشمنوں کو چھوڑ کر آقا ﷺ یہاں آئے
کیا قربان اپنا گھر، سبھی کچھ، پر نہ گھبرائے
مگر مکہ کے لوگوں نے تعاقب آپ ﷺ کا رکھا سدا جاری

خدا کی دشمنی میں اپنی طاقت وقف کی ساری
مگر اُن کی حقیقت کیا تھی اللہ پاک کے آگے
کیں جنگیں جب مسلط آپ ﷺ پر کفارِ مکہ نے
خدا کے فضل سے دی مات سب کو میرے آقا ﷺ نے
بڑی طاقت سے وہ آئے مگر تھوڑی سی طاقت سے
مسلماں، آقائے عالم ﷺ کی سالاری میں دینِ حق کی خاطر یوں بڑھے آگے
کہ اُن کی سی لڑائی آسماں کی آنکھ نے پہلے نہ دیکھی تھی
یہ سب حکمت تھی آقا ﷺ کی
عجب چالیں چلیں سالارِ اعظم ﷺ نے
بڑی طاقت عدو کے کام نہ آئی
ہوا ثابت، مقابل قوتِ ایماں کے پسپا ہونا دشمن کا مقدر ہے
فقط ایمان کی قوت ہی اعلیٰ اور برتر ہے
اسی طاقت سے مُٹھی بھر نے لمحوں میں پلٹ ڈالے بڑے لشکر
محبت میں نبی ﷺ کی اہلِ ایماں جان کی بازی لگا دیتے
خدا کیا ہے، رسول اللہ ﷺ ہیں کیا، سب کو بتا دیتے
رسول اللہ ﷺ نے جیسی قیادت کی
نظیر اس کی نہیں ملتی
لڑایا دشمنوں سے فوج کو ایسے
کبھی چشمِ فلک نے فوج لڑتے اس طرح ہرگز نہیں دیکھی
سپہ سالار میداں میں، سپہ کے ساتھ ہی ٹھہرا!
کہیں چھپ کر نہیں بیٹھا

اُحد ہو یا حنین اِن دونوں غزووں میں
مرے آقاﷺ نے آ کر سامنے اپنے عدو کے یوں قیادت کی
کہ دونوں جنگوں کا پاسا پلٹ ڈالا
حقیقت یہ ہے کہ سالار اب تک ساری دنیا میں
کوئی آقاﷺ سا آیا ہے، نہ آئے گا
لڑی ہیں آپﷺ نے جتنی بھی جنگیں، سب لڑی ہیں امن کی خاطر
چلی ہے امن کی جب بات تو آگے رہے سب سے مرے آقاﷺ
ہو کوئی امن کی صورت، سدا منظور فرمائی
کیا واضح، کسی کمزور کی حق تلفی کوئی کر نہیں سکتا
ہے جس کا جو بھی حق، اُس سے کوئی نہ چھین پائے گا
مرے آقاﷺ وہ حاکم ہیں
دیا جو حکم آقاﷺ نے، بھلائی کا ہے سرچشمہ
یہ فرمایا
کوئی انصاف سے ہرگز نہیں بالا
کروں گا میں تقاضا عدل کا ہر طور سے پورا
مرے آقاﷺ وہ آقاﷺ ہیں
غلام اپنے کو زحمت ہی نہیں دیتے
اگر آرام میں ہے وہ تو اُٹھ کر کام وہ خود ہی ہیں کر لیتے
مرے آقاﷺ ہیں وہ استاد کہ سب کو پڑھاتے ہیں حلاوت سے
کوئی گر پوچھتا ہے بات کوئی تو بتاتے ہیں محبت سے
ہر اک بگڑی بنانے کے وہﷺ ماہر ہیں

ہر اک اُلجھن کو سُلجھانے پہ قادر ہیں
خطابت میں وہ ﷺ لاثانی
زباں پر جو بھی آیا لفظ، حکمت کا ہے سرچشمہ
سراسر پیار سے لبریز ہر لہجہ
مرے آقا ﷺ کی باتوں میں عجب دریائے اُلفت کی روانی ہے
عجب شفقت بھری یہ اک کہانی ہے
کوئی لفظوں کو گننا چاہے تو آسانی سے گن لے
سُنے تو موم ہو جائے، وہ چاہے کوئی پتھر ہے
سخی ایسے، خدا کے نام پر قربان ہے سب کچھ
سخی آقا ﷺ سا دیکھا نہ سنا کوئی
سخاوت میں نہیں اُن ﷺ سا ہوا کوئی
پدر ایسے کہ شفقت آپ ﷺ ہی پر فخر کرتی ہے
پسر ایسے، سعادت آپ ﷺ ہی پر فخر کرتی ہے
ہر اک ہمسائے کے دُکھ سُکھ میں شامل ہیں
اگر ہمسایہ مشکل میں ہے تو اُس کی مدد کرنے کے قائل ہیں
مصیبت میں کبھی تنہا اُسے ہرگز نہیں چھوڑا
اُٹھائی آپ ﷺ نے جتنی پریشانی، اُسے اُس کے لیے جھیلا
وہ منصف ہیں کہ ہر صورت میں وہ ﷺ انصاف کرتے ہیں
بلا تصدیق ہرگز وہ ﷺ نہیں الزام دھرتے ہیں
سزا ہے یا جزا، یکساں ہر اک کے واسطے ہے اس کا پیمانہ
ہر اک سے عدل کرتے ہیں، وہ اپنا ہے یا بیگانہ

معافی اپنے دشمن کو عطا لمحے میں کرتے ہیں
معافی حمزہؓ کے قاتل کو دے دی، یہ حقیقت ہے، نہیں ہے کوئی افسانہ
اُسے بخشا، نواسے کا جو قاتل تھا
معافی آپ ﷺ نے زینب کو دی حالانکہ زہر اُس نے کھلایا تھا
کرم، احسان، شفقت اور رحمت میں وہ یکتا ہیں
ہر اک انداز میں وہ ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں
نہیں اپنی کوئی بھی فکر، اوروں کے لیے بے حد پریشاں ہیں
پریشاں اپنی اُمت کے لیے آقائے دوراں ﷺ ہیں
گئے معراج پر تو آپ ﷺ نے اُمت کے حق میں ہر گزارش کی
طلب اُمت کی بخشش آپ ﷺ نے اللہ سے فرمائی
گزارش کر کے اللہ سے نمازوں میں کمی آقا ﷺ نے کروائی
دُعا اللہ سے اُمت کے لیے رو رو کے فرماتے
سہارا ہر دُکھی کا دُکھ کے لمحوں میں وہ ﷺ بن جاتے
کوئی مہمان آیا تو نوازا اُس کو عزت سے
گریزاں نہ ہوئے، چاہے ہو کوئی، اُس کی خدمت سے
کوئی عابد مرے آقا ﷺ سا ہرگز ہو نہیں سکتا
عبادت کے ہر اک انداز میں بھی ہیں وہی ﷺ یکتا
نہیں ثانی کوئی شب زندہ داری میں ہوا اُن ﷺ کا
عبادت رات بھر کرتے، بہاتے رات بھر آنسو
مہکتی رہتی ہونٹوں پر دُعاؤں کی سدا خوشبو
کوئی بھی علم ہے، نکتہ کوئی اُن ﷺ سے نہیں مخفی

کسی نے علمی نکتہ کوئی پوچھا، کی وضاحت آپ ﷺ نے فوراً
عرب کی سب زبانوں پر مکمل دسترس ہے آپ ﷺ کو حاصل
کوئی آیا، سدا کی گفتگو اُس کی زباں میں ہی
دلائل سے اُسے رستے پہ لے آئے
زباں پر آپ ﷺ کی حرفِ غلط آ ہی نہیں پایا
وہ ٹھہرا مستند آقا ﷺ نے جو بھی لفظ فرمایا
درشتی کی نفی حلم و حلاوت سے ہی فرمائی
سدا راہِ مروّت عمر بھر آقا ﷺ نے اپنائی
کسی کی بات کو نہ ردّ فرمایا کسی بھی طور سختی سے
حقیقت کیا ہے، سچ کیا ہے، اُسے سمجھایا نرمی سے
کسی کا عیب لب پر آپ ﷺ کے ہرگز نہیں آیا
پرایا ہو کہ اپنا، شرم سار اُس کو نہ فرمایا
غرض ہر بات میں مثبت رویے میں مرے آقا ﷺ مثالی ہیں
عمل میں، علم میں، الفت میں، شفقت میں زمانے بھر میں عالی ہیں
فصاحت کا، نفاست کا، بصیرت کا
صداقت کا، امانت کا، شجاعت کا ہیں سرچشمہ
بجز آقا ﷺ کبھی اوصافِ عالی نہ ہوئے، طے ہے، کسی اک ذات میں یک جا
اسی باعث یہ کہنا ہے بجا، انسانِ کامل ہیں مرے آقا ﷺ
درود اُن ﷺ پر، سلام اُن ﷺ پر
درود اُن ﷺ پر، سلام اُن ﷺ پر

☆☆☆

توضیحات و حوالہ جات

---

۱) عرب کے جاہلی معاشرے میں اکثر اوقات عورت چاہتی تو قبائل میں جنگ چھڑ جاتی اور اگر وہ چاہتی تو دونوں قبائل صلح کر لیتے۔

۲) شریف و باکمال لڑکے / بیٹے کے لیے شوہر خود اپنی بیوی سے کہتے کہ فلاں شخص کی شرم گاہ حاصل کرو۔ اس دوران شوہر اُس وقت تک اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لیتا، جب تک کہ حاصل کی گئی شرم گاہ کے ذریعے ٹھہرنے والا حمل واضح نہ ہو جاتا۔ اس عمل کو "استبضاع" کہا جاتا۔

۳) عمرو بن لُحی

۴) ازلام، زلم کی جمع ہے۔ فال گیری کے لیے استعمال ہونے والا وہ تیر جس پر پَر نہ لگے ہوئے ہوں۔

۵) ایسی بکری جو مسلسل پانچ بار دو دو مادہ بچے جنے۔ ان دس بچوں کے درمیان کوئی نر بچہ پیدا نہ ہو۔

۶) ایسی اونٹنی جو مسلسل دس مادہ بچے جنے۔ سائبہ اور اُس کے بچوں کے کان چیر دیے جاتے اور انھیں آزاد چھوڑ دیا جاتا۔ اُن پر سواری نہ ہوتی، اُن کے بال نہ کاٹے جاتے اور سوائے مہمانوں کے اُن کا دودھ کوئی نہ پیتا۔

۷) ایسا اونٹ جس کی مادہ سے مسلسل دس مادہ بچے پیدا ہوں۔ ایسے اونٹ پر سواری ترک ہو جاتی، اس کے بال نہ کاٹے جاتے اور ریوڑ میں اُسے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

(۸ سائبہ سے پیدا ہونے والی بچی

(۹ ایسے قریشی جو عمر بھر حدودِ حرم سے باہر نہ نکلے ہوں۔ یہ لوگ خود کو ابراہیمؑ کی اولاد، کعبہ کا وارث اور افاضہ سے مبرا سمجھتے تھے۔ حج کے لیے مزدلفہ سے آگے نہ جاتے اور احرام کی حالت میں اظہارِ فضیلت کے طور پر خود پر چمڑے کے خیمے سے سایہ کرتے۔ طواف اوّلیں کے لیے صرف ان سے کپڑا خریدا جاتا۔

(۱۰ ہاشم کی اولاد، ہاشم کے داداؤں میں کعب، دیشان، حزا اور عدنان شامل تھے جو سیدنا اسمٰعیلؑ وابراہیمؑ کی اولادوں میں سے تھے۔

(۱۱ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب شیبہ بن ہاشم بن عبدمناف (مغیرہ) بن قصی عدنان ابراہیمؑ ادریسؑ شیثؑ آدمؑ۔

(۱۲ عمرو بن لحُی

(۱۳ بروز پیر، اپریل ۵۷۱ء (۹ ربیع الاوّل، عام الفیل)

(۱۴ عبدالمطلب شیبہ بن ہاشم (آپ ﷺ کے دادا)

(۱۵ یہ عبدالعزیٰ (ابولہب) کی لونڈی تھیں۔ حضرت بوسلمہؓ اور حضرت حمزہؓ نے بھی ان کا دودھ پیا تھا۔

(۱۶ حلیمہؓ بنت ابی ذویب عبداللہ

(۱۷ عبداللہ ابن حارث

(۱۸ انیسہ بنت حارث

(۱۹ شیما بنت حارث

(۲۰ حارث بن عبدالعزیٰ (کنیت ابوکبشہ)

(۲۱ اُمِ ایمنؓ زوجہ حضرت زیدؓ بن حارثہ۔ اُمِ ایمنؓ کا اصل نام برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو تھا۔

۲۲) مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلے پر مقام ابوا ہے جہاں حضرتِ آمنہ دفن ہیں۔

۲۳) حضرت ابوطالب عبد مناف بن حضرت عبدالمطلب شیبہ

۲۴) فاطمہ بنتِ اسد

۲۵) طالب ابنِ ابوطالب عبدِ مناف

۲۶) محمد بن علی

۲۷) بحیرا راہب برجیس

۲۸) مکّہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام جہاں ہر سال ایک مذہبی میلہ منعقد ہوتا جس میں تقریباً سبھی قبائل شریک ہوتے۔

۲۹) ایک اہم قبیلے کا نام جس کا پورا نام بنو کنانہ ہے

۳۰) بنو ہوازن

۳۱) زبیر بن عبدالمطلب شیبہ

۳۲) عبداللہ بن جدعان تیمی

۳۳) ابوالحکم عمرو بن ہشام۔ دشمنِ رسول۔ حضرت محمد ﷺ نے ایک بار ایک شجرزقوم کا ذکر فرمایا کہ یہ آخرت میں مجرموں اور خطا کاروں کی خوراک ہوگا۔ عمرو تک یہ بات پہنچی تو اُس نے مذاق اڑاتے ہوئے اس پھل کو مزیدار قرار دے کر کھانے کی شدید خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ابوجہل ہے، اُسے کہو کہ پریشان نہ ہو، اسے یہ خوراک پیٹ بھر کر ملا کرے گی۔ اُس دن سے عمرو بن ہشام کو ابوجہل کہا جانے لگا۔

۳۴) قیس ابن زید

۳۵) سیدہ خدیجہ بنتِ خویلد

۳۶) نفیسہ بنتِ علیہ

۳۷) ورقہ ابنِ نوفل

۳۸) باقوم

۳۹) ابواُمیہ مخزومی

۴۰) یا ایھا المدثر .... والرجز فاھجر

۴۱) ۱۰ اگست ۶۱۰ء --- ۲۱ شب قدر یبیر، ماہ رمضان

۴۲) ورقہ ابنِ نوفل

۴۳) وَالضُّحٰی O وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی O ....

۴۴) حضرت زیدؓ بن حارثہ

۴۵) حضرت علیؓ ابنِ ابوطالب عبدِ مناف

۴۶) حضرت ابوبکر عبداللہؓ بن ابی قحافہ عثمانؓ

۴۷) حضرت عثمانؓ بن عفان

۴۸) حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ

۴۹) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

۵۰) حضرت بوسلمہ عبداللہؓ بن عبدالاسد

۵۱) حضرت بلالؓ ابنِ رباح

۵۲) حضرت ابوعبیدہؓ عامر ابنِ جراح

۵۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

۵۴) حضرت زبیرؓ بن العوام

۵۵) حضرت فاطمہؓ بنت خطاب

۵۶) حضرت خبابؓ بن الارت

۵۷) حضرت عبداللہؓ بن مظعون

۵۸) حضرت قدامہؓ بن مظعون

۵۹) حضرت سعیدؓ بن زید

۶۰) حضرت عامرؓ بن جراح

۶۱) حضرت ارقمؓ بن ابی ارقم عبد مناف

۶۲) حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب (کچھ سیرت نگاروں نے سابقین اولین کی تعداد چالیس سے زیادہ بتائی ہے)

۶۳) امیہ بن ابی الصلب

۶۴) قیس بن ساعدہ

۶۵) اصل نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شیبہ (نبی اکرم ﷺ کے چچا)

۶۶) ''یا صباحاہ'' (ہائے صبح) اہلِ عرب اپنے دشمن کے حملے کی اطلاع کسی بلند جگہ پر چڑھ کر انھی الفاظ سے باآواز بلند دیتے تھے۔

۶۷) عتبہ بن ربیعہ

۶۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

۶۹) ابوجہل عمرو بن ہشام اور عبدالعزیٰ (ابولہب) بن عبدالمطلب شیبہ

۷۰) امیہ بن خلف

۷۱) عقبہ بن معیط

۷۲) اخنس بن شریق

۷۳) عتبہ بن ربیعہ

۷۴) حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمِ کلثومؓ

۷۵) اُمِ جمیل اروی بنت حرب بن اُمیہ

۷۶) عتبہ بن ابولہب اور عتیبہ بن ابولہب

۷۷) عقبہ بن معیط

۷۸) سیدہ فاطمہؓ بنتِ محمد ﷺ

۷۹) اُمیہ بن خلف

۸۰) حضرت بلالؓ ابنِ رباح

۸۱) حضرت عثمانؓ بن عفان

۸۲) حضرت مصعبؓ بن عمیر

۸۳) حضرت یاسرؓ (آپ ﷺ نام تھے اور حضرت عمارؓ کے والد تھے)

۸۴) حضرت عمارؓ ابنِ یاسرؓ

۸۵) اُم عمار سمیہؓ بنت خباط

۸۶) حضرت حارثؓ ابنِ مالک

۸۷) یہ تینوںؓ لونڈیاں تھیں

۸۸) آپؓ کا اصل نام افلح تھا اور آپؓ بنی عبد الدار کے غلام تھے اور فکیہہ کے نام سے مشہور تھے۔

۸۹) حضرت ارقمؓ بن عبد مناف مخزومی

۹۰) حبش کا بادشاہ نجاشی راصل نام اصحمہ

۹۱) سیدہ رقیہؓ بنتِ محمد ﷺ جو عثمانؓ بن عفان کی اہلیہ محترمہ تھیں

۹۲) حضرت عثمانؓ بن عفان

۹۳) ابو سفیان صخر بن حرب

۹۴) عبد اللہ بن ربیعہ

۹۵) عمرو بن عاص

۹۶) عمارہ بن ولید ابنِ مغیرہ

۹۷) مُطعم بن عدی

۹۸) حضرت عمرؓ ابن خطاب

۹۹) حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب شیبہ

۱۰۰) عتیبہ ابن عبدالعزیٰ ابولہب

۱۰۱) ہشام ابن عمرو

۱۰۲) زہیر بن ابوامیہ مخزومی، یہ آپ ﷺ کے پھپھی زاد تھے

۱۰۳) زمعہ بن اسود

۱۰۴) بوالبختری بن ہشام

۱۰۵) شیبہ بن ربیعہ

۱۰۶) خولہؓ بنتِ حکیم جو حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ محترمہ تھیں

۱۰۷) زمعہ بن قیس

۱۰۸) سکران بن عمرو

۱۰۹) اُم ہانی فاختہؓ بنتِ ابی طالب عبدِ مناف

۱۱۰) حبیب، عبدیا اور مسعود ابناء عمرو بن عمیر ثقفی

۱۱۱) عتبہ و شیبہ ابناءِ ربیعہ

۱۱۲) اخنس بن شریق

۱۱۳) سہیل بن عمرو

۱۱۴) مطعم بن عدی

۱۱۵) سویدؓ بن صامت

۱۱۶) ایاسؓ بن معاذ

۱۱۷) حضرت ابوذرؓ جندب بن جنادہ

۱۱۸) حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی

۱۱۹) حضرت اسعدؓ بن زرارہ

۱۲۰) حضرت عوفؓ بن حارث بن رفاعہ (ابن عفرا)

۱۲۱) حضرت ابوالہیثم مالکؓ بن التیہان

۱۲۲) حضرت معاذ بن الحارث ابن عفراؓ

۱۲۳) حضرت عبادہؓ بن صامت

۱۲۴) حضرت یزیدؓ بن ثعلبہ

۱۲۵) حضرت عویمؓ بن ساعدہ

۱۲۶) حضرت عباسؓ بن عبادہ نضلہ

۱۲۷) حضرت ذکوان بن عبدالقیس

۱۲۸) حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری

۱۲۹) حضرت اُسیدؓ بن حضیر

۱۳۰) حضرت سعدؓ بن معاذ

۱۳۱) حضرت سعدؓ بن ربیع

۱۳۲) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۱۳۳) حضرت عبادہؓ بن صامت

۱۳۴) حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن قیس

۱۳۵) حضرت سعدؓ بن عبادہ

۱۳۶) حضرت براءؓ بن معرور بن صخر

۱۳۷) حضرت رافعؓ بن مالک

۱۳۸) حضرت منذرؓ بن عمرو

۱۳۹) حضرت رفاعہؓ بن المنذر

۱۴۰) حضرت اسیدؓ بن حضیر

۱۴۱) حضرت سعدؓ بن خیثمہ

۱۴۲) حضرت سعدؓ بن عبادہ

۱۴۳) حضرت منذرؓ بن عمرو

۱۴۴) حارث بن حرب بن اُمیہ

۱۴۵) دارالندوہ

۱۴۶) جبیر بن مطعم

۱۴۷) مطعم بن عدی

۱۴۸) حارث بن عامر

۱۴۹) ابوسفیان صخر بن حرب

۱۵۰) ایک مشہور قبیلہ

۱۵۱) حکیم بن حزام

۱۵۲) زمعہ بن اسود

۱۵۳) ابوالبختری بن ہشام

۱۵۴) شیبہ ابن ربیعہ

۱۵۵) عتبہ ابن ربیعہ

۱۵۶) نضر بن حارث

۱۵۷) حضرت عامرؓ بن فہیرہ

۱۵۸) عبداللہ بن اریقط لیثی

۱۵۹) سُراقہ بن مالک

۱۶۰) معبد بن تمیم خزاعی

۱۶۱) اُمِ معبد عاتکہ بنتِ خالد۔ ان کے شوہر کا نام تمیم بن عبدالعزیٰ خزاعی تھا

۱۶۲) حضرت بریدہؓ بن حصیب اسلمی

۱۶۳) کتاب بائبل، صحیفہ حبقوقؑ ۳،۳

۱۶۴) حضرت کلثوم بن ہدم

۱۶۵) حضرت سعدؓ بن معاذ

۱۶۶) حضرت صہیب رومیؓ، اصل نام سنان بن مالک

۱۶۷) حضرت سعدؓ بن خیثمہ

۱۶۸) حضرت ابوایوب خالدؓ بن زید انصاری

۱۶۹) عبداللہ بن ابیّ

۱۷۰) حضرت انسؓ بن مالک

۱۷۱) میثاقِ مدینہ

۱۷۲) عمرو بن مخشی الضمری

۱۷۳) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۱۷۴) کرز بن جابر فہری

۱۷۵) حضرت عبداللہؓ بن جحش

۱۷۶) وادیٔ نخلہ

۱۷۷) عمرو بن حضرمی

۱۷۸) عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ

۱۷۹) حکیم بن کیسان مولیٰ مغیرہ

۱۸۰) حضرت سعیدؓ بن زید

۱۸۱) حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ
۱۸۲) ضمضم بن عمرو غفاری
۱۸۳) عدی بن ابی الزغباَ
۱۸۴) حضرت معاذؓ بن عفراَ، معاذؓ بن عمرو بن جموح
۱۸۵) عمیر بن وہب جمحی
۱۸۶) صفوان بن اُمیہ بن خلف
۱۸۷) عبداللہ بن ابیّ
۱۸۸) سلام بن مشکم
۱۸۹) حیی ابن اخطب
۱۹۰) حضرت سلیط بن نعمان
۱۹۱) عبداللہ بن ابیّ
۱۹۲) حضرت عبداللہؓ بن جبیر بن نعمان دوسی
۱۹۳) حضرت خالد بن ولید
۱۹۴) طلحہ بن ابی طلحہ عبدری
۱۹۵) حضرت انسؓ بن نضر
۱۹۶) حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ
۱۹۷) حضرت عبداللہؓ بن جحش
۱۹۸) حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ
۱۹۹) حضرت زبیر بن عوام
۲۰۰) حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ
۲۰۱) وحشی بن حرب

۲۰۲) جبیر بن معطم بن عدی

۲۰۳) عمرہ بنتِ علقمہ

۲۰۴) عبداللہ ابنِ شہاب زہری

۲۰۵) عبداللہ قمہ

۲۰۶) عتبہ بن مالک

۲۰۷) حضرت کعبؓ بن مالک

۲۰۸) ہند بنتِ عتبہ (یہ ابوسفیان کی بیوی تھی)

۲۰۹) سلافہ بنتِ سعد

۲۱۰) ابوسلمہ عبداللہؓ بن عبدالاسد

۲۱۱) خالد بن سفیان ہذلی

۲۱۲) حضرت عبداللہؓ بن انیس

۲۱۳) حضرت عاصمؓ بن ثابت

۲۱۴) عقبہ بن حارث

۲۱۵) عبداللہ بن ابی

۲۱۶) حضرت سلمان فارسیؓ، (اصل نام مابہ بن بودخشان تھا)

۲۱۷) عمرو بن عبدود۔عرب کا مشہور پہلوان اور شمشیرزن

۲۱۸) عکرمہ بن ابوجہل عمرو بن ہشام

۲۱۹) نوفل بن عبداللہ مخزومی

۲۲۰) حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ

۲۲۱) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۲۲۲) کعب بن اسد۔بنوقریظہ کا سردار

۲۲۳) حضرت سعدؓ بن معاذ

۲۲۴) ابورافع سلام بن ابی الحقیق اخطب

۲۲۵) حضرت عبداللہؓ بن عتیک

۲۲۶) مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر (مسیلمہ کذاب)

۲۲۷) حضرت محمدؓ بن مسلمہ

۲۲۸) حضرت ثمامہؓ بن اثال حنفی

۲۲۹) حضرت عکاشہؓ بن محصن

۲۳۰) حضرت ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ بن جراح

۲۳۱) دامادِ رسول ﷺ ابوالعاص عنہ بن ربیع

۲۳۲) سیدہ زینبؓ بنتِ محمد ﷺ

۲۳۳) حارث بن ضرار

۲۳۴) عبداللہ بن ابی

۲۳۵) سنان بن دبر جہنی

۲۳۶) حضرت صفوان بن معطل

۲۳۷) سیدہ جویریہؓ بنتِ حارث، ان کا اصل نام برہ تھا

۲۳۸) حضرت ثابتؓ بن قیس

۲۳۹) حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۲۴۰) اصبغ بن عمر

۲۴۱) تماضر بنتِ اصبغ

۲۴۲) کرز بن جابر فہری

۲۴۳) قربانی کا جانور جو کعبہ کو بھیجا جائے

۲۴۴) خالدؓ بن ولید

۲۴۵) ابانؓ بن سعید

۲۴۶) بدیل بن ورقا خزاعی

۲۴۷) عروہ بن مسعود ثقفی

۲۴۸) حُلَیس بن علقمہ کنانی

۲۴۹) مکرز بن حفص

۲۵۰) سہیل بن عمرو

۲۵۱) حویطب بن عبدالعزیٰ

۲۵۲) حضرت ابو جندلؓ بن سہیل بن عمرو

۲۵۳) اُم المومنین اُم سلمہؓ ہند بنتِ ابی امیہ

۲۵۴) حضرت عثمان بن طلحہ

۲۵۵) حضرت خالدؓ بن ولید

۲۵۶) حضرت عمرو بن عاص

۲۵۷) شاہ حبش اصحمہ نجاشی

۲۵۸) مقوقس کا نام علامہ منصور پوری نے جریج بن متی جبکہ ڈاکٹر حمید اللہ نے بن یامین لکھا ہے۔

۲۵۹) کسریٰ بن ہرمز (خسرو پرویز ایران کے بادشاہوں کا لقب)

۲۶۰) قیصرِ روم ہرقل

۲۶۱) منذر بن ساوی حاکمِ بحرین

۲۶۲) جیفر بن جلندی شاہ عمان

۲۶۳) حارث بن ابی شمر غسانی

۲۶۴) ہوذہ بن علی

۲۶۵) حضرت سلمہؓ بن اکوع

۲۶۶) حضرت اخرم محرزؓ بن نضلہ اسدی

۲۶۷) حضرت ابوقتادہؓ عثمان بن ربعی

۲۶۸) بشرؓ بن برائبن معرور

۲۶۹) اُم المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی ابن اخطب

۲۷۰) کنانہ بن ابوالحقیق

۲۷۱) حضرت محیصہؓ بن مسعود

۲۷۲) حضرت خالدؓ بن سعید

۲۷۳) حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب شیبہ

۲۷۴) اُم المومنین سیدہ میمونہؓ بنت حارث

۲۷۵) حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی

۲۷۶) حضرت کعبؓ بن عمیر

۲۷۷) حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی

۲۷۸) شرجیل بن عمرو غسانی

۲۷۹) حضرت حارثؓ بن عمیر ازدی

۲۸۰) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۲۸۱) عمرو بن سالم خزاعی

۲۸۲) بدیل بن ورقا خزاعی

۲۸۳) اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان صخر

۲۸۴) ابوسفیان اپنی بیٹی رملہ کو محبت سے آملہ کہتے تھے

۲۸۵) حضرت ابو قتادہ عثمانؓ بن ربعی

۲۸۶) عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن اُمیہ اور سہیل بن عمرو کا بیٹا

۲۸۷) اُمِ ہانی فاختہ بنتِ ابو طالب عبد مناف

۲۸۸) حضرت عثمانؓ بن طلحہ

۲۸۹) ابو قحافہ عثمانؓ بن عامر بن عمرو (حضرت ابو بکرؓ کے والدِ گرامی)

۲۹۰) ہند بنت عتبہ (ابو سفیان صخر بن حرب کی بیوی)

۲۹۱) صفوان بن اُمیہ

۲۹۲) عتابؓ بن اسید

۲۹۳) مالک بن عوف نصری

۲۹۴) حضرت مسعودؓ بن عمرو غفاری

۲۹۵) نوفل بن معاویہ دیلی

۲۹۶) حضرت عیینہؓ بن حصن

۲۹۷) زبرقانؓ بن بدر (شاعر)

۲۹۸) عطارد بن حاجب (شاعر)

۲۹۹) حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس

۳۰۰) اقرع بن حابس

۳۰۱) حضرت علقمہؓ بن مجزز بدلجی

۳۰۲) سفانہ بنت حاتم طائی

۳۰۳) عدی بن حاتم طائی

۳۰۴) یحنہ بن روبہ

۳۰۵) حضرت حذیفہؓ بن الیمان

۳۲۷) حضرت انسؓ بن مالک

۳۲۸) آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام

۳۲۹) فضلؓ، قثمؓ ابنائے حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب شیبہ

۳۳۰) حضرت اوسؓ بن خولی

☆☆☆

تاثرات

کھلا موضوعِ سیرت ﷺ میں گُلِ تازہ

خورشید احمد ناظر ہمہ جہت صلاحیتوں کے حامل بزرگ ہیں لیکن ان کی سب سے بڑی خصوصیت ان کی تحریر نگاری ہے جو نظم ونثر کی برخوبی رکھتی اور ضرورت کے مطابق اسے برتتی ہے۔ نظم ونثر میں تخلیق وتحقیق اور تنقید پر یکساں عبور ہر مصنف کو حاصل نہیں ہوتا لیکن خورشید ناظر مذکورہ تینوں جہات میں بھی مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ نثر میں ''کلامِ فرید اور مغرب کے تنقیدی روّیے''، ''خواجہ فریدؒ کی کافیوں میں قوافی کا فنی جائزہ'' اور ''ہر قدم روشنی'' اشاعت اوّل ودوم اور نظم میں ''طاک دمحور عالم محمدؐ'' (غیر منقوط نعتیہ کلام)، ''توشیح اسمائے محمدؐ''، ''توشیح اسماء الحسنٰی''، ''وللہ الحمد'' (غیر منقوط حمدیہ کلام)، ''حسنت جمیع خصالہٖ'' (حضور پُرنور ﷺ کے اسمائے پاک کی منظوم شرح)، ''منظوم شرح اسماء الحسنٰی'' اور ''بلغ العلیٰ بکمالہٖ'' (منظوم سیرت پاک ﷺ) خورشید ناظر کے جیتے جاگتے ایسے کارنامے ہیں جو ابد تک ان کے نام اور کام کو دائم وقائم اور روشن رکھیں گے۔ ان شاء اللہ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ اس سلسلے کی پہلی کتاب ہے لیکن میں نے اس کا ذکر اس بنا پر سب سے آخر میں کیا کہ درحقیقت خورشید ناظر کی منظرِ عام پر آنے والی نئی کتاب کا تعلق مذکورہ نعت ہی کے دوسرے مصرعے یعنی ''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' ہی سے ہے۔ اس کے علاوہ دونوں مصارع کا موضوع بھی ایک ہی یعنی سیرتِ پاک ﷺ سے ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی کتاب ساڑھے سات ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے جبکہ نئی سیرتِ پاک ﷺ بارہ حصوں پر مشتمل آزاد نظم کی ہیئت میں مرتب کی گئی ہے جس میں آں حضرت ﷺ سے قبل

عربوں کی حالتِ زار سے لے کر آپ ﷺ کے وصال تک کے سارے حالات تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں۔ کوئی سوال کر سکتا ہے کہ جب ایک کام شرح و بسط کے ساتھ ہو چکا تھا تو پھر تکرار کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن میرا ماننا یہ ہے کہ اوّل تو یہ اردو ادب میں نیا تجربہ ہے کہ اس سے پہلے کبھی آزاد نظم کی ہیئت میں سیرتِ پاک ﷺ نہیں لکھی گئی، دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ قرآن شریف اور سیرت پاک ﷺ پر لکھتے رہنا چاہیے کہ یہ دونوں موضوع زندہ بھی ہیں اور پُر اسرار بھی۔ انسانی ذہن جیسے جیسے ترقی کرے گا ویسے ویسے یہ اَسرار منکشف ہوں گے اور میرا خیال یہ ہے کہ قرآن و سیرت کے رموز قیامت تک منکشف ہوتے رہیں گے اور انسانی ذہن ورطۂ حیرت میں پڑتا رہے گا۔ بس ہمیں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے چاہئیں تاکہ ہم خود کو اسلام کا ساتھ دے سکنے کے قابل رکھ سکیں۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ خورشید ناظر کی سعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے اور ہمیں سیرت ﷺ کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد
سابق ڈین فیکلٹی آف آرٹس، صدر شعبۂ اُردو،
ڈائریکٹر تعلقات عامہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور
محقق، مصنف، ناول نگار، ناقد

کھلا حسنِ عقیدت کا چمن لفظوں کی صورت میں

کشف الدجیٰ بجمالہٖ سیرت و حمد و نعت پر مشتمل سلسلۂ شاعری میں خورشید ناظر کی آٹھویں تصنیف ہے اور سیرت کے موضوع پر دوسری۔ سیرت کے موضوع پر ان کی پہلی تصنیف بلغ العلیٰ بکمالہٖ ہے۔ دونوں کتابوں کا موضوع ایک ہے لیکن شکل و صورت اور رنگ ڈھنگ مختلف۔ فکری سطح پر دونوں کتابوں میں موضوع کی یکسانی کے علاوہ موضوع کو برتنے کے لحاظ سے بھی ہم آہنگی کے بعض پہلو موجود ہیں۔ پہلی تصنیف ساڑھے سات ہزار اشعار سے زیادہ پر مشتمل ہے جو سب کے سب بحرِ ہزج مثمن سالم میں کہے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ کتاب کے مختلف ابواب کے عنوانات بھی اسی بحر میں کہے ہوئے مصرعوں کی صورت میں ہیں۔ دوسری تصنیف جو فی الوقت پیشِ نظر ہے، آزاد نظم کی ہیئت میں ہے۔ خورشید ناظر وہ واحد سیرت نگار ہیں جو سیرت النبی کے موضوع پر دو منظوم کتابوں کے مصنف ہیں۔

سیرت کے موضوع پر 'کچھ کہتے' ہوئے بھی (یعنی بصورتِ شعر اظہارِ خیال کرتے ہوئے بھی) صحتِ واقعات و حالات کا لحاظ بے حد ضروری ہے۔ یہاں شاعر کے طائرِ فکر کو پرواز کرتے ہوئے نظر مسلسل آشیاں پر رکھنی پڑتی ہے ورنہ کارِ تخلیق کسبِ سعادت کی بجائے شومیٔ بخت کمانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خورشید ناظر نے سیرت و حمد و نعت پر مشتمل تمام تصانیف میں معنوی اور شعری ہر لحاظ سے، کمالِ فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ معنوی سطح پر ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے صحتِ مضمون اور تحقیقِ واقعات کے لحاظ سے ضبط و

احتیاط کے ساتھ سعی وکاوش کا بھرم باندھا ہے جبکہ شعری سطح پر نئی نئی ہیئتوں اور نئے نئے الفاظ اور اسالیب سے کلام کو دلکش بنایا ہے۔

سیرت النبی ﷺ پر خورشید ناظر کی مذکورہ دونوں کتابیں بعض خصوصیات بلکہ اوّلیت کی حامل ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیرت نگار اپنے پیشِ نظر ہستیوں کو بالعموم ان کی کنیت سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ عرب میں کنیت اصل نام سے زیادہ معروف و متداول رہی ہے۔ خورشید ناظر نے اکثر ایسی ہستیوں کے اصل ناموں کی تحقیق کی ہے اور انھی کو استعمال کیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے بعض اہم تاریخی واقعات پر نئے زاویوں سے تبصرے کیے ہیں اور بعض معقول و مفید نتائج اخذ کیے ہیں۔ مثلاً غزوہ اُحد کے انجام پر عسکری انداز کا تبصرہ، بنو قریظہ کی غداری پر ان کے تقریباً سات سو افراد کو موت کی سزا دیے جانے کے لیے دلیل۔

کشف الدجیٰ بجمالہ شاید اردو میں سیرت کی پہلی کتاب ہے جو آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی گئی ہے بلکہ ہمارے مطالعہ کی حد تک یہ اُردو کی طویل ترین آزاد نظم بھی ہے۔ چونکہ یہ کتاب فنی لحاظ سے ایک طویل مسلسل نظم کی حیثیت رکھتی ہے شاید اس لیے شاعر نے مختلف عنوانات کے تحت کتاب کی ابواب بندی نہیں کی۔ تاہم تخلیقی سفر کے سنگ ہائے میل کو کسی طور پر نمایاں کرنا ضروری تھا تاکہ قاری اپنی پسند کے کسی موضوع کا مطالعہ کرنا چاہے تو بآسانی تلاش کر سکے۔ اس مقصد کے لیے مصنف نے کتاب کے شروع میں حسبِ روایت ایک فہرست مرتب کر دی ہے جس میں ان سنگ ہائے میل کو عنوانات دے کر ایک سلسلۂ شمار میں پرو دیا ہے اور پھر متنِ کتاب میں عنوانات تحریر کرنے کی بجائے صرف ان کے ہندسہ ہائے شمار درج کر دیے ہیں یعنی ایک، دو، تین، چار

تخلیقی سفر کے ہر مرحلۂ خاص کا آغاز شاعر بالعموم ایسی سطور سے کرتا ہے جو اس

مرحلۂ خاص کا پتہ دے رہی ہوتی ہیں مثلاً کتاب کا آغاز ان سطور سے کیا گیا ہے۔

تصور ہی تصور میں محمد ﷺ کا ہی جلوہ ہے
مرے دل میں اُنھی ﷺ کے پیار کا ہر دم اُجالا ہے
مری نظروں میں مکّہ ہے
مدینہ ہے
کرم ہے یہ محمد ﷺ کا
میسّر اُن ﷺ کی چاہت کا خزینہ ہے

عہد مکہ کے مختلف واقعات و حالات کو اسی طرح مخصوص انداز سے نمایاں کرتے ہوئے جب شاعر اپنے ذہنی سفر میں مکہ سے ہجرت کر کے قبا، پہنچتا ہے تو یوں گویا ہوتا ہے:

تصور ہی تصور میں قبا میرا ٹھکانہ ہے
عجب نقشہ یہاں کا میں نے دیکھا ہے
مسلماں اور یہودی سب قبا میں مل کے رہتے ہیں

مدینہ پہنچتا ہے تو شاعر کی زباں پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں:

تصور ہی تصور میں مدینہ کی فضاؤں کا مسافر ہوں
میں ہر اک واقعے کو دیکھتا ہوں، اس کا ناظر ہوں

خورشید ناظر نے اپنے لیے شاعری کا جو میدان منتخب کیا ہے، اس میں ان کا ثانی کوئی نہیں۔ دنیائے شعر و ادب میں خود کو نمایاں کرنے اور منوانے کے لیے یہ لوگ پی آر سے بھرپور کام لیتے ہیں اور 'من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو' کی حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں۔ خورشید ناظر ایسے ہتھکنڈوں سے گریزاں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ادب و شعر کے

شیدائی اور قاری ان کے تخلیقی مقام سے آگاہ ہو کر ان کی تعریف میں رطب اللساں ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ملک میں اور بیرون ملک نمایاں ادبی شخصیات، میڈیا اور ادارے ان کے کلام کی پذیرائی کر رہے ہیں اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ خورشید ناظر کا تو بس یہ کہنا ہے کہ وما توفیقی اللہ باللہ......

پروفیسر محمد لطیف

سابق ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز اور پرنسپل،

شاعر، ناقد

کشف الدجیٰ بجمالہٖ پر ایک نظر

جناب خورشید ناظر کے سفر نامۂ حج ''ہر قدم روشنی'' سے آغاز پانے والا روحانی سفر ''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' کی صورت میں آٹھویں منزل پر ظہور پذیر ہوا ہے۔اس سے پہلے سات بھی اُن کے وفورِ عشق کے مرحلہ ہائے شوق ہیں جن میں اُن کا معجزۂ فن اپنے انداز میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے قارئین ان ساتوں شعری مجموعوں میں حمد و نعت کے مختلف پہلوؤں سے لطف اندوز ہو چکے ہوں گے جہاں اُن کا حسنِ عقیدت حمد اور نعت کے پرتو میں حسنِ بیاں کے بامِ عروج پر دکھائی دیتا ہے، وہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جناب خورشید ناظر کہیں بھی حفظِ مراتب کے احساس اور درست مقام سے ڈگمگاتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔ حمد کی صورت میں توصیفِ باری تعالیٰ ہو تو بھی وہ مضمون و بیان کی نازکی اور حساسیت کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ مدحتِ رسولؐ اور نعتِ نبیؐ کے بیان میں بھی اُنھیں احساس رہتا ہے کہ ذرا سی افراط و تفریط بات کو کہاں سے کہاں پہنچا سکتی ہے۔ منظوم سیرت پاک ﷺ کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ جناب خورشید ناظر کی ساڑھے سات ہزار سے زیادہ اشعار پر مشتمل سیرتِ پاک ﷺ (بلغ العلیٰ بکمالہٖ) اُردو شاعری میں یقیناً ایک ہی بحر میں ضابطۂ تحریر میں آنے والا اوّلین شاہکار ہے جو بحر ہزج میں ہے۔

جناب خورشید ناظر نے اپنی اوّلین منظوم سیرتِ پاک ﷺ کی طرح دوسری

سیرتِ حضورِ ختمی مرتبت ﷺ بعنوان ''کشف الدجیٰ بجمالہ'' بھی آزاد نظم میں بحرِ ہزج میں ہی کہی ہے۔ پہلا شاہکار پابند نظم کا پیرایۂ اظہار لیے ہوئے ہے جبکہ دوسرا آزاد نظم کا سلیقہ و قرینہ لیے ہوئے ہے۔ اس بحر کی بدولت ہر مصرعہ رواں دواں، برجستہ اور نغمہ بار ہو کر لطیف وشگفتہ اور موسیقی کا خوبصورت آہنگ لیے انتہائی عقیدت کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ یہی وہ معجزۂ کمال وفن ہے جو شاعر کو فصاحت و بلاغت سے بھرپور حسنِ بیاں کی بدولت ایک بلند مرتبہ شاعر کا مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے اور میرا یقین ہے کہ یہ سب اُس دعا کا حاصل ہے جو جنابِ خورشید ناظر نے خانہ خدا میں مانگی تھی اور جس کا ذکر انہوں نے اپنے سفرنامے ''ہر قدم روشنی'' کے ابتدائیے میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اس دُعا کو شرفِ قبولیت نصیب ہوا۔

جناب خورشید ناظر کی دوسو چھپن صفحات پر مشتمل اس کتاب میں شائع ہونے والی طویل نظم کو اپنی ہیئت یعنی آزاد نظم میں کہی گئی سیرتِ پاک ﷺ ''کشف الدجیٰ بجمالہ'' کو شعری تاریخ میں ایک بے مثل و بے مثال منفرد اعزاز و مرتبہ حاصل ہوگا کیونکہ آزاد نظم میں اتنی طویل سیرتِ پاک ﷺ لکھنے کا شرف یقیناً جناب خورشید ناظر کو ہی حاصل ہے جو ظاہر ہے اُنھیں اُسی مہرِ عالم تاب ﷺ اور خورشیدِ جہاں تاب ﷺ کی نظرِ کرم اور رحمت و ضوفشانی کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں صحت و تندرستی کی طویل عمر عطا فرمائے تاکہ وہ اس سلسلۂ شوق کو قائم و دائم اور جاری و ساری رکھ سکیں جس کا گاہے گاہے وہ اظہار بھی فرماتے رہتے ہیں۔'' آمین''

پروفیسر ڈاکٹر محمد انور صابر

مصنف، مرتب، شاعر، ناقد سابق وائس پرنسپل،

صدر شعبۂ اُردو گورنمنٹ صادق ایجرٹن کالج بہاول پور

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

کشف وانکشافِ وارداتِ قلبی

''ہر قدم روشنی'' سے روح و دل کو منور کرنے کے بعد خورشید ناظر کے تخیل کا خورشیدِ جہاں تاب تنویر کی ان تابانیوں سے آشنا ہوا کہ پھر فیض و ترسیل کا یہ سلسلہ تھما نہیں۔ ان سوچوں کو خیرہ کرتی کرنوں میں بلغ العلیٰ بکمالہٖ (منظوم سیرت پاک)، منظوم شرح اسماء الحسنیٰ، حسنت جمیع خصالہٖ (حضور پُرنور ﷺ کے اسمائے پاک کی منظوم شرح)، وللہ الحمد (غیر منقوط حمدیہ کلام) توشیح اسماء الحسنیٰ، توشیح اسمائے محمد ﷺ یا ملاک و محورِ عالم محمد ﷺ (غیر منقوط نعتیہ کلام) ادب کے اُفق پر ضوفشاں ہیں جبکہ ایسی کئی کرنیں ابھی زیرِ افق بے تاب تابانی ہیں۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ میں ایک آزاد مگر مسلسل نظم کی صورت میں سیرت پاک ﷺ کے مختلف گوشوں کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی وارداتِ قلبی ہے جو لکھاری اور قاری کا ذاتی معاملہ ہو کر بھی ذاتی نہیں ہے کیونکہ دونوں کی محبت اور مودت کا محور رسول کریم ﷺ کی ذات والا برکات ہے اس لیے اگر لکھاری لکھتے ہوئے حب و اطاعت کے پل صراط سے گزرتا ہے تو قاری اُسے پڑھتے ہوئے انہی کیفیات سے گزرے گا۔

آزاد نظم میں چونکہ موضوعات کو سمونے کی گنجائش بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے تو اس کی طوالت موضوعات کے مختلف گوشوں کو احاطۂ تخیل میں لانے کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے رواں دواں انداز اپنانا سونے پر سہاگے کا کام کرتا ہے۔

جنابِ خورشید ناظر کی شاعرانہ خوبیوں میں خصوصیت سے یہ پہلو شامل ہے کہ وہ نظم پابند لکھیں یا آزاد اس میں روانی اور بہاؤ کے عناصر قاری کو مسحور کر دیتے ہیں اور وہ نظم کے موضوع میں کھو کر رہ جاتا ہے اور اگر موضوع سیرتِ پاک ﷺ کا کوئی گوشہ ہو تو سبحان اللہ، قاری اس سے روحانی سرخوشی کشید کیے بنا نہیں رہ سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ قاری آغازِ کتاب میں بابِ ولادت پڑھتے ہی روحانی کیف کے اس سلسلے سے لازماً دوچار ہوگا جس سے میں اب ہوں۔ ناظر صاحب کا یہ خاصا ہے کہ وہ تاریخ اور تاریخیت کو ساتھ لے کر چلتے ہیں جبکہ سیرتِ پاک اپنی اصل میں تو ہے ہی موضوعِ تاریخ، ان کی نعتیہ شاعری کے جتنے بھی مجموعے ہیں ان سب میں واقعات کے تاریخی استناد کا التزام موجود ہے۔

''کشف الدجیٰ بجمالہٖ'' کی فہرست قاری کو تاریخی واقعات کی ترتیب میسر آنے کے ساتھ ساتھ واقعات کی کڑیاں segmentation کی صورت مگر باہم پیوست دکھائی دیں گی جو تاریخ کے بیان کے ساتھ ساتھ تاریخیت کی بھی زریں مثال ہیں۔ نظم کے بارہ طویل بند سنجیدہ اور باذوق قاری کو برِصغیر کے مقامی ادب میں موجود بارہ ماسے یا بارہ ماہے کی یاد ضرور دلائیں گے جن میں غالباً وارداتِ ذہنی و قلبی کو بارہ مہینوں میں پانچ موسموں کے اُتار چڑھاؤ کی کیفیات میں قلم بند کیا جاتا ہے جو کہ جدید و قدیم روایات کے حسین امتزاج کا پتہ دیتا ہے، پھر یہ کہ ۱۲ اور ۵ کی جو ایک روحانی نسبت ہے اس پر قربان جایئے۔ تفصیل کا محل نہیں وگرنہ اس نسبت کے حوالے سے ہمارے دینی لٹریچر میں بہت مواد موجود ہے پس عینِ قلب درکار ہے ذکرِ اہلِ بیت و محبانِ اہلِ بیت اور فیض و فضل کی ترسیل اور تسلسل کے لیے۔ علاوہ ازیں مجھے متن پر اس لیے بھی بات نہیں کرنی کہ ناظر اور منظور کا یہ آپسی معاملہ ہے اور ہمیں حدِ ادب کا پاس بھی ہے۔ اس لیے یہ پہلو تشنۂ بیان ہی رہے تو اچھا ہے کہ قاری کا ذہن و دل کسی تشریح و تعبیر کے اثر سے آزاد رہے اور اس ضمن میں قبلہ خورشید ناظر

کی "پہلی بات" ہی حتمی حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس روحانی تاریخی سفر میں بطور زادِ راہ ہمارا بھی کوئی ذرۂ تخیل کسی شمار قطار میں آجائے تو حضورﷺ کی محفل میں ہمارا بھی تذکرہ ہو جائے بتوسل وصدقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تسیما کثیرا کثیرا۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی

مدیر سہ ماہی "الزبیر" معتمد عمومی اُردو اکیڈمی،

سابق صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور،

محقق، مصنف، ناشر

مہک اُن کا مقدر، روشنی اُن کا اثاثہ ہے

دنیا میں کورونا کا آغاز ہوا تو ہر طرف خوف کے سائے امڈ آئے۔ اخبار، ریڈیو، ٹی وی، موبائل، غرض اطلاعات کے سبھی ذرائع کا اہم ترین موضوع گفتگو کورونا اور اس موذی مرض سے بچنے کا طریقہ ہی ٹھہرا۔ کرنا خدا کا یوں ہوا کہ انھی دنوں میں پہلے چھوٹا بھائی اور پھر بابا جان نزلہ، زکام اور کھانسی میں مبتلا ہو گئے۔ بعد میں گھر کے دیگر چھوٹے بڑے بھی کسی نہ تکلیف میں مبتلا ہوئے لیکن بابا سمیت ہر اک نے معمول کی موسمی بیماری قرار دے کر اس پر غیر ضروری توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر اک معمول کے مطابق زندگی کے مراحل طے کرنے لگا۔ بابا جان نے طبیعت بہتر ہوتے ہی حسب سابق کاغذ قلم اٹھایا اور اپنا کام کرنے لگے۔

ہم سب کیونکہ اُن کی عادت اور معمول سے واقف ہیں چنانچہ ہر اک نے نتیجہ اخذ کر لیا کوئی نئی کتاب تحریر کی جاری ہے۔ پھر یوں ہوا کہ دنیا کے ساتھ پاکستان میں کورونا کے اثرات نمایاں ہونے لگے اور ادارے بند ہونے لگے۔ زندگی کا انداز تبدیل ہو کر گھر کی چار دیواری تک محدود ہو گیا اور اب وقت کی رفتار بے حد سست ہو کر اعصاب پر اثر انداز ہونے لگی لیکن بابا کی مصروفیت حسب سابق جاری تھیں۔ میں اکثر اوقات اُن کے پاس سٹڈی میں چلا جاتا ہوں اور اُن سے مختلف موضوعات پر کبھی مختصر اور کبھی طویل گفتگو کرتا رہتا ہوں۔ بابا کے پاس گھر اور باہر سے کوئی بھی آئے، وہ قلم ایک طرف رکھ کر آنے والے کی ہر بات کو نہ صرف توجہ سے سنتے ہیں بلکہ اُس وقت تک اُسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں جب تک

کہ وہ خود جانے کی اجازت طلب نہ کر لے۔ اس روز بھی یہی ہوا۔

میں نے بابا سے اُن کی مصروفیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ "میاں! سیرتِ پاک لکھ رہا ہوں" میں نے حیرت سے پوچھا "بابا وہ تو آپ پہلے لکھ چکے" فرمایا کہ بیٹا کیا یہ ایسا موضوع ہے کہ جو سیرت کی صرف ایک کتاب میں سمٹ سکتا ہے۔ میں نے منظوم سیرتِ پاک لکھی لیکن تشنگی باقی ہے" میں نے پوچھا کہ اب منثور سیرتِ پاک لکھ رہے ہیں کیا؟ فرمایا۔ نہیں اب بھی منظوم ہی لکھ رہا ہوں، دراصل چاہتا تو یہ تھا کہ سیرت کے کچھ واقعات کو سامنے رکھ کر ایک طویل نظم سیرت ﷺ کہوں لیکن حکم ہوا ہے کہ طوالت کو اس طرح آگے بڑھاؤں کہ یہ سیرت کی کتاب بن جائے۔ میں نے استفسار کیا کہ "کیا یہ بھی مثنوی کی ہیئت میں ہوگی؟" فرمایا نہیں یہ ایک طویل آزاد نظم کی صورت میں لکھی جائے گی۔

میں نے بابا کے وقت کے ضیاع کا احساس کرتے ہوئے مزید کوئی سوال نہیں کیا اور انھوں نے بھی مجھ سے تازہ کام کے بارے میں رائے دینے کے لیے نہیں کہا۔ میں وہاں سے اُٹھ آیا لیکن میرے ذہن میں طرح طرح کے سوالات اُبھرنے لگے۔ میں نے اپنی تسلی کے لیے اُن سوالات کے جوابات خود سے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔

سیرتِ پاک ﷺ کا موضوع دنیا بھر میں ایسے موضوع کا درجہ رکھتا ہے جس پر شاید سب سے زیادہ کتب نہ صرف لکھی جا چکی ہیں بلکہ ان کتابوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ میری فہم کے مطابق دنیا کی شاید ہی کوئی بدنصیب زبان ہو جس نے اپنے دامن کو اس لاجواب اور بے مثال خوشبو سے اب تک نہ مہکایا ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی زبان میں اگر سیرتِ پاک ﷺ کی کتاب نہ لکھی گئی ہو لیکن یہ طے ہے کہ ہر زبان میں آپ ﷺ کی ذاتِ والا واقدس پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا گیا ہے۔

برصغیر ہندو پاک کی بہت سی نام ور شخصیات نے اس اہم ترین موضوع پر کام کر کے اپنے لیے اجرِ کثیر کا حصول یقینی بنایا ہے۔ پاکستان وہ خوش نصیب خطہ ہے جہاں کے شار

وشعراء نے اس موضوع پر نہایت وقیع اور بہر طور قابلِ ذکر کام کیا ہے۔ میں یہ سب کچھ سوچ رہا تھا اور صرف اس لیے سوچ رہا تھا کہ میرے بابا بھی ایسی خوش نصیب ترین شخصیات میں شامل ہیں جنھوں نے سیرت پاک ﷺ کے موضوع پر "بلغ العلیٰ بکمالہٖ" کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھی ہے جو کئی لحاظ سے منفرد ہے اور جس کا کوئی ثانی نہیں۔ میرے ذہن میں آیا کہ یہاں کی کئی زبانوں میں منثور کتبِ سیرت ﷺ کے ساتھ ساتھ منظوم کتب بھی منظرِ عام پر آئی ہیں جن کی نثر کے مقابلے میں تعداد بہت کم ہے۔ یہ سوچ کر میں ایک طرح کا فخر محسوس کرنے لگا کہ میں ایک ایسے باپ کا بیٹا ہوں جس نے اس منتخب موضوع پر منتخب انداز میں اس طرح کام کیا کہ جو اپنی مثال آپ ہے اور میرے ہی بابا کی ایک ایسی منتخب کتاب منصۂ شہود پر آنے والی ہے جس کی کہیں کوئی مثال موجود نہیں کیونکہ میرے ذاتی مطالعے اور تحقیق کے بعد مجھ پر واضح ہوا کہ آزاد نظم کی ہیئت میں اس سے پہلے سیرتِ طیبہ ﷺ کے سلسلے میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بابا نے اپنے لیے وہ اعزاز برقرار رکھا کہ اُن کی کوئی کتاب ایسی نہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے منفرد نہ ہو۔

میرے علم میں ہے کہ کئی علاقائی زبانوں مثلاً سندھی، سرائیکی اور پنجابی زبانوں کے علاوہ ہماری قومی زبان اردو میں بھی سیرتِ پاک ﷺ پر کئی نام ور لوگوں نے دو دو کتب لکھ کر اپنی دنیا اور آخرت کو روشن کیا ہے لیکن بابا کی زیرِ نظر کتاب کے باعث انھیں دو ایسے اعزاز مل گئے ہیں جو سیرتِ پاک ﷺ کے موضوع پر کام کرنے والی کسی بھی محترم شخصیت کے حصے میں اب تک نہیں آ سکا۔ پہلا اعزاز یہ کہ بابا سیرتِ پاک ﷺ کی دو منظوم کتب لکھنے والی پہلی شخصیت ہیں اور دوسرا اعزاز یہ کہ ان سے پہلے کسی نے آزاد نظم کی ہیئت میں یہ خوشبو بھرا کام نہیں کیا۔

بابا! میرے علاوہ ہر باشعور اور علم و ادب کا ادراک رکھنے والا شخص اس بات پر حیرت زدہ ہے کہ ہمارے وطن کے اہلِ اختیار معمولی اور غیر معیاری کاموں پر کسی

''خصوصی'' معیار کے زیرِ اثر ایسے لوگوں کو تمغوں سے نواز رہے ہیں جو سوائے چند ایک کے کسی بھی طرح ان اعزازات کے حق دار نہیں۔ اختیارات کے سرکش گھوڑے پر بیٹھے ہوئے ان لوگوں کو اس کام سے کون روک سکتا ہے جو وہ غیر مستحق لوگوں کو مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے مسندِ شہرت و اعزاز سے سرفراز کرتے چلے جا رہے ہیں اور مکمل طور پر مستحق لوگوں کے پُر نور چہروں کو اُن کے سرکش گھوڑے اپنے سموں سے اڑنے والی دھول سے بے نور کرنے کا مکروہ عمل سرانجام دیتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ بابا! مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ آپ کی گوشہ نشینی اور شہرت سے عدم رغبت آپ کے کاموں کی وقعت کو عیاں کرنے میں گو حارج رہی ہے لیکن جس روشنی اور خوشبو کے سفر پر آپ گامزن ہیں اُس کی راہ میں دنیاداری کی کوئی کشش کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کے کاموں کو نا صرف اس ملک کے باشعور اور علم و ادب کا ادراک رکھنے والے حلقے دل کھول کر داد دینے لگے ہیں بلکہ یہ روشنی اور خوشبو ملکی سرحدوں سے باہر نکل کر وہاں کے لوگوں کو بتدریج حیرت زدہ کرنے لگی ہے۔ آپ کام کرتے رہیں کیونکہ مجھے اپنے خدا پر مکمل بھروسہ ہے کہ وہ آپ کے جگمگاتے اور مہکتے ہوئے لفظوں کے احترام کے اسباب خود پیدا کرے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا ہر کام وقت کی قید سے بے نیاز سدا آگے بڑھتا رہے گا اور یہ وہ عمل ہے جس پر میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ اللہ آپ کی ہر کوشش کو وافر اجر سے نوازے گا کیونکہ آپ کے ہر کام کی نسبت صرف اللہ کریم اور رسولِ عظیم ﷺ سے ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نعیم نبی

شعبہ اردو، مصنف، کالم نگار، مرتب، ناقد

☆☆☆



میرے لب آپ (ﷺ) کی پاپوش پر ہیں
میرا سر آسماں کو چھو رہا ہے